

موجودہ حالات میں سیرت رسول مُنَّالِثُرِيمُّم كا پیغام

يسندفرموده

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا يبيرذ والفقاراحمدصاحب نقشبندي دامت بركاتهم

تاليف

مولاناسیدا حمد و میض صاحب ندوی نقشبندی دامت برکاتهم غلیفه حضرت مولانا پیر ذوالفقارا حمد نقشبندی دامت برکاتهم

> تحقیقوتخریج مفتی احمداللهندار قاسمی نادم التریس مدرسخیر المدارس میدارآباد

تفصيلات

عناب سیرت رسول طالق کے تابندہ نقوش مولانا سیدا حمد و میض عموی (9440371335) تابیعت مفتی احمد الله شارقاسی (۹۹۲۲۸۸۸۲۱) صفحات صفحات مفتی احمد الله قالت و ۳۳ سال الله و ۳۳ س

ت وزنگ مفتی محدسعیدا حمد قاسمی (8106575687)

> **ناشر** مكتبةالدعوةوالارشادحيدرآباد

فهرست مضامين

110	مقدمه	₩
10	عرض مؤلف	₩
12	عرض مرتب	₽

(ببهلاباب) سيرت رسول مالين الميلايلة -- تعارف اورخصوصيات سيرت رسول مالين الإلة - تعارف اورخصوصيات

19	سیرة النبی کے مآخذ	(
۲۰	قرآن کریم	
r.	ا حادیث میارکه	\$
r.	دورِرسالت کے عربی اشعار	₽
r.	كتتب سيرت	
rı	اقرام بيرت	4
rr	ججرت ِمدينة تاوفات ِرسول تَأْثَيْنِظِ	(
71"	سیرت درسول کی ہملی قشم	
rm	سيرت رسول مانتيال کې د وسري قسم	\$
ry	د لائل تبوت كامطالعه كيول؟	₩
1 2	میرت کی تیسری تقتیم	4
12	ميرت رسول مانطالي كي خصوصيات	€
14	ד ו ר אליגים	(2)
ra	كامليت	

	'	
۳.	جامعیت	(
tutu	عملیت	₩
۳۳	أيك اورخصوصيت	₽
44	مطالعة سيرت كےمقاصدوفوا ئد	€
1 4	مضامین سیرت	₽
,	ہر چیز کو محیط ہے سیرت رسول منافظ کیا گئے	
(T)	(خصائص سیرت پرمثاریر کے اقتباسات)	\$
44	علامة في نعماني " أور ذكش پيرايه	₩
W.M.	ميرت كي جامعيت	₩
40	سب کے لئے ایک ہی اسوہ	4
44	انقلاب آفريس سيرت	€
44	توازن واعتدال	€
4	نبوی کمالات اورانقلاب پرانوکھی تحریر	₩
١٥	مولاتاً گیلانی ٔ کاالبیلاانداز	(
10	ميرت درول مَا يُنْفِينُ سے امت مسلمہ کی غفلت	₩
A#	بذان ترج بحريس كرم ترجي	

انسانیت آج بھی اسی در کی محتاج ہے

سیرت محمدی دنیا کا آئیندخانہ ہے

(د وسرایاب) سیرت رسول اور جمارا طرزعمل سیرت رسول اور جمارا طرزعمل

۵۸	سیرت در مول تانتین اور جماری ذمه داریان	€
*************************************	·····	

۵۹	سیرت رسول اور جماری عملی زندگی	
4+	سیرت رسول اور دعوت دین	₩
41	سيرت رمول تانتيان اور د فاع سيرت	

سيرت رسول اكرم كالتيالي كابيغام

460	ماه ربيح الاول اورمحافل سيرت	€
46	سيرت مبب القلاب حيات	\$
44	محافل سيرت كوتبواريه بناؤ	\$
44	سیرت نگارنی ذمه داری	₩

عشق رسول جز ایمان ہے صرف دعوائے جست کافی ہیں

49	عثق رسول کا پبلا تفاضه	₩
۷٠	د وسرا تقاضه	₽
21	تيسرا تقاضه	♠
27	چوتھا تقاضہ	(
۷۳	يا نچوال تقاضه	♦

ماه ربيع الاول كے جلسداور جمارا طرز عمل

2 0	يوم پيدائش ياغيرون كى نقالى	❖
22	تاریخ ولادت وطریقهٔ فرحت	❖
۷۸	۱۲ رہیج الاول کی ہے اعتدالیاں	♦
۸۰	ر سيخ الاول مين سميا كرين؟	€

AI	سیرت کی جامعیت کواجا گر کیاجائے	‡
۸۳	سیرت کے انقلا بی پہلو پرزور	4
٨٢	كرتے كے كام:	\$

يديسي جفايد؟ يدكيسا بيظلم!

۸۵ حسن انسانیت کی کرشمرسازی ۱۳ (عن انجالوقات پر کرم گستری ۱۳ (عن انجالوقات پر کرم گستری ۸۸ جفایی بغا ۸۹ سدیت رسول سے دوری ۸۹ ۱۳ (عی مسلم الحق المشلیل) ۹۱ ۱۹ (سال مسلم الحق المشلیل) ۹۱ ۱۹ (سال مسلم الحق المشلم) ۹۱ ۱۹ (سال مسلم الحق المشلم) ۹۷ سلم الحق المشلم الحق المشلم الحق المسلم المسلم الحق المسلم المسلم المسلم المسلم الحق المسلم المسل		,	
٨٩ اشرف المخلوقات پر كرم گسترى ٩٩ سنب رسول سے دورى ٨٩ اسمار ورث مصطفیٰ طائیل الله الله ٩١ اسمار ورث مصطفیٰ طائیل الله الله ٩١ اسمار ورث كامال ٩١ ١٩١ ٩١ ١٩٥ ٩١ ١٠١ ٩٠ ١٠١ ٩٠ باثارى تقاضا كري الله الماعت ہے ہے ٩٠ ١٠١ ٩٠ ١٠١ ٩٠ برسول كيسے پر كى جائے؟ ٩٠ برسوب شان صطفیٰ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ ١٠٥ </td <th>‡</th> <td>(مجت رمول کے تقاضے اور ہمارا طرزعمل)</td> <td>۸۵</td>	‡	(مجت رمول کے تقاضے اور ہمارا طرزعمل)	۸۵
	4	محمن انبانیت کی کرشمہ سازی	۸۵
است رسول سن وری ای است وری ای است وری ای است وری ای است وری ای استان التهای ا	4	اشرف المخلوقات پر کرم گستری	44
اسحاب محمد اورعثق مصطفیٰ طائیلین است کا استاع سنت اسلات کا استاع سنت اسلاق کا استاع سنت اسلاق کا استاع سنت استان کا استان کا مسلمانو ال کا حال استان کا محمد کا محمد استان کا محمد کا فقد ال استان کا محمد کا فقد ال استان کا محمد کا فقد ال استان کا محمد ک	4	جفاءي جفا	۸۸
اسلاف کا اتباع سنت کا سال سنت کا اتباع سنت کا سال سنت کا اتباع سنت کا سنت ک	€	سنت رسول سے دوری	19
ا الله مسلمانو ال كامال الله الله الله الله الله الله الله	4	اصحاب محمدا وعثق مصطفئ ملاثناتين	19
	♦	اسلاف كااتباع سنت	91
	4\$	مسلما نون كامال	91
عن وانثاری تفاضائے مثن ہے۔ اس انتاری تفاضائے مثن ہے۔ اس انتاری تفاضائے مثن ہے۔ اس انتاری تفاضائے ہیں ہی	4	سیحی مجست کا ثمر ه	917
۱۰۱ عثق و تعظیم نبی کالیان الماعت سے ہے۔ امول کیسے پید کی جائے؟ مجہت رسول کیسے پید کی جائے؟ رفعت شان مصطفیٰ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ الل	4	حقيقي محبت كافقدان	94
ا مجت رسول کیسے پیدکی جائے؟ اور فعت شان مصطفی ا اور فعت شان مصطفی ا افعالیت رسول میں کوتا ہی ا	♦	جاشاری تقاضائے عثق ہے	94
ا رفعت شان مصطفی ا ا مظمیت رسول مین کوتایی ا	₽	عثق تعظیم نبی ماشین اطاعت ہے۔	1+1
عظمت رسول میں کو تاہی 🗗	40	مجت رسول کیسے پیدی جائے؟	i-t-
	♦	رفعت شان مصطفی ا	1-64
	♦	عظمت رسول میں کو تاہی	1-0
	4		1-4

<i>i</i> -9	عظمت رسول الشيئيل كوتقاض	
11+	عظمت نام پاک کانمونه	\$
111	وْ كررسول تَلْقَيْلِهُ فِي بر كات	\$

تیسراباب (واقعات سیرت کاپیغام) واقعات ِ ہجرت کا پیغام

III	واقعه ججرت _ایک مطالعه	4
iim	ہجرت کاپس منظرا ورستشر قین کا پر و پریگنڈ ہ	₽
110	ایک مغالطه کا جواب	
114	ججرت اور چند حقائق	4
112	بجرت کا آفاز	₩
119	شب هجرت شب عثق وامتخان	

واقعة هجرت كيءصري معنويت

irr	جرت قر آن می <i>س</i>	♦
ira	<i> بجرت امادیث میں</i>	Φ
Ira	دین می <i>ل بجر</i> ت کامقام	
IPY	قرآن میں جرت کی تیاری کا حکم	4
IFA	آمدم پرسرِمطلب	€
IFA .	ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد	₩
Ir9	مسلم معاشره قنوطیت کی جادریس	4

ip-	اساب كايبلو	4
1mh	ایتاروقربانی	€
Inn	اسلامی اخوت	4

معراج كايس منظر

irq	موجوده عالات ميس واقعة معراح كابيغام	4
117-	عبدیت انسان کی معراج ہے	₩
IN1	که تیرے زمال ومکال اور بھی ہیں	4 ♦
ik.i	محدود دائر ،عقل کے لئے ذہنی ارتقاءراہ کشاد ہ ہو گی	€\$
1971	معاشرتی آداب کی تغلیم	₩
140	حبق ملاہے بیمعراج مصطفی سے مجھے	₩

(چوتھاباب) سیرت رسول کے نمایاں گوشے سیرت رسول کے چندنمایاں کوشے

خدمت خلق -- سيرت ِ رسول كاجلى عنوان خدمت خلق -- سيرت ِ رسول كاجلى عنوان

146	ام المؤمنين كے تاريخانہ جملے	♦
ואף	خدمت خلق کاعملی مظاہرہ	
144	غدمت خلق کی تا تحید	‡

لوح بھی تو ،قلم بھی تو ، تیراوجو د الکتاب

14+	طلب علم في شنتين	\$
121	پېلى اسلا مى درسگاه	
127	خلافت عباسيه ميس علم كي الجميت	\$
128	2 ملین بیج علم سے عروم	❖

حضور التيليظ دونول عالم ميس سهارا

120	جهلاء عرب ایک بیسهارا قوم	\$
124	ہرمظلوم طیقے کاسہارا	(2)
122	غلامول کامولی	\$
129	يتيمول كاوالي	\$
14.	بے محمول کاسبارا	\$
IAT	سهاراامت کا آخری سهارا	4

بے سول کی دستگیری اور اسوۃ رسول رحمت

IAD	مظلومول كاميحا	4
IAZ	مانخوں کے ساتھ حن سلوک	\$
1/49	دعوت حِتْ اوراسوة رسول تَكْتَيْ إَيْنِ	\$

سيرت رسول ملطي لله مين من اعتدال في حملكيال

191	عالم الحبر كاجيرت الكييزمنظر	
190	عالم اصغر كاتعجب خيزمنظر	₩
190	بيه اعتدالي كي نقصانات	♦

194	اسوة رسول اعتدال كاشابهكار	4
192	احاديث ميس لفظ اعتدال	4
192	روحانیت ومادیت میں اعتدال	4
19.^	عبادات مين اعتدال	4
r-r	دین و دنیاییں اعتدال	40
r-t~	مجبت ونفرت میں اعتدال	4₽
r+m	معاملات اورلین دین میں اعتدال	4₽

(پانچوال باب) سیرت رسول التی اور عصری مسائل سیرت رسول التی این مسائل کاحل

Y+A	انسان عدم تحفظ کا شکار	4
r-9	عالمی عزبت کاحل	❖
Y1-	معاشی بحران کاحل	4
ri-	نسل پرستی، کرپشن اورخاندانی نظام کامحل	4
rir	مغر بی معاشره غلاظتوں کی آماجگاه	4
rir	منشات كلانجام	

دختر تحثى كاحل اسوة رسول الثانية ليلخ كى روشني ميس

414	يوم خوا تين اور كرائم كاريكار ذ	₩
714	ال لعنت سے چھٹکارا کیو بخر ہو	‡
711	آپ تالیانی کی زینداولاد باحیات مدرہنے کی وجہ	4₽
119	لعنت جميز وختر كعثى كاسبب	4

اختلا فات كاحل سيرت نبوي ملائليكيا كي روشني ميس

الم اسلام اور آليسي اغتثار المحلال المتار واختلاف كاصل المحلال المتار واختلاف كاصل المحلال المتار واختلاف كاصل المحلال المتار والمحلومة وكر رق مثاليس المتار وفي مثاليس المتار وفي مثاليس المتار وفي مثاليس المتار وفي مثال المتار وفي مثار وفي وفي مثار وفي وفي مثار وفي مثار وفي			
اسخاد کو متاثر کر نے والے صفات سے اہتناب اسکا علی اختا ون کی روش مثالیں اسکا علی معاملہ اختا ون کاعل اسکا علی معاملہ اختا ون کائل کے میں اختا ون کے میں اسکا کی معاملہ اختا ون کائل کے میں اسکا کی معاملہ اختا ون کے میں اسکا کی میں کہ اسکا کی امت مسلمہ کانازک اختا ون کے اسکا کی امت مسلمہ کانازک اختا ون کے اسکا کی اسکا کی امت مسلمہ کانازک اختا ون کے اسکا کی میں کہ اسکا کی میں کہ کہ اسکا کی کہ	**	عالم اسلام اورآ پسی انتشار	771
اجتائی معامله اختلاف کی روش مثالیس اجتمائی معامله اختلاف کامل اجتمائی معامله اختلاف کامل اجتمائی معامله اختلاف کامل اجتمائی معامله اختلاف کے ۱۳۳۱ کاملیت کے مدیدیہ کاملی اسلامی کاملیت	4	انتشاروا ختلاف كاحل	444
اجماعی معامله اختاف کامل اختاف کامل اختاف کامل اختاف کامل اختاف کے نکات اسلام مدیدیں اختاف کے نکات اسلام مدیدیں اسلام کامل بن ابی بلتعد کاواقعہ ماطب بن ابی بلتعد کاواقعہ مال اختاف کے مات کامیاب اصول اسلام کامل کے بعد پاہلا اختاف نے کہ بعد پاہلا اختاف ف	€	احتحاد کومتا در کرنے والے صفات ہے اجتناب	775
المن اختفاف کے نکات اللہ المنتان کے مدیدیں اللہ المنتان کے مدیدیں اللہ المنتان کے مدیدیں اللہ المنتان کے بعد پہلا اختفاف کے بعد پہلا اختفاف کے بعد پہلا اختفاف کے اللہ کانازک النہ کانازک النہ کانازک اللہ کانازک النہ کاناز کے النہ کانازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے انازک کے اللہ کی کے ان	€	حل اختلات کی روشن مثالیس	۲۲ 2
المت مسلمہ کانازک اختلاف کے المسلمہ کانازک المسلمہ کانازک اختلاف کے المسلمہ کانازک المسلمہ کاناز کے المسلمہ کانازک المسلمہ کے المسلمہ کانازک المسلمہ کانازک المسلمہ کانازک المسلمہ کانازک کے المسلمہ کانازک المسلمہ کانازک المسلمہ کانازک کے المسلمہ کانازک کے المسلمہ کانازک کانازک کے المسلمہ کانازک کانازک کے المسلمہ کانازک کے المسلمہ کانازک کانازک کانازک کے المسلمہ کے المسلمہ کانازک کے المسلمہ کانازک کے المسلمہ کانازک کے المسلمہ کانازک کے المسلمہ ک	€	أجتماعى معاملها ختلاف كاعل	TTA
الطب بن ابی بلتعد کاواقعد الله الله الله الله الله الله الله الل	4\$	عل اختلاف کے نکات	rmi
عل اختلات کے سات کامیاب اصول اصلات کے بعد پہلا اختلات کے بعد پہلا اختلات احتلات احتلا	4	صلح حد بيبية	444
رحلت مصطفیٰ کے بعد پہلااختلات احتلات احتلاق احتلاق احتلاق احتلاق احتلات احتلاق	₩	حاطب بن ا بې بلتغه کاوا قعه	۲۳۵
امت مسلمه کانازک اختفاف 🕏	4	عل اختلاف کے سات کامیاب اصول	۲۳۵
	₩	رحلت مصطفیٰ کے بعد پہلااختلاف	246
فروى مسائل بيس اختلات كاحل 🚓	4	امت مسلمه کانازک اختلاف	۲۳۸
	4	فروعی مسائل میں اختلات کاحل	r ٣9

سيرت رسول مانطيقها اورانسانی حقوق

144	حقوق انسانی کاارتقاء	€
444	موجود ہ انسانی حقوق حقیقت کے آئید میں	€
444	انسانی حقوق اورتصور آخرت	₽
200	حقوق انسانی کاجامع تصور	₩
200	انسانی حقوق میں فر د اورمعاشر ہ کی رعابیت	₩
444	تحفظ مبان یاحق زندگی	₩

rr2	تحفظ مال	4
rma .	تحفظ ناموس	4
rra	حق مساوات	€
rra	تحفظ آزادي	4
rra	آزادی ضمیر کاحق	
ra-	پیناه اورمعایده کاحق	\$
rai	عورتوں کے حقوق	4
rai	فلامول کے حقوق	\$
ror	يتيمول اوركمز ورول كيحقوق	₩

(چھٹاباب) سیرت رسول ساٹھ آئے اور تربیت اصلاح

سيرت رسول مالاليلة اورتربيت اصلاح

TOT	معلم انسانیت کاطریق تربیت	❖
raa	د نیاولمی سطح کالحاظ	❖
roy	حن تزیبیت کاایک اورنمونه	ጭ
raa	غلطی کا احساس دلانا	❖
r09	مثاوران أب ولهجيه	❖
r09	نصیحت مختصر ہو 	❖
r'4+	محمل وقوت برداشت	€
r4-	مختلف ذرائع كااستعمال	₽

نبيّ اكرم النَّالِيمُ كا أسلوب دعوت واقعة ججرت كي روشني ميس

746	واقعه ہجرت دعوت کابنیا دی محرک	‡
244	واقعہ ہجرت کے دعوتی نکات	\$
144	د اعی اعلیٰ صفات کا حامل ہو	�
14 2	داعی جذبه قربانی ہے سرشار ہو	₽
17 2	د اعی اولو العزم ہو	₩
744	داعی میں یفین کامل ہو	€

سيرت رسول اوراصلاح معاشره

749	مادی ترتی نے روحانی قدرو <i>ں تو</i> پامال کر دیا	♦
r2.	انسانی سماج کی نجات کا نبوی نسخه	\$
721	ايمان راسخ اوريقين كامل	‡
r2r	احباس جواب دہی	‡
rer	اخوت وبھائی چارگی کی روح	‡
72 7	تزبيت اولاد كي	‡
r20	اصلاح خواتین پرزور	\$
724	مسب چلال کی تا محید	\$
122	اصولِ اصلاح کی رعابیت	\$

خانداني زندگي اوراسوهٔ رسول سَاللَّالِيَا

* ^ - ^ - - - - - - - - - -	اسوة رسول مَنْ اللِّيلَةِ بحيثيت وبينا	4	
		-+-	Į

TAI	بحيثيت باپ	€
۲۸۳	بحيثيت ثوهر	€
PAY	بحيثيت داماد	♦
YA 2	بحيثيت خسر	❖
†AA	بحیثیت سر پرست فاندان	ጭ
1 /4	رشة کے بھائیوں کے ساتھ برتاؤ	4

اختتامیه نَفَس مَّم کرده می آید جنیدو بایزیدایس جا

یا ہے؟ الم الم اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ ال	فهرست مآه	4 Ô}
المحافق فی کی کیفیت حاضری المحافظ فی کی کیفیت حاضری المحافظ ا	ر ياض حن	₽
الم	حافظ خالدلد	4
الم الموثل كي نيسيت حاضرى الم 194 الم خاموش كي نشأثرات الم كي كي نشأثرات الم 194	بشرى اعجاز	₽
قَی کی کیفیرت حاضری مفاموش کے نشار ات مفاموش کے نشار ات	حافظ افرور	4\$₽
غی تی کی کیفیدیت حاضری	امجدحبيدرآباه	₩
	مولاناا بواهم	₩
یا ہے؟	سيدا بوالخير	4₽
	روضت اطبرك	4
، پر حاضری دینے والول کی قبی کیفیات ، ۲۹۲	روضة رسول	‡

مقدمه

حضرت مولانامفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی صدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد

نحمده و نصلى على رسوله الكريم

اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی یہ تتاب 'سیرت دسول کے تابندہ نقوش' آپ کے ہاتھوں ہیں ہے، حضرت مولانا سیدا حمد و میض عموی صاحب دامت برکا تہم جن کی شخصیت اپنی خدمات کی وجہ سے ریاست اور ہیرون ریاست اب محمّاج تعارف نہیں ،اللہ تعالیٰ نے انہیں زبان ہو شمنداور سیال قلم کی دولت سے نواز اہے، آپ ایک طویل عرصے سے سیرت نبوی کا ٹیا ہے کے ختلف پہلوؤں کو اجا گرکرتے ہوئے آرہے ہیں، آپ نے تعلیم سماجی، معاشی اور دیگر سلمجتے ہوئے موضوعات پر سیرت نبوی کی روشنی میں تشذلب اصحاب ذوق اور قاریمن روز نامہ کی پیاس بجھائی ہے، ان مسیرت نبوی کی روشنی میں تشذلب اصحاب ذوق اور قاریمن دوز نامہ کی پیاس بجھائی ہے، ان مضامین کا امتیازی پہلویدرہا ہے کہ سیرت کے متعلق میں واقعہ کو اجمالی طور پر بیان کرکے اس سے مضامین کا امتیازی پہلویدرہا ہے کہ سیرت کے متعلق میں واقعہ کو اجمالی طور پر بیان کرکے اس سے مطنے والے عملی اسباق کو اخذ کرنے اور موجودہ والات وواقعات کو سیرت پر منطبق کرنے کی معی کی گئی

بڑی مسرت کی بات ہے کہ مختلف اوقات میں لکھے گئے ان مضامین کا انتخاب کر کے ان کو چھ ابواب اور اختنامید میں تقسیم کر کے کتابی شکل دی گئی ہے، مزید مسرت کی بات یہ ہے کہ کتاب میں شام تمام مضامین کی تخریج اور ذیلی عناوین لگا کرمولانا مفتی احمد الله نثار صاحب قاسمی دامت برکا تہم نے کتاب کی افادیت کو دو بالا کر دیا ہے اللہ تعالی انہیں جزائے خیرعطافر مائے یہ کتاب ان شاء اللہ موجودہ عالات کے تناظر میں صحیح رہنمائی کے لئے سنگ میل ثابت ہوگی، اور کتنب سیرت میں ایک مفید اضافہ ہوگا، قار مین کرام سے خواہش ہے کہ وہ اس کتاب کو اس نقطۂ نظر سے پڑھیں کہ حیات محمدی میں ہماری زندگی کے لئے عبرت وصیحت کے کیا کیا پہلوموجود میں ، اور ہمیں کس طرح ان کو مقعل راہ بنانا جا ہے۔

الله تعالی مصنف، مرتب، ناشر اور کتاب کوموجود و شکل پیس لانے کی جدو جہد پیس شامل تمام حضرات کی عمر بیس برکت عطافر مائے، ان کے علمی قبمی اور علمی فیض کو عام و تام فر مائے اور دوسری مختابوں کی طرح اسے بھی ذخیرة آخرت اور امت مسلمہ کے لئے نافع بنائے۔ محد جمال الدین محد جمال الدین

عرض مؤلف

تمام تعرفیس اس رب ذوالجلال کے انتے سزاوار ہیں جس نے رحمۃ للعالمین سرور کو نین سرور کو نین سرور کو نین سرور کو انسانیت پر احمان عظیم فرمایا، بنی رحمت کا الیاتی کی حیات طیبہ قیاست تک آنے والی انسانیت کے لئے اسوہ اور نمونہ ہے، موجودہ دور کے ممائل میں گھری انسانیت کے لئے دامن رمول سے وابستی کے بغیر چارہ کارنہیں، اقوام عالم سیرت رمول سے جس قدر دور ہوتی جائیں گی اس کے ممائل شدید وہ بچیدہ ہوتے جائیں گے، خود امت مسلمہ کے سارے ممائل ہی بنیاد سیرت رمول کا الیاق کے بیٹر وہ بچیدہ ہوتے جائیں گی بنیاد سیرت رمول کا الیاق کو حزز جان کی بنیاد سیرت رمول کا الیاق کے حرم دور میں مسلمانوں نے سیرت رمول کا الیاق کے قدم چوم لیتی بنالیاوہ مسلمانوں کا تابنا ک اور زرین عبد کہلایا، وہ جہاں بھی جاتے کا میابی ان کے قدم چوم لیتی لین جب مسلمان سیرت رمول کا الیاق ہیں ان پر چھاگیئیں، اور اقوام عالم میں وہ بے وزن ہو گئے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کا ایک ہی راسہ ہے کہ اس کی نشر واشاعت اور اس کے مختلف کو حول کو نمایاں کرنے نیز موجودہ کروہ اس سے دہنمائی حاصل کرنے کا خوب اجتمام کیا ہے، سیرت رمول کا ٹھائی ایک ایسا مدا میل اس سے رہنمائی حاصل کرنے کا خوب اجتمام کیا ہے، سیرت رمول کا ٹھائی ایک ایسا سا میں موتی رفتار زمانہ کے ساتھ بہار موضوع ہے کہ اس برجتنا بھی لکھا جائے الی علم کو بھی حاصل نہیں ہوتی، رفتار زمانہ کے ساتھ بہار موضوع ہے کہ اس برجتنا بھی لکھا جائے الی علم کو بھی حاصل نہیں ہوتی، رفتار زمانہ کے ساتھ بہار موضوع ہے کہ اس برجتنا بھی لکھا جائے الی علم کو بھی حاصل نہیں ہوتی، رفتار زمانہ کے ساتھ بہار موضوع ہے کہ اس برجتنا بھی لکھا جائے الی علم کو بھی حاصل نہیں ہوتی، رفتار زمانہ کے ساتھ بیار موضوع ہے کہ اس برجتنا بھی لکھا جائے الی علم کو بھی حاصل نہیں ہوتی، رفتار زمانہ کے ساتھ بیار موضوع ہے کہ اس برجتنا بھی لکھا جائے الی علم کو بھی حاصل نہیں ہوتی، رفتار زمانہ کے ساتھ بیار موضوع ہے کہ اس برجتنا بھی لکھا جائے الی علم کو بھی حاصل نہیں ہوتی، رفتار زمانہ کے ساتھ بیار کی خور اس کے کہ اس برجتنا بھی لکھا ہوتے اس برخوں ہوتی ہوتی کی حاصل نہیں ہوتی برفتار کی خور اس کے کہنے کو برخوں کو برخوں کی مواضو کی موسلم کی برخوں کی موسلم کی برخوں کی موسلم کی موسلم کی موسلم کی موسلم کی موسلم کی کی موسلم کی موسلم

زینظر کتاب احقر کی کوئی وقیع علی کاوش نہیں ہے بلکہ مختلف موقعوں پر لکھے گئے مضابین ہیں الکین ان میں موجودہ حالات میں سیرت رسول کالٹیکٹے سے رہنمائی حاصل کرنے کے تعلق سے اچھا خاصا مواد آگیا ہے، فی زمانہ واقعات میں سیرت کوحسول برکت کے لئے تو خوب پڑھا ورسنا جاتا ہے لیکن اس نقطہ نظر سے نہیں پڑھا جاتا کہ یہ زعدگی کے ہرموڑ پر رہنمائی کرنے والی ایک متحرک میرت ہے، زیر نظر مضامین میں حالات حاضرہ میں واقعات میرت سے حاصل ہونے والے بیخام، میرت رسول کالٹیکٹے کے ساتھ امت مسلمہ کی زیادتی، سیرت رسول کالٹیکٹے کے خصوصیات بیخام، میرت رسول کالٹیکٹے کے حصوصیات

وامتیازات ،سیرت رسول میں تربیت واصلاح کے اصول اورسیرت رسول کے بعض اہم محوشوں پرتفصیل سے روشنی ڈالی بھی ہے، یہ ایک طالب علما یہ کوسٹشش ہے جسے فروگذاشت سے یا ک نہیں قرار دیا جاسکتا، اس میں اگر عام سلمانوں کے لئے مجھ مفید مواد آسمیا ہے تو یہ میرے سرپر متول اور اساتذه کی دعاؤں کا نتیجہ ہے بالخصوص پیرطریقت حضرت شاہ جمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم کی توجہات اورعنایتیں احقر کوشروع سے حاصل ہیں الله تعالیٰ حضرت دامت برکاتہم کا سایہ تادیر قائم ركھے،ای طرح میں حضرت مولانامفتی محد جمال الدین صاحب دامت برکاتهم کاصدر شعبه افیاءوصد ر مفتی و ناظم تعلیمات دارالعلوم حیدرآباد کا بھی بے مدممنون جول کمفتی ساحب نے تتاب کے لئے اپنا قیمتی پیش نفط عنایت فرما کرایک طالب علم کی حوصله افزائی فرمانی، بیهال اس بات کا تذکره مناسب ہوگا کہ احقر نے سفر حریس شریفین کے موقع پر مضامین کے اس مجموعہ کومجوب العلماء والصلحاء حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتیم کی خدمت میں پیش کیا تھا حضرت نے یورے مضامین پرسرسری نظر دُانتے ہوئے غیر معمولی حوصلہ افزائی فرمائی اور بڑی مسرت کااظہار فرماتے ہوئے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا،اللہ تعالیٰ حنسرت کا سایہ تادیر قائم رکھے،اور باذوق نوجوان عالم دین عزیزم مفتی احمدالله نثارقاسمی صاحب قابل تعریف بین که ازسرنو کمپیوزنگ کروائی ءذیلی عناوین وتخریج کا کافی اجتمام تیااور بڑی محنت سے تتاب کی ترمیب جدید کویایہ چمیل تک پہونچایا اللہ تعالی آپ کو جزائے خیرعطا فرمائے اوراس مجموعہ کو امت کے لئے نافع اورمؤلف کے لئے ذخیرۂ آخرت بناتے۔

> کالب دعا سیداحمدومیض ندوی ۵/جون ۲۰۱۳ء

عرض مرتب

حقیقت یہ ہیکہ ہم جیسے ناکارول کو اکار علمائے است اور علم ومعرفت سے آراسة شخصیات کی عدمت کا موقع مل جانا زہے نصیب و سعادت کی بات ہے کہا جا تا ہیکہ ''چاول کے ساتھ کنگر ہونے کے ساتھ خبار کی بھی قیمت لگ جاتی ہے'' احقر اپنی خدمت کو مثل غبار ہی محصتا ہے ، حضرت مولانا سیدا محمد ومیض صاحب نقشیندی عمت فیوضهم کی محتاب''اعجاز قر آن کے چرت انگیز نمونے'' تر تیب و تفریخ کے بعد نیٹ پر اپلوڈ کی حقی تو کئی الل علم حضرات نے حضرت والا کی مزید تحریرات کا شدت سے مطالب کیا ،جس سے آپ دامت برکا تہم کی دیگر تمام کتا بول کو جلد از جلد منظر عام پرلانے کا مزید داعیہ پیدا ہوا، آپ کی اکٹر کتا بیل حیدرآباد کے مختلف ادارول اور کنت فانول سے کئی بارشاع ہو چکی ہیں ، فی زماند انٹر نیٹ ، واٹسپ وغیرہ عمومی وعالمی ذرائع استفادہ میں سے ہیں ،آپ کی تمام کتا بیل تر تیب و تخریج کے بعد" را واسلام ڈاؤ نیٹ 'ویب سائیڈ پر اپلوڈ کی جار ہی ہیں

حضرت کی تمام کتابوں میں ترنتیب کے دوران جوبھی تبدیلی یا مذف عمل میں آیا ہے حضرت والا کی اجازت سے ہے، بندہ نے زیرنظر کتاب میں ذیلی عناوین اور تخریج کا اہتمام کرنے کی کوسٹ ش اپنی علمی عملی سرمایہ کے فقدان کے ساتھ کی ہے، اللہ تعالی اس خدمت کو قبول فرما ہے۔ ،اور فامہ فرسائی کی فامیوں سے درگذرفر ما ہے۔ ،

احمدالله ثنارقاسی خادم التدریس مدرسه خیر المدارس حیدرآباد ۱۸رصفرر ۱۹۳۹ هزی ا^{۲۰}۱۰ مر ۱۱ر ۸، بده

پېلاياب

_ سيرت رسول ساللن الله -- تعارف اورخصوصيات

پېلا باپ

سيرت رسول تاثناته – تعارف اورخصوصيات

لفظ "سرت" مار سیرسراً سے ماخوذ ہے جس کے معنی چلنے کے آتے ہیں، "سرة" طریقداور زندگی کے لئے بولا جا تا ہے (مجم مقابیس الفقہ ۱۶۰ / ۱۹۰۴) قرآن مجید ہیں یہ نفظ مالت اور ہیئت زندگی کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، ارشاد ربانی ہے "سنعید ہا سرتها الاولی" (ط ۱۲) صاحب لسان العرب کے مطابی ابتدائی لوگوں کی ہا توں پر"سیرة" کا اطلاق ہوتا ہے، (سان العرب ۱۹۰۳) فنی اصطلاح کی روستے" میں العرب کا متراد و فنی اصطلاح کی روستے" میں علماء اصول وعقیہ و سیرت سے بنی کر می کا الله کا طریقہ اور آپ باتھ کی اظرز زندگی قرار دیتے ہیں، علماء اصول وعقیہ و سیرت سے بنی کر می کا الله کا طریقہ اور آپ باتھ کی کا طرز زندگی مراد لیتے ہیں، علماء اصول وعقیہ و سیرت سے بنی کر می کا الله کی الور آپ باتھ کی کتابوں کے لئے سیرکا نام مراد لیتے ہیں، علماء تاریخ سیرت کا اطلاق بی کے مالات وواقعات اور آپ کے خروات پر کا تے سیرکا نام دیا جا اللہ اللہ کے الواب کے لئے سیرکا نام دیا جا اللہ سے کہ خروات میں مزید و صحت پیدا کی، "ابواب السی" کا عنوان اختیار کیا ہے، اس کے بعد فقیاء کرام نے اس میں مزید و صحت پیدا کی، "ابواب السی" کا عنوان اختیار کیا ہے، اس کے بعد فقیاء کرام نے اس میں مزید و صحت بیدا کی، تغییر استعمال فرمائی انقلاسیرت بی کی جانب منسوب کرتے ہوئے جب سیرة النبی کا شیار کو کہا جا تا تا تھیر استعمال فرمائی انقلاسیرت بی کی جانب منسوب کرتے ہوئے جب سیرة النبی کا شیار کا کہا جا تا تا حید مقاب اس می بی کریم کا شیار کی حیات مقدسہ کے تمام طلات وواقعات آپ کے عادات و شمائل غورات و سرایا، اقال وغیرہ مثامل ہوجاتے ہیں۔

سیرة النبی کے مآخذ

ویسے سیرت نگاروں نے میرت النبی ٹاٹیا کے تقریباً مآخذ کا تذکرہ کیا ہے جن سے میرۃ النبی ٹاٹیا کے تفصیلات اخذ کی گئی ہیں لیکن ان میں سے چار قابل اعتماد مراجع کی حیثیت رکھتے ہیں(ا) قرآن کریم(۲)امادیث میجھ (۳)دور رسالت کے عربی اشعار (۴) کتب سیرت۔

قرآن کریم

قرآن کریم سیرت نبوی طالقات کاسب سے بااعتماد اولین ماخذہ، قرآن کریم میں جگہ جگہ سیرت نبوی کی جملائی کا سب سے بااعتماد اولین ماخذہ ہے، قرآن کریم میں جگہ جگہ سیرت نبوی کی جملئیاں نظر آتی ہیں، اس عظیم کتاب میں نبی آخر الزمال کے قبل بعثت کے احوال، بعثت کے ابتدائی حالات، دعوت اسلام کے مختلف مراحل اور اسلامی آداب واخلاق کے نمونے پائے جاتے ہیں، قرآن مجید میں آپ کی زندگی کے مختلف بہلوؤں کا ذکر ہے۔

احاديث مباركه

سیرت دسول کا دوسرااہم مستندماً خذا حادیث ہیں، حضرات صحابہ کرام ہے بڑی احتیاط اور
دیانت داری کے ساقہ رسول الله طالتی نزندگی کے تمام پہلوؤں کو احادیث کی شکل ہیں ہبنچادیا
ہے اور ذخیر وَاحادیث میں سفر وحضر کی تمام جزئیات پائی جاتی ہیں، قرآن کریم نے بی محترم طالتی ہیں کی زندگی سے تعلق جن ہبلوؤں کو اختصار کے ساقہ بیش کیا ہے احادیث میں ان کی تفصیل ملتی ہے،
مآخذ سیرت کی حیثیت سے احادیث اس لئے بھی اہمیت رفتی ہیں کی کشب احادیث میں صحابہ سے متصل مندوں کا ذکر ہے، سیرت رسول کا جو حصد احادیث سے ثابت ہے وہ استناد کے لحاظ سے
دوسرے ذرائع کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

د ورِرسالت کے عربی اشعار

اشعار عربوں کا دیوان ہے، اہل عرب شروع سے اشعار میں اپنی تاریخ مرتب کرتے آئے ہیں، دورِ رسالت میں بہت سے وہ صحابہ تھے جنہیں فن شاعری میں ممال حاصل تھا جنور طاق آلے کی شان میں اشعار کہتے تھے جن میں سیرت رسول طاق آلے اسے تعلق خاصا مواد آتھ یا ہے، شعراء صحابہ کرام شمیں سے حضرت حمان بن ثابت "بحضرت عبداللہ بن رواحہ اور دیگر معروف میں۔

کتب سیرت

ا حادیث کے علاوہ سیرت نبوی مُنْشَائِمُ کے بہت سے واقعات ایسے ہیں جنہیں حضرات صحابہ

کرام شنے بعد والوں سے بیان کیا پھر تابعین نے ان مالات وواقعات کو افذ کر کے انہیں کتابول میں مدون کیا، عہد رسالت میں سیرت نگاری پر توج نہیں دی گئی، اس وقت تدوین قرآن کامسلسب سے پہلے دوسری صدی میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد میں ہوا، سیرت نبوی کا گام سب سے پہلے دوسری صدی میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد میں ہوا، سیرت نبوی کا گئی ہے متعلق امادیث پر خصوص توجہ دینے والے صحابہ کرام میں حضرت عبد الله بن عبد الله بن عبد الله بن عبد الله اور حضر براء بن ما لا بن عبد الله اور حضر بربن عوام کا نمبر آتا ہے، نمایال بی ان کے بعد حضرت ابان بن عثمان، حضرت عروه بن زبیر بن عوام کا نمبر آتا ہے، تابعین میں بہت سے تابعین نے سیرت کی تدوین پر توجہ دی ،اس طرح بتدریج سیرت ایک فن تابعین میں بہت سے تابعین نے سیرت کی تدوین پر توجہ دی ،اس طرح بتدریج سیرت ایک فن کی اور ابن ہشام اور ابن اسحاق جیسے سیرت نگار پیدا ہوئے اور یون آگے بڑھتا گئے۔

اقىام ميرت

ا علمائے سیرت نے استفادہ کی آسانی کے پیش نظر سیرت رسول کاٹیائی کی دوسیمیں کی ہیں، ایک تقلیم باعتبار زمانہ اور دوسری تقلیم باعتبار مضامین کے، زمانہ اور حیات رسول کی مدت کے اعتبار سے سیرت کو تین حصول میں تقلیم کیا حمیا ہے۔

(۱) ولاً دت تا بعثت : اس کی مدت چالیس ہے، سیرت کے اس حصہ میں بعثتِ رسول سے قبل جزیرۃ انعرب اور عربوں کے حالاتِ مکہ مکرمہ کے مراحل ،کعبۃ اللّٰہ کی تعمیر اور اس کے علاوہ اصحاب الفیل کاوا قعہ اور دیگر تقصیلات بیان کی جاتی ہیں۔

(۲) بعثت سے ہجرت مدین تک : اس کی مدت ۱۳ سال ہے، سیرت کے اس صد کو عہد میں سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ دعوت ورسالت کا ابتدائی اوراساسی دورہے، اس عرصہ بیس قرآن کر یم کا جو حصہ نازل ہوااس میس زیادہ دلائل تو حید، شرک کی مذمت، صفات باری تعالیٰ بعث بعدالموت اور آخرت کا اشابت، جنت و دوز تے پر زور دیا گیا ہے اور مشرکین کی جانب سے پیش آنے والی تکالیت پر صبر کی تلقین کی گئی ہے، سیرت کے اس حصہ میس دین کی راہ میس اٹھائی جانے والی مشقنوں ہجرت بشعب الی طالت کا حصار مختلف قبائل میں اسلام کا تعارف ، واقعہ معراج ، دیعت

عقبة اولي اور پيعستِ عقبه ٔ ثانيه اوراخير ميں ہجرت الى المدينه كي تفصيلات بيان كى جاتى ہيں _

هجرت مدينة تاوفات رسول ملاثاتيهم

اس کی کل مدت دس سال ہے،اس عرصہ کو عہد مدنی سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل و تعبیر اور جہاد و دعوت کا دور کہلاتا ہے،اس دور میں مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں خوب جہاد کیااس دور میں ۳۰/غزوات اور ۷۰/سے زائد سرایا پیش آئیں۔()

اس عہدییں دعوت ِاسلام خوب پھیلی اور قرآن مجیدییں اسلامی معاشرہ سے تعلق ضروری احکام کانزول ہوا۔

مضامین کے لواظ سے سرت کو تین حصول میں تقسیم کیا محیا ہے:

(۱) سیرت رسول کاو ہ حصہ جوآپ کے اخلاق شمائل وعاد ات اور خصوصیات پر شمل ہے۔

(۲) سیرت رسول کاوہ حصہ جو دلائل نبوت پر مشمل ہے۔

(۳) سیرت ِرسول کاو ہ حصہ جوغز وات اور جنگوں کی تفصیلات پر شتل ہے۔

() غروات کی تعدادیں چارق این (۱) شائیس (۲) چوہیں (۳) اکیس (۴) انیس، اورسرایا کی تعداد کے بارے میں پانچ اقوال ہیں ، چالیس پینینس ، ارتیس، ارتالیس اور چین (سیرت مصطفی :۲۸۸۲) دراسل حضور تا اللہ کی تمام غروات وسرایا کی تعداد میں سیرت نگارون کا اختلاف ہے چالنچہ:

(۱) البلازري فقوح البلدان ميس ۱۹۸

(۷) قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین میں ۲۰ر۔

(٣) شکی تعمانی نے سیرۃ النبی میں ٣٥ر _

(۴) ابن طدون فے اپنی تاریخ میں ۳۹ر۔

(۵)طبری نے اپنی تاریخ میں ۳۹ر۔

(۴) ابن سعد نے طبقات میں ۸۸ ر ۹ رغز وات ایسے ہیں جن میں صنور تاثیل نے دشمنوں سے جنگ کی تھی یعنی بدر ، اَحد ، مرکب بیج ، خندق ، قریظہ ، خبیر ، فتح مکہ جنین اور طائف اور باقی ۸ ارمیں شمشیر کااستعمال نہیں ہواتھا

سيرت رسول النظالية كي ببلي قتيم

جہال تک آپ ٹاٹیل کے شمائل کا تعلق ہے تواس کے دوجے ہیں۔

(۱) علیه مبارکه : جس میں آپ کا قد ، رنگ ، اعضاء وجوارح کا تناسب ظاہری من وجمال آپ کی نشت و برخاست ، آپ کی رفتار وگفتار ، آپ کے سونے الحصنے اور لباس کی تقصیلات ذکر کی جاتی ہیں ، سیرت کے اس حصد کامطالعہ درج ذیل وجوہ سے ضروری ہے:

(اً)نشت و برخاست اورگفتار ورفّنارا و رلباس بهونے جاگئے بیں آپ کی پیروی کی جاسکے۔ (۲)رسول کاٹیائیز کے حن و جمال اورظاہری کمالات کی جا نکاری سے اس بات کاعلم ہوتا ہے کہ آپ پرالڈدکائس فذرنسل واحسان ہے کہ آپ کو کامل ومکل انسان بنایا۔

(۳) آپ کی شکل وصورت جائے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ کئی کو خواب میں آپ کا دیدار ہوجائے تو وہ شکل اس کے موافق ہو گئی جیسا کہ اس نے کتابوں میں پڑھاہے۔

(۲) شمائل کا دوسرا حصد آپ کے اخلاق وعادات اور اسوۂ حسنہ سے تعلق رکھتا ہے، آپ اخلاق کے اوپنچے مقام پر فائز تھے، آپ کی سخاوت وشجاعت شرم وحیا عفو و درگذر ، صلح و بر دباری ہتقویٰ ،انفاق ،تواضع ،زیداوران جیسے اعلیٰ صفات سے متصف تھے۔

حضرت عائشہؓ سے جب لوگوں نے حضور کاٹیائی کے اخلاق کے تعلق سے دریافت کیا توانہوں نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق میں سرایا قرآن تھے بیٹی جو کچھ اخلاق قرآن مجید میں الفاظ کی شکل میں پائے جاتے ہیں آپ کی ذات و مالی ان کاعملی نمونتھی۔ (')

مفسراین کثیراس کی وضاحت کرتے ہوئے تھتے ہیں: اس کامطلب یہ ہے کہ قرآن میں جن جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ سے اجتناب جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ سے اجتناب سے اجتناب سے اندان میں ایسے اخلاق میں ایسے اخلاق و دیست فرمائے کہ ویسے اخلاق کسی انسان میں

⁽⁾ دسکان خلفه القر آن" (منداحمد مدیث المیده مائشه مدیث: ۲۳۹۳۵) شعبب الارنوط نے اس روایت تصحیح کہا ہے۔(مملم مدیث: ۳۷۷)

نہیں پائے جاتے بلکہ ان کا مجھ حصہ بھی نہیں پایا جاتا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جس عظیم دین کو مشروع فرمایا ویسا دین کسی پیغمبر کو نہیں دیا گیا، آپ میں حیا سخاوت ، شجاعت ملح ،عفو و درگزر رحمت اور دیگر سارے کامل اخلاق اس قدر پائے جاتے تھے کہ ان کا شمار ممکن نہیں اور نہ انہیں بیان کیا جاسکتا ہے'۔ ()

سيرت رسول ماليناليا كي د وسري قتم

سیرت ِرمول کاٹلاَلِمُ کے وہ مضامین جن میں دلائل نبوت ذکر کئے گئے ہیں، دلائل نبوت سے رموں سے رموں سے رموں سے رمول اللہ کاٹلاَلِمُ کی نبوت کی حقانیت پر دلائٹ کرنے والے دلائل وشواہد مراد ہیں، دلائل نبوت پر دلائل نبوت پر مشتل سیرت کا حصداس لئے اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے ایمان کوتقویت حاصل ہوتی ہے مثق میں زیادتی پیدا ہوتی ہے اور آپ کی تمام با تول پر یقین کامل حاصل ہوتا ہے۔

دلائل نبوت میں بعض معنوی ہیں اور بعض حی ہیں جنہیں معجزات سے تعبیر کیا جا تاہے، اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کی جن دلائل و معجزات کے ذریعہ تائید فرماتے ہیں اور ان سے جن معجزات کا ظہور فرماتے ہیں، اس میں ان کی ذاتی قدرت کا دخل نہیں ہوتا بلکہ یہ محض اللہ کے فضل سے ہوتا ہے، اور اللہ کی جانب سے بطور عطیہ کے ہوتا ہے تاکہ لوگ ان کی تصدین کریں اوریداللہ تعالیٰ کا دستور رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے معجزات کے ذریعہ جموثوں کی تائید نہیں فرماتے، جنائج جن جن الوگ ان کے تصدین میں مواکیا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ ایسے معجزات کے ذریعہ جموثوں کی تائید نہیں فرماتے، جنائج جن جن الوگ الیہ جموثی نبوت کا دعویٰ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں رہوا کیا، جیسے کہ اسو عنی مسلمہ کذاب بھتارین الی عبید وغیرہ۔

بنی کر میم ٹاٹیائی کے دلائل و معجزات صرشمار سے باہر ہیں،امام بیہ قی ٹی کھین کے مطابق آپ کے دلائل و معجزات ایک ہزار سے متجاوز ہیں۔ (۲)

^() فكان فيه من الحياء والكرم والشجاعة والحلم والصفح وسائر الأخلاق الكاملة مالا يعد و لا يمكن وصفه (البدايه والنهايه ٨: /٣٥٦ داراحياء التراث العربي، بيروت) (٢) الفسول في سيرة الرسول ص ٢٨ فعل اعلام نبوتة ١٨٩١

وقوع پذیر ہونے اور پیش آنے کے اعتبار سے علماء نے معجزات و دلائل نبوت کی درج ذیل اقسام ذکر کی ہیں :

ُ (۱) وہ دلائل ومعجزات جوبعثت ہے قبل پیش آئے ،مثلاً سابقہ آسمانی نتمابوں میں آپ ہے متعلق بشارتوں کاذکر، پتھر کا آپ کوسلام کرنا۔ ﴿)ایام شیرخوار گی کے دوران بنی سعد کے قبیلہ میں سینہ کا جا ک محیاجانا۔ (۲)

ر ۲) ایسے معجزات جونبوت سے سرفراز ہونے کے بعد سے وفات تک پیش آئے ان میں سب سے بڑامعجز ہ نز ول قرآن کا ہے۔

اس کےعلاّ وہ دعائے ساتھ فر آبارش کا ہونا۔ (۳)انگلیوں سے پانی کا ابلنا۔ (۴) بھیڑیا کا آپ کی نبوت کی تواہی دینا۔ (۵) قریش کے مطالبہ پر چاند کا دو پھوسے ہو جانا (۴)وغیرہ، آپ کے بے شمار حی معجز سے ہیں۔

(۳) ایسی پیشین کوئیاں جو آپ نے اپنی زندگی میں فرمائیں اور وہ آپ کی وفات کے بعد پیش آئیں ہوٹا آپ اسی پیشین کوئی فرمائی وفات کے بعد پیش آئیں ہوٹا آپ نے چرہ اور فارس کے علاقوں کے بارسے میں پیشین کوئی فرمائی تھی کے مسلمان انہیں فتح کریں سے چتا نچے پیشین کوئی پوری ہوئی ،آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی فاظمہ ہوگی۔(۲) چتا نچے ایسا ہی ہوا، از واج مطہرات میں حضرت زینب کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ سب سے پہلے وہ حضور ٹاٹھ آئے سے جاملیں گی چتا نچے

^()إني لأعرف حجراً بمكة كان يسلم على قبل أن أبعث إنى لأعرفه الآن (مسلم باب تسليم الحجر بمكة قبل النبوة حديث ٢٢٤٤:)

⁽٢)وقدجمعالاتمةفيذلك مازادعلي ألف معجزة (منم مديث:٢٢١)

⁽٣) فمديديه و دعا (بخاري باب علامات النبوة في الاسلام مديث: ٣٥٨٢)

^{(*)&}quot;فجعل الماءينبع من بين أصابعه" (بتحارى باب علامات النبوة في الاسلام حديث 4 ٣٣٤:)

⁽٥)مواردالظمآن الى زائدابن حبان ١٩ ٥:

⁽٢)فأراهم الشمس شفقتين (بخارى باب القمر حديث ٢٥٥ ت)

⁽۲)فأخبرنيأنيأولاهلبيته يتبعه فضحكت (بخارى باب مرض النبي صلى الله عليه و سلم حديث: ٠٤١٣)

ایبا ہی ہوا،آپ نے حضرت عمار کے قتل کی اور حضرت حن کے معاویہ کے ساتھ سکتے کی پیٹین کو ئی فرمائی تھی ویباہی ہوا۔()

و (۳) الیسی پیشین کوئیاں جواب تک پیش نہیں آئیں لیکن آئندہ پیش آنے کی آپ کاٹیا آئے ہے۔ خبر دی ہے جیسے علامات قیامت، د جال کاظہور ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نز ول ، یا جوج ما جوج کا خروج وغیرہ۔

د لائل نبوت كامطالعه كيول؟

دلائل نبوت کا مطالعہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، ان دلائل کو دیکھ کر انسان تو انسان حوانات، ہمادات اور نبات ات نے ہمی آپ کی نبوت کی گواہی دی، رسول الله کا الله کا ارشاد ہے: سوائے نافر مان جنول اور انسانوں کے آسمان وزمین کے درمیان کی ہر چیزاس بات کی گواہی دیتی ہے کہ میں الله کارسول ہوں۔(۲)

(۱) ایمان ویقین میں اضافہ: جب تھی مسلمان کے سامنے آپ کی نبوت کی حقانیت کے دلائل آئیں کے توانیت کے دلائل آئیں کے دلائل آئیں کے بعد مومن کو معرفت والا ایمان حاصل ہوتا ہے۔ حاصل ہوتا ہے۔

(۲)محبت رسول میں اضافہ: ایک مؤمن جس قدرآپ کے تمالات سے واقف ہوگا آپ سے محبت بڑھتی جائے گی، کمالات اورخو ہوں سے واقفیت آدمی کومتا ٹڑ کرتی ہے اوراس سے تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳) ایمان ومجت میں اضافہ: رسول الله کاٹیائی کی اتباع پر آماد ہ کرتا ہے، رسول سے جتنی سے مجتنی سے مجتنی سے مجتنی سے مجتنی سے مجتنی اور آپ کی رسالت پر جنتا مضبوط یقین ہوگا اتنا ہی آپ کی اتباع کا هوق پیدا ہوگا۔ (۴) دلائل نبوت کے مطالعہ کا ایک قائدہ یہ ہے کہ اس سے مومن کو غلبہ اسلام کا یقین حاصل ہوگا، حالات چاہے کتنا ہی طاقتور ہومومن کو یقین ہوگا کہ اسلام

(۲) منداحد/ ۲۱ مندرک مایم ۲۲۲/۳

() بخاری مدیث نمبر ۲۳۲: ب ۲۳۲۰

ہی آخر کار فالب آئے گا، چونکہ مومن آپ کی پیٹین کو پیول پریقین رکھتا ہے اور آپ نے اسلام کے فلبہ کی بار بارپیٹین کوئی فرمائی۔

سیرت کی تیسری تقتیم

سیرت رسول کاٹھ آئے کا تیسرا حصہ وہ ہے کہ جوخ وات وسرایا پر شمل ہے، اعلاء کمۃ اللہ اور دین کی سربلندی کے ساتھ اللہ اللہ کی سربلندی کے ساتھ جہاد فرمایا مکی زندگی کے ۱۳ / سال آپ کو جہاد کی اوازت نہیں دی گئی، مدیرہ جرت کے بعد جب مفار کی جانب سے تعاقب ہونے لگا تواللہ کی طرف سے آپ کو مفار کے ساتھ آل کی اجازت دی گئی، مدنی زندگی میں آپ ۲۰۰/ غروات میں شریک رہے اور سریے دوانہ فرمائے، سیرت رسول کا یہ حصہ بھی انتہائی المحیرت کا حامل ہے۔

سيرت رسول ماليناتياتي كى خصوصيات

سیرت درسول سی الله کی نمایال خصوصیات و و پی جہیں علامہ سیدسیمان ندوی سے اسپین خطبات میں پیش کیا ہے، علامہ نے آپ کی سیرت کی چارالیسی خصوصیات کا انتخاب کیا ہے جن کے سخت ساری خصوصیات شامل ہوجاتی ہیں،اوروہ یہ ہیں:

(۱) تاریخیت (۲) کاملیت (۳) جامعیت (۴۲) عملیت

تاريخيت

تار يخيت كامطلب يد ب كرآب ولله إلى ميرت مباركه تاريخي طور برمحفوظ اورمستندروايات

سے منقول ہے، آپ کی سیرت جس طرح متنداور باوثوتی ذرائع سے محفوظ ہے اس طرح دوسر سے پیٹی برول کی سیرت محفوظ نہیں، اور یہ اسلئے بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم انبیین بنایا اور قیامت تک لئے آپ کی نیوت کو جاری رکھا، جس کالازی تقاضہ تھا کہ آپ کی سیرت تاریخی طور پر محفوظ کی جائے، ملاوہ از یس کئی قائل افتداء انسان کامل کی زندگی دوسروں کے لئے اسی وقت محفوظ کی جائے ہیں علامہ سید سلیمان عموی آگئے تھے بین: ''انسان کی ایک سائیکلوجی یہ ہے کہی سلیا جیات کے متعلق آگر یہ معلوم ہوجائے کہ یہ فرخی اور خیالی ہے یا مشتبہ ہے تو خواہ وہ کئی قدر مؤثر انداز میں کیوں مذبی کیا جائے طبیعتیں اس سے دیر پا اور گجراا ٹر نہیں لیتیں اس لیے ایک کامل سیرت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے تمام اجزاء کی اور گھڑیا تو نہیں ہوتا، دوسرا مبب تاریخی افرانوں سے جواڑ طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے وہ خیالی افرانوں سے جواڑ طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے وہ خیالی افرانوں سے جواڑ طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے وہ خیالی کاملہ کے نقشہ میں ہوتا، دوسرا مبب تاریخی سیرت کے ضروری ہونے کا یہ ہے کہ آپ اس سیرت کے افرانوں سے جواڑ طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے وہ خیالی افرانوں کی تعرفی کے لئے نہیں پیش کرتے بلکہ اس عرف کاملہ کے نقشہ میں کہ ہم اپنی زندگی اس نمود پر ڈھالیں اور اس کی پیروی وتقلیہ کریں لیکن وہ زندگی اور واقعی طور سے ثابت نہیں تو آپ ہو بکر اس کے قابل عمل اور پیروی وتھید کریں لیکن وہ زندگی اور واقعی طور سے ثابت نہیں تو آپ ہو بکر اس کے قابل عمل اور پیروی وتھید کے لئے تہیں کرور کی دور کے سکتے بیں ''۔ (*)

تاریخی طور پر محفوظ ہونا صرف رسول اللہ تا اللہ کا میرت کا امتیاز ہے دنیا کے کسی پیغمبر یا تھی قدیم مذہبی شخصیت کی سیرت کو تاریخیت کا امتیاز حاصل نہیں، بقول علامہ سید سیمان عدوی قدیم مذہبی شخصیت کی سیرت کو تاریخیت کا امتیاز حاصل نہیں، بقول علامہ سید سیمان عدوی شامی قوم میں سینکڑوں پیغمبر آئے کیکن نام کے سوا تاریخ نے ان کا کچھ اور حال مدجانا حضرت نوح بحضرب ایرا ہیم، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت زکریا، حضرت یحی علیم الصلاۃ والسلام کے حالات اور سیرتوں کے ایک ایک حصے کے علاوہ کیا ہم کوکوئی کچھ بتا سکتا ہے؟ ان کی سیرتوں کے ضروری اجزاء تاریخ کی کو یوں میں بہر حال گل ہیں ان کی مقدس زعر گیوں سے ادر نامر بوط حصے کیا ایک کامل انسانی زعدگی کی

⁽⁾ خطبات مدراس: ۲۸

تقلیداور پیروی کامامان کرسکتے ہیں ()اس کے برخلاف بنی کریم کالٹیائی کی سیرت اور آپ کی مبارک زندگی کاایک پہلوتار یخی طور پر محفوظ ہے، بقول علامہ سید سیمان عدوی ''اسلام نے اپنے پیغمبرول کی اور منصرت کی اور اس شخص کی جس کااوئی ساتعلق بھی حضرت کی ذات مبارک سے تھا جس طرح حفاظت کی وہ عالم کے لئے مایہ چیرت ہے، ان لوگوں کو جو آنحضرت کا لؤائی کے اقوال افعال اور متعلقات زندگی کی روایت، تحریر اور تدوین کافرض انجام دیتے تھے، راویان حدیث اور رواۃ یا محدثین اور ارباب سیر کہتے ہیں جن میں سحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے چوتی صدی ہجری تک کے اشخاص داخل ہیں، جب سرمایہ روایت تحریری صورت میں لایا محیاجن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے، اور ان سب کے جموعہ احوال کانام اسماء مورت میں لایا محیاجن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے، اور ان سب کے جموعہ احوال کانام اسماء الرجال ہے'۔

كامليت

رسول الله تافیلی سیرت کادوسراامتیاز کاملیت ہے آپ کی سیرت جی طرح تاریخی طور پر مستندہ ہے، اسی طرح آپ کی سیرت کے سیم مستندہ ہے، اسی طرح آپ کی سیرت کے تمام کو شے دوز روثن کی طرح واضح ہیں، سیرت کے تمی حصد پر داز و خفا کا پر دو فہیں ہے، اسی معیار پر اگر شارعین ادبیان اور بانیان مذاہب کی سوائح اور سیر تول پر نظر ڈالو تو معلوم ہو سکے گا کہ محمد رسول الله تافیلی کے سوااور کوئی جستی اسی معیار پر پوری نہیں اتر تی ہے، انبیاء سابقین میں سب سے مشہور زندگی حضرت موسیٰ علید السلام کی ہے تو رات کی پانچوں کتابول سے ہم کو صفرت موسیٰ علید السلام کی زندگی کے کس قدر اجزاء ہاتھ آسے ہیں؟ ایک انسان کو اپنی سوسائٹی کے ملی نموند کے لئے جن اجزاء کی ضرورت ہے وہ اخلاق وعادات اور زندگانی کے طور وطریات ہیں اور بھی اجزاء حضرت موسی علید السلام کی چینج ہر اندسوائح عمری سے گم ہیں ورد عام طور وطریات ہیں اور بھی اخراف کی سے مردم شماریاں اور قانونی اقوال بہت کچھ حالات یعنی اشخاص کے نام ونسب مقامات کے سیخ مردم شماریاں اور قانون دانی کے لئے کسی قدر اترات میں مذکور ہیں، مگر یہ معلومات خواہ جغرافید کرانولو جی اور قانون دانی کے لئے کسی قدر اس میں مذکور ہیں، مگر یہ معلومات خواہ جغرافید کرانولو جی اور قانون دانی کے لئے کسی قدر اس میں مذکور ہیں، مگر یہ معلومات خواہ جغرافید کرانولو جی اور قانون دانی کے لئے کسی قدر اس میں مذکور ہیں، مگر یہ معلومات خواہ جغرافید کرانولو جی اور قانون دانی کے لئے کسی قدر

⁽⁾ خطبات مدارس: ۳۱

ضروری کیول نہ ہول مگر عملی حیثیت سے بالکل پیکا داور اجزائے سوانح کی کا ملیت سے معریٰ بین '
اسلام سے سب سے تریب العہد پیغ بر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیں مگریاں کرآپ کو حیرت ہوگی کہ
اس مذہب کے پیغمبر کی زندگی کے اجزاء تمام دوسرے تمام مشہور مذاہب کے بانیول اور پیغمبر ول
کے سواخ سے سب زیادہ مجم معلوم بیں، انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی
سالوں کی زندگی پر مشتل بیں، ہم کو ان کی تاریخی زندگی کے صرف یہ صے معلوم بیں کہ وہ پیمان کے آخری تین
سالوں کی زندگی پر مشتل بیں، ہم کو ان کی تاریخی زندگی کے صرف یہ صے معلوم بیں کہ وہ پیدا ہوتے اور
پیدائش کے بعد مصر لاتے گئے لائمین میں وہ ایک و وسیح بیاڑیوں اور دریاؤں کے تنارے مانی گیروں کو وعظ
پیر بیک وقت ۲۰ / برس کی عمر میں بینتم مد دسیعے بہاڑیوں اور دریاؤں کے تنارے مانی گیروں کو وعظ
پیر بیک وقت ۲۰ / برس کی عمر میں بینتم مد دسیعے بہاڑیوں اور دریاؤں کے تنارے مانی گیروں کو وعظ
پیر بیک وقت ۲۰ / برس کی عمر میں بینتم میں مقدم بیش ہوتا ہے اور سولی دے دی جوتے بی ، یہودی ان کو
پیر واد سیعے بیں، چذر تاگر و بیدا ہوتے بیں، یہود یوں سے چندمنا ظرے ہوتے بی ، یہودی ان کو
پیر واد سیعے بیں، وی گورز کی مدالت میں مقدم بیش ہوتا ہے اور سولی دے دی جاتے بیں ، یہودی کو گذر کی عدالت میں مقدم بیش ہوتا ہے اور سولی دے دی جاتے بیں ، اور کی کی گران کی لاش سے خالی نظر آتی ہے، تیس برس اور کم از کم پیکس برس کا زمانہ کہاں اور کیوں کر گذر گویا
ان کی قبر ان کی لاش سے خالی نظر آتی ہے، تیس برس اور کم از کم پیکس برس کا زمانہ کہاں اور کیوں کر گذر گویا

پیغمبر اسلام کی میرت کے تمام گوشے کس قدر واضح میں اس کا اندازہ لگنے سرف شمائل ترمذی کے عنوانات پرنظر دوڑا سئے تو پہتہ چلے گا کہ چھوٹی می چھوٹی بات بھی سحابہ کے سامنے تھی اور سحابہ نے اسے دوسروں تک پہنچا یا بحتب سیرت کے صرف عناوین دیکھ لئے جائیں تو آپ کی سیرت کی کاملیت کا بخوتی اندازہ ہوگا۔

جامعيت

سیرت رمول ٹائٹائٹ کی تیسری خصوصیت جامعیت ہے، آپ کو چونکہ انسانیت کے لئے آئڈ بل بھی بنایا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی سیرت میں انسی جامعیت رکھی ہے کہ ہرطبقہ سے تعلق رکھنے والے کے لئے اسی میں مملی نمونہ ک جا تا ہے، جامعیت کی وضاحت کرتے ہوئے

^() تخیص از خطبات مدراس: ۳۶

علامه سیدسلیمان ندوی ٌ تحریر فرماتے ہیں' جامعیت سے مقصودیہ ہے کہ مختلف طبقات انسانی کو اپنی ہدایت اور روشنی کے لئے جن نمونول کی ضرورت ہوتی ہے یا فرد انسان کو اسپیغ مختلف تعلقات وروابط اور فرائض وواجبات كوادا كرنے كے لئے جن مثالوں اور نمونوں كى ماجت ہوتى ہے وہ سب اس آئیڈیل زندگی کے آئیندین موجود ہون،اس نقطہ نگاہ سے دیکھئے تومعلوم ہوگا کہ واستے غاتم الانبياء عليه الصلوة والسلام كے كوئى دوسرى تخصيت اس معيار پر پورى تہيں اتر تى "_(حواله بیالیّ ہے سا:) آپ چونکہ تمام انسانوں کے نبی میں اورانسانوں میں مختلف طبقات اور حالات سے تعلق رکھنے والے افراد پائے جاتے ہیں،اس لئے سارے انسانی طبقات کے لئے آئیڈیل رکھنے والی سیرت کے لئے جامع ہوناضروری تھا بعلامہ سیدسلیمان ندوی ؓ اسپینے منفرد اسلوب میں اس کی وضاحت بول كرتے بيں،'وه تمام اشخاص جوكسى مذہب كے ملقة اطاعت ميس داخل ہول ناممكن ہے کہ و کوئی ایک ہی صنعب انسانی ہے متعلق ہول اس دنیا کی بنیاد ہی اختلاف پر ہے، باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے،اس میں بادشاہ بیارتیس جمہوراور حکام بھی ضروری ہیں اورمحکوم مطیع اور فرمانبر دار اور رمایا بھی، امن وامان کے قیام کے لئے قانشیوں اور جحوں کا ہونا بھی ضروری ہے اور فوجوں کے سپیسالاروں اورافسروں کا بھی ،عزیب بھی ہیں اور دولت مندبھی،رات کے عابدوز ایدبھی ہیں اور دن کے سیابی اور مجاید بھی، اہل وعیال بھی بیں اور د وست واحباب بھی تاجراورسو دا گربھی ہیں اورامام ویلینٹوا بھی عرض اس دنیا کانظم وسیّ ان مختلف اصناف کے وجود اور قیام ہی پرموقوف ہے اوران تمام انسانوں کو اپنی زند کی کے لئے ملی تجسمه اورنمونه کی ضرورت ہے،اسلام ان تمام انسانوں کوسنت نبوی من ﷺ کی اتباع کی دعوت دیتا ہے اس کے صاف معنی یہ میں کہ و مختلف طبقات انسانی کے لئے اسپیے پیغمبر کی عملی سیرت میں نمونے اور مثالیں رکھتا ہے جوان میں سے ہرایک کے لیے الگ الگ ہدایت کا چراغ بن سکتا ہے، اسلام کے صرف اسی تظریبے سے ثابت ہوجا تا ہے کہ پیغمبر اسلام کی سیرت میں جامعیت ()__

سیرت کی جامعیت کی مزیدتشریج علامه سیسلیمان ندوی ٌ یون بیان فرماتے ہیں' عرض ایک

⁽⁾ خطیات مدراس ۸۴

ایسی شخصی زندگی جو ہرطا ئفہانسانی اور ہرعالت اِنسانی کے مختلف مظاہراور ہرقتم کے بیچیج جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ موصر ون محدر سول اللہ کاٹائیلے کی زیر گی ہے۔ اگر دولت مند ہوتو مکہ کے تاجراور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب ہوتو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو،اگر باد شاہ ہوتو سلطان عرب کا حال پڑھو،اگر رعایا ہوتو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو ،اگر فاتح ہوتو بدر دخین کے سیرسالار پر ایک نظر دوڑاؤ ،اگرتم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو،ا گرتم امتاذ اورمعلم ہوتو صفہ کے درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو،ا گریٹا گر د ہوتو روح الامین کے سامنے بنیٹنے والے پرنظر جماؤ،اگر واعظ اور ناصح ہوتومسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی اور بے سی عالم میں حق کی منادی کافرض انجام دینا جا ہتے ہوتو مکہ کے بے یارومددگار نبی کا اسوءَ حمد تمہارے سامنے ہے، اگرتم حق کی نصرت کے بعدا ہے د شمنو*ل کو زیر*اور مخالفول کو کمز وربنا سیکے ہوتو فاتح مکہ کا نظارہ کرو،ا گرایسے کارو باراور دنیاوی جدو جہد کانظم نسن درست کرنا جاہتے ہوتو بنی نضیر،خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کارو باراورنظم ونسق کو دیکھو،ا گریتیم ہوتو عبدالنُداورآمند کے جگر**گ**وشد کو یہ بھولو،ا گربچہ ہوتو طیمہ سعدیہ کے لاڈ لیے یے کو دیکھو،ا گرتم جوان ہوتو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو، اگرسفری کارو بار میں ہوتو بصریٰ کے کاروان سالار کی مثالیں ڈھونڈ و،اگرعدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہوتو کعبہ میں نور آفناب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھوجو جراسود کو کعبہ کے ایک مح شہ میں کھڑا كردكها ہے،اورمدينه كى تجي مسجد كے حن ميں بيٹينے والے منصف كو ديكھوجس كى نظر ميں شاه گدااور امیر دغریب سب برابر تھے،اگرتم بیو یول کے شوہر ہوتو خدیجہ وعائشہ رضی الله عنہما کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو،اگر اولاد والے ہوتو فاطمہ کے باپ اور حن ؓ وحیینؓ کے نانا کا حال ہو چھو عزض تم جوکوئی بھی ہواور کسی حال میں بھی ہوتمہاری زندگی کے لیئے نمونہ اور تمہاری سیرت کی درستی واصلاح کے لئے سامان تمہارے کلمت خانہ کے لئے بدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نورمجمر ٹاٹٹائٹا کی جامعیت کِبریٰ کے خزانہ میں ہروقت اور ہمہ دم ل سکتا ہے''۔

عمليت

آپ ٹائٹیٹا کی سیرت کی چوتھی خصوصیت عملیت ہے یعنی آپ ٹائٹیٹا نے جو کچھ فر مایااس کاعملی نمونة خود اینی سیرت کے ذریعہ پیش فرمایا ہوئی نظریہ اورفلسفہ جانبے کتنا ہی ولآویز اور پرکشش ہولیکن اگراس کی عملی شکل نه پیش کی جائے تو وہ صرف نظریہ اورفلسفہ ہی رہ چا تا ہے، بانیان مذاہب کو پر کھا جائے تو محد کا اللہ کی خصوصیت ہے کہ آپ نے جو کھے کہا پہلے خوداس پر عملی نمونہ پیش کر کے بتایا۔ علامه سيدسليمان عدوي "نے سيرت رسول كے عملي پهلوكوخوب واضح سمياہے، لکھتے ہيں" آپ كي سیرت کاسب سے روشن پہلویہ ہے کہ آپ نے بحیثیت ایک پیغمبر کے ایسے پیرؤ ول *کو جو*لفیحت فِرمانی ، اس پرسب سے پہلے خودعمل کر کے دکھایا، آپ ٹاٹٹ<u>ا</u>ٹا نے **لوگوں کو خدا کی یاد اورمجت کی** نصیحت کی صحابہؓ کی زندگی میں اس تلقین کا جواثر نمایاں ہوا، وہ الگ چیز ہے،خود آپ کی زندگی تہاں تک اس کے مطابق تھی اس پرغور کرو،شب وروز میں تم ہی کوئی ایسالمحہ تھا جب آپ کا دل خدا کی یاد سے اور آپ کی زبان خدا کے ذکر سے فافل ہو، اٹھتے بیٹھتے ، چلتے بھرتے، کھاتے پینے ، موتے جاگئے ، پہنتے اوڑھتے ہر حالت میں اور ہر وقت خدا تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد وہنا ز بان مبارک پر جاری رمتی هی، آپ مُنْ اِیّن لوگول کو نماز کا حکم دیا مگرخود آپ کا سمیا حال تھا، عام بيروَ ول كوتو پانچ وقت كانماز كاحكم تها مگرخود آپ آخه وقت نماز پژھتے تھے،مرض الو فات ميں أ شدت کا بخارخها، بهت تکلیعت تھی مگر نمازحتی کہ جماعت بھی ترک مذہبوئی، آپ نے روز ہ کا حکم دیا ،عام مسلما نول پرسال میں ۳۰/ دن کے روز سے فرض میں مگرخود آپ کی کیفیت محیاتھی بھوئی ہفتہ اورکو کی مہیندروز ول سے خالی نہیں جاتا تھا، آپ نے لوگوں کو زکو ۃ وخیرات کا حکم دیا تو پہلے خو داس پر عمل کرکے دکھایا، غروات اور فتوحات کی وجہ سے مال واساب کی تمی نہیں مگر وہ سب غیرول کے لئے تھا،اسینے لئے کچھ منتھا بلکہ وہی فقرو فاقہ تھا (حوالہ ما ابن ص ۱۰۹:)

ايك اورخصوصيت

سیرت رسول کی ایک اورخصوصیت کی جانب ڈ اکٹر مصطفی سباعی نے اشارہ تھیا ہے، وہ لکھتے

مطالعهٔ سیرت کےمقاصدوفوا ئد

سیرت کامطالعہ کیوں ضروری ہے؟ مطالعہ میرت کے وہ کو نسے مقاصد بیں جو دنیا وآخرت میں حاصل ہوتے ہیں؟معلم اور مربی حضرات اسپنے تربیتی عمل میں سیرت رمول کاٹلیائیل سے سے طرح فائد واٹھا سکتے ہیں؟

یہ وہ موالات پی جو سیرت رمول کا اللہ است تعلق رکھتے ہیں، سیرت کے ایک قاری کو مطالعہ سیرت کے دوران ان نکات پر خاص نظر کھنی چاہتے، جب تک مسلمان سیرت کا ہمتھ مطالعہ نہیں کریں گے، اس وقت تک مملی زعر گی میں سیرت رمول سے استفادہ ممکن نہیں، باس میں شک نہیں کہ رمول اللہ کا کا تذکرہ باعث خیر والواب ہے، لیکن آپ کی مبارک سیرت صرف برکت حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ مملی اور حرکیاتی سیرت ہے جو قدم قدم پر ہماری رہنمائی کی صلاحیت رکھتی ہے، سطور ذیل میں مطالعہ سیرت کے چند فوائد و مقاصد

^() سيرة النبي تأثيلة عبرت نصيحت كالاز وال ثزانه

تحرير كئے ماتے يں:

(العن) الله تعالیٰ کی صفات، جنت ، دوزخ ، عالم آخرت، حماب و متاب اورجتنی ترغیب کی با تیس آپ ٹاٹیا آئے بتائی بیس،ان تمام با توں کے تعلق سے آپ کوسچا جانا جائے اور آپ کی تصدیق کی جائے۔

(ب) آپ کورسول ماسنے کا ایک تقاضه آپ کی اطاعت وفر مانبر داری ہے، زندگی کے تمام شعبوں میں آپ کے اوامر واحکام کو نافذ کرنا ضروری ہے، قرآن میں جگہ جگہ اس کی وضاحت کی گئی ہے، ارشاد ہے : یَا اَیَّبَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ الطِّیْعُو اللّٰه وَ اَطِیْعُو اللّٰه وَ اَطِیْعُو اللّٰه وَ اَطِیْعُو اللّٰه وَ اَطْیَعُو اللّٰه وَ اَطْیعُو اللّٰه وَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَ اللّٰهُ وَ اللّٰمِعِيْسِ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ وَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ وَ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمُ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِ وَاللّٰمِي وَاللّٰمِ ا

(ج) آپ کی رسالت کوتسلیم کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ جن چیزوں سے آپ نے منع فرمایا، ان سے بالکلیدا جتناب کیا جائے، آپ کی منہیات اور ممنوعہ چیزوں میں سب سے بڑی چیز شرک ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود " نے دریافت کیا کونسا محتاہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہوتا ہے، فرمایا: یہ کہتم اللہ کے ساتھ کسی کوشریک ٹھہراؤ، جبکہ اسی نے تہیں پیدا کیا۔ ()

(د) آپ کو رسول ماسنے کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ عبادت اس طریقہ پر انجام دیں جس طریقہ کی آپ نے تعلیم دی ہے،اس پر اضافہ یا اس میں کمی درست نہیں ہے، جو اس طریقے سے ہٹے گاوہ بدعت کامرتکب کہلائے گا۔

کا کہ مطالعہ سیرت کا ایک اہم مقصد محبت رسول کا ایک اضافہ ہے جس سے اطاعت کی رغبت بڑھتی ہے، اور منتول کی پیروی آسان ہوتی ہے، آدمی کوجس سے پی محبت ہوتی ہے ہر چیز میں اس کی نقالی کرتا ہے، سیرت کے مطالعہ سے قاری، آپ کا اللہ کی خویوں اور کمالات سے آگاہ

^{(&#}x27;) أن يجعل الله ندار هو خلقك (بخارى باب ماجاء في فاتحة؛ الكفتان) حديث

ہوتا ہے اور کمالات سے واقفیت مجت میں اضافہ کا باعث بنتی ہے، لوگ عام طور پر چار باتوں کی وجہ سے دوسروں سے مجت کرتے ہیں(۱) حن وجمال (۲) فضل و کمال (۳) عطاء و لوازش (۴) حسب ونسب کی شرافت، اللہ تعالی نے آنحضرت کا ﷺ میں یہ سارے اسباب مجست جمع فر ماد ئیے، آپ کا حن بے مثال فقا صحابہ نے آپ کا ﷺ کو چودھویں رات کے چاند سے تشجیعہ دی ، کمالات ایسے تھے کہ کئی فرد بشر میں بشمول انبیاء کے ان کا تصور ممکن نہیں ، مختلف انبیاء کرام میں جو ضوصیات و کمالات انفرادی طور پر تھیں ، وہ تمام کمالات آپ میں و دیعت کتے تھے، لیکن ان کمالات سے آگائی مطالعہ سیرت کے بغیر حمکن نہیں ، سیرت رسول کا قاری جب دوران مطالعہ ان کمالات سے واقف ہوگا تو اس سے محبت رسول میں اضافہ ہوگا۔

(۳) سیرت رسول کے مطالعہ کابنیادی مقصدا قتداءاوراتباع ہے، خودقر آن مجیدیں اس کی وضاحت کی تھی ہے، ارشاد ہے: "لقد کال کئم فی رسول اللہ اسوۃ حمنة" (الاستاب ۲۱:) تمہارے لیے رسول اللہ تائیلی کی زیر گی میں بہترین نمونہ ہے، آپ کی مبارک سیرت کو اللہ تعالیٰ نے کامل و محل بنایا جوزید گی کے تمام شعبوں کو محیط ہے، پھر اس کے ایک ایک جز کو محفوظ بھی رکھا، ایسااس لئے کیا محیاتا کہ اس کو ملی زیر گی میں لانا آسان ہو، ہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بار بارا طاعب رسول کی تاکید کی کئی، اسوۃ رسول کی بیروی کے بغیر ممکن نہیں، اس طرح مطالعہ سیرت، اتباع سنت کاسبب بنت ہے۔

(۳) سیرت رمول کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ سیرت کے واقعات واحوال سے دروس ونکات کا استخراج کیا جاسکتا، سیرت رمول کا ہر واقعہ اپنے اندر بے بناہ امباق رکھتا ہے، علماء اور اصحاب بعیرت نے واقعات سیرت سے عبرت وضیحت کے بے شمار پہلو نکانے ہیں بھی زندگی سے الگ، واقعہ ہجرت عبر ونصائے سے معمور ہے، آپ کی سیرت ہر دور میں رہنمائی کی صلاحیت رکھتی ہے، سیرت کے عجر سے مطالعہ کے ذریعہ موجودہ مسائل کا مل تلاش کیا جاسکتا ہے۔

(۵) سیرت کے مطالعہ کا ایک مصد دعوت دین کے نبوی طریات کارسے واقفیت ہے،

آپ ٹاٹھا زندگی بھر دعوت دسیتے رہے، نبوت کے ابتدائی تین سالوں کے دوران آپ ٹاٹھانا نے خفیہ دعوت وی ، پھر علانیہ دعوت کا آفاز ہوا، دعوت کی راہ میں آپ کو مشکلات پیش آئیں، رکاوٹیں تھڑی کی تئیں مختلف قتم کے حالات کا سامنا کرنا پڑا، مطالعہ سیرت سے ایک داعی کومعلوم ہوگا کہ کن حالات میں کس قسم کا اقدام کرنا جائیے، نیز اسالیب دعوت سے واقفیت ہو گی ، آپ کٹٹٹیلٹا نے اسپنے طریقة کار کے ذریعہ ثابت کیا کہ دعوت میں حکمت ودور اندیشی ضروری ہے، زمان ومكان كے فرق سيكس طرح حكمت عملى بدلتى ہے،مدعو كے لحاظ سے كيسے اساليب بدل جاتے ہيں، آپ نے اسپے اسوہ کے ذریعہ بتایا، آپ ٹاٹیا کے طریقہ وعوت میں یانج خصوصیات نمایال نظر آتی ہیں(۱) داعی کو اسپنے کام میں مد درجہ اخلاص کا اجتمام کرنا جاہئے، دعوتی عمل صرف رضائے الہی کی خاطر ہو(۲) داعی کے لئے شریعت کے ضروری علم سے واقفیت ضروری ہے وریہ وہ د وسرول کی گمراہی کاذریعہ بینے گا(۳) دعوت کے دوران اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اوراس کی عظمت ِ وقدرت پر زیاد ہ زور د ہے(۴)مدعو افراد کے ساتھ حد درجہ شفقت ورحمت کا معاملہ سرے بُقْلُو كالب ولېجەزم ہو (۵) ہرشخص اور ہرموقع كے ليے مناسب دعوتی اسلوب اپناتے۔ (٣)مطالعة سيرت كا ايك مقصد رسول الله كالثيلظ كى عبادت ومعاشرت ہے واقفيت ہے، سیرت سے پہنہ چلتا ہے کہ آپ عبادات ومعاشرت میں اخلاص کا حد درجہ اہتمام فرماتے تھے، نیز عبادات میں اعتدال کوملحظ رکھتے تھے،نفس پر طاقت سے زائد بوجھ نہ والتے تھے،عبادات میں سنت کے التزام اور بدعات سے اجتناب کی تلقین فرماتے تھے، آپ عبادات میں جس معمول کو اپناتے اس پر مداومت فرماتے تھے، نیز ذکر اٹھی کی کنرت فرماتے، مسح وثام کی دعاؤں کا خاص اہتمام فرماتے تھے،آپ انفاق فی سبیل اللہ اور روزوں کی کھڑت فرماتے تھے،لوگوں کے ساتقرمن سلوک فرماتے تھے بھی کو اپنی ذات سے تکلیف نہ پہنچنے دیستے تھے، دنیا اورمتاع دنیاسے بے رغبتی فرماتے تھے۔

(2)مطالعة سيرت سے حب فی الله اور بغض فی الله کی صفت پيدا ہوتی ہے، آپ ٹاٹلاکے اور آپ ٹاٹلالئے کے صحابہ کے ساتھ پلیش آئے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مجت ونفرت کا معیاراللہ کی ذات ہونی چاہئے، خدا کے مجبوب بندول سے مجبت ہو،اس کے دشمنول سے نفرت، چنا نچداس کے خات ہوئی چاہئے، خدا کے بندا ہوتی بنتج میں میرت کے قاری میں غیر اسلامی تہذیبوں اور نظامہائے زندگی سے نفرت پیدا ہوتی ہے، وہ تہذیب وتمدن میں غیرول کی نقالی سے احتراز کرے گا، صحابہ نے اسپنے کافر قرابت دارول سے دوری اختیار کی حتی کہ جنگ میں ان کے خلاف صف آراء ہوئے۔

(۸) مطالعة ميرت كاايك فائده يه ہے كه اس سے قوموں كوظلم سے آزادى دلانے اور دنيا يس قيام امن كے لئے جہاد كا كيارول ہے معلوم ہوگا، دنيا پس حقیقی انسانیت، عدل وانساف اور احترام آدمیت عام كرنے میں جہاد كااہم كر دار ہے، جہاد كے معنی صرف قال ہى كے نہيں بلكہ وہ اسپينے اندروئيج مفہوم ركھتا ہے۔

(9) مطالعة سيرت سے يہود ونساريٰ كى سازشوں سے جا نكارى ماصل ہوتی ہے، مدنی زندگی میں قدم قدم پرآپ کو يہود ونساریٰ سے سابقہ پڑا،آپ نے ان كے ساتھ سلح كے معاہدے كئے لكن يہود نے ہميشہ عہدشكنی كى اور اسلام اور سلمانوں كے خلاف سازش رہتے رہے،آپ نے ان كى سازشوں كو تاكام بنايا، سيرت كے مطالعہ سے قاری كومعلوم ہوگا كہ آپ نے ص طرح يہودى سازشوں كو ناكام كيا۔

(۱۰) سیرت رمول کے مطالعہ کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں میں اللہ کی نصرت کا یقین پیدا ہوگا، آپ کا ٹائی اور صحابہ کے صالات بتاتے ہیں کہ خدائی نصرت ہمیشہ سپچے مسلمانوں کے ساخد رہی ہوگا، آپ کا ٹائی اور صحابہ کی تاریک ہول کی انجام المل حق ہی کا ہوتا ہے، نبی کریم کا ٹیا ہے ہی پوری زندگی اس کی محاه ہے، مطالعہ سیرت سے معلوم ہوگا کہ جنگ احد، جنگ بدر، غروة احزاب اور دیگر غروات میں کس طرح نصرت خداوندی شامل رہی۔

(۱۱) سیرت رسول سُنْ اَلِیَّا کے مطالعہ کا ایک اہم قائدہ اخلاقی تربیت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے،اخلاق کی دریکی کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں لیکن سب سے عمدہ شکل یہ ہے کہ ایک مجسمہ ّاخلاق شخصیت کی عملی زندگی سامنے رکھی جائے جمنور کا اللِّی اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے ہی خمبر اخلاق کی سیرت کا مطالعہ آدمی کی اخلاقی تربیت کا ذریعہ بنتا ہے۔

مضامين سيرت

مضامین سیرت کے ذیل میں آپ ٹاٹھانے کی زعدگی کے سارے کوشے آتے ہیں، آپ کے ذاتی احوال وواقعات سے لے کر غروات، دلائل، معجزات، شمائل واخلاق سب مجھر آتے یں، ذاتی احوال دسیرت سے متعلق حصہ سیرت کی کتابول میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے، اس کو بنیادی طور پر د وحسول میں تقسیم کیا جاسکتا ہے،ایک قبل نبوت د وسرابعد نبوت، پھر بعد نبوت کا ایک حصدوہ ہے جو ہجرت الی المدینہ تک جاری ہے، ہجرت الی المدینہ کے بعد دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے، قبل نبوت سے تعلق رکھنے والے جسے میں رسول الله کاٹنائیا کی پیدائش،آپ کے اسماء وصفات بنب نام، فاعدانی خصوصیات،حضرت خدیجه سے نکاح،آپ سالی اللے کے اخلاق،امانت ودیانت جلیمدسعدید کے بہال ایام شرخوارگی، جراسود کو اس کی جگدر کھنے کا واقعہ،آپ اللہ اللہ کا حجارت کی عرض سے ملک شام کا سفر وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں،بعد نبوت والے حصہ بیس فارِحرا میں عبادت کے لئے قیام، وحی کی ابتداء بخفیہ دعوت دین بعلانیہ دعوت بمشرکتین مکہ کی اذبیت رسانی ،قریش کی جانب سے رسول اللہ کاٹھاتیا کومختلف تز غیبات کی پیش کشی ،طائف کے اعدو ہنا ک واقعات، ابوطالب اورحضرت مندیجی فرقات، اسراء ومعراج اور قبائل کے سامنے رسول الله کاٹلیالیا کا دعوت پیش کرنا، بیعت عقبهٔ اولی ، بیعت ثانیه وغیره کا تذکره ہوتا ہے، بعد ہجرت والے حصہ میں واقعہ ہجرت کی تفصیلات مسجد نبوی کی تعمیر، انسار ومہاجرین کے درمیان مواخاۃ، یہودی قبائل کے ساتھ معابدے،اسلامی حکومت کی تاسیس،دعوت اسلام کے لئے دفود کی روانگی اور آنے والے وفود کااستقبال اور غروات کی تفصیلات آتی میں ،غروات وسرایا کی تعداد اس سے قبل ذکر کی عاچکی ہے مشہور غروات یہ یں:

(۱)غزوة بدركبرئرمضان مستقد

(٢)غروة احد سج

(۳)غروة خندق......ذي قعده <u>سيم</u>

Υ•
(۴)غروة بنى قريظه ذى الجمر ه ج
(۵)غږوة مديبييهذي قعدم 🗜 چ
(٢)غزوة فبيبراورعمرةالقضاء ذيقعده ٢ ه
(۷)غږوة فتح مکه رمضان ۸ چه
(٨)غږوة طائف شوال ٨جير
(٩)غږو ة تبوكرجب مينه
ان کے علاوہ کئی غروات اور سرایا بیش آئے جیسے غروءَ سولت، غروہ بنی قلینقاع، غروہ
المريسع ،سريه معونه ،سريه مونة ،سريه ذات السلاس ،سريه عبدالله بن حذافه بهي وغير (`)
ان کے علاوں 9 جیعام الوفود اور ججۃ الو داع ، وفات نبوی کٹٹیز کیا سے پہلے کے واقعات اسامہ
بن زید کی مسطین کو روانگی بھر وفات رسول، یہ سیرت کے چندمشہور عنوانات ہیں، ذیلی تفصیلات
سیرت کی مقصل مختابوں میں دلیھی جاسکتی ہیں، حالات ومواخح سے تعلق رکھنے والے ان مضامین
كے علاوہ رسول اللہ کاٹنا آئے استعلق رکھنے والے مضامین درج ذیل ہیں:
(۱) شمائل نبی تانیک از

() (١) غروة و دان يا ابواء سفر ٢ هـ (٢) غروة بواطريخ الادل ٢ هـ (٣) غروة سفوان جمادي الاول ٢ هـ

(٣) اخلاق نبي منطق

(٣)غزوة ذوالعثيره جمادى الآخر عيد (۵)غږوه بدرالكبرى رمضان عيد

(٢) غروه بنوقينقاع شوال ٢ جِ (٤) غروه مولن ذى الجِيم ٢ جِ

(٣) د لائل نبي مَنْطَقِطُ

(^)غروه قرقرة الكدر محرم ساجه (١٠)غروة نجران يا بنوسليم جمادى الاول ساجه

(١١) غروج امالامد شوال ٣ جه (١٢) يغروه يؤنفيررن الاول ٣ جه

(۱۳) غروه بدرالمومد ذیقع<u>رو ۴ چ</u>ه (۱۴) یغروه ذات الرقاع محر<u>م ۵ ج</u>ید

(۱۵) يغږوه د ومة الجندل رئيع الاول ۵ هـ(۱۲) يغږوه مريسيع يا بنې مسطلق شعبان ۵ جه

(۱۷) غروه بنولحیان ربیح الاول ۲ جِرِه ۱ (۸) غروهٔ ذی قر دیافا به ربیح الاول ۲ جِرِه ان تمام غروات وسرایا پیس شهیداورقل جونے والول کی کل تعداد (۱۰۱۸)

ہر چیز کو محیط ہے سیرت رسول سالٹا آیا ہے کی

(خصائص سیرت پرمشاریبر کے اقتباسات)

مجبوب رب العالمين سيدالاولين والآخرين على الله عليه وسلم كى سيرت طيبه ايك ايما سدابها موضوع ہے جس پرلوگ چوده وسال سے خامہ فرسائی کررہے ہيں کين ہرآنے والے دن کے ساتھ اس كی شادا بی اور تروتاز گی ميں اضافہ ہی ہور ہاہے۔ قرآن کریم کے تعلق سے ساحب قرآن کریم کے تعلق سے ساحب قرآن کریم کے تعلق سے ساحب قرآن کو ایس نے وضاحت کی تھی " لا تنقضبی عجائبه " () اس کے عجائبات ختم مدہوں گے۔ ہر زمانہ میں لوگ اس کے بحر ذخار سے علم کے شئے شئے موتی نکالیں گے۔ جس پروردگار نے قرآن کو ایس تابانی اور تروتاز گی عطافر سائی اسی رب ذوالجلال نے صاحب قرآن کی سیرت کو اور ان کی حیات مباد کہوا ہی متنوع اور ہم جہت بنادیا کہ رہتی دنیا تک اہل علم اور ارباب عقل و دائش اس پر خامہ فرسائی کرتے کرتے تھک جائیں گئے گئی "سفینہ چاہئے اس بحر بیرت کے موضوع پر کچھ گھنے فرسائی کرتے کرتے تھک جائیں گئی مصنف یا قلم کارجب سیرت کے موضوع پر کچھ گھنے کی الماق کی ایس کے لئے قلم اٹھا تا ہے تو اسے یول محموس ہوتا ہے کہ جیسے قلم میں اچا نک جان پیدا ہوگئی، الفاظ کی سے لئے قلم اٹھا تا ہے تو اسے یول محموس ہوتا ہے کہ جیسے قلم میں اچا نک جان پیدا ہوگئی، الفاظ ویجیوات اس کے تو کئی ہواں مادب قلم سے کے لئے قلم اٹھا تا ہوگئی، الفاظ الیت از انش اور جملوں کی ایسی زیباتش کرتا ہے کہ شخصے والا یہ قلکا ریتول ایک اد بہ کے لفظوں کی ایسی آرائش اور جملوں کی ایسی زیبات کی مقروت کی دوس گوش ایسی تربی جائے اور الفاظ کھول کی ایسی تربی اسی تربی ہولوں کا دیدہ زیب ہار بن جائیں"

عربی زبان کے بعد میرت ِ رسول کاٹٹائیل پر اگر کئی زبان میں سب سے زیاد ہلھا گیا ہے تو وہ ار دوزبان ہے، برصغیر ہندو پاک میں ار دوسیرت نگاروں نے سیرت سکے ہر کو شے پر خامہ فرسائی کی ہے اور کوثر تسنیم سے دھلی زبان استعمال کی ہے۔اسلوب نگارش اعتہائی سسٹ سند، انداز بیان

⁽١) المستدرك أخبار في فضائل القرآن جملة حديث: ٠٣٠٣

نهایت موژاور هربات عقیدت و مجهت میں دُ وب کر تھی محق ہے، سیرت پر کھنے والے ہی قلم کارجب د وسرموضوعات پر قلم اٹھاتے ہیں تواس میں وہ رعنائی ، دکھنی اور قوت بیانی کا زور نہیں دکھائی دیتا جوان کی سیرت پرموجود تحریروں میں نظر آتا ہے۔

علامة بلى تعماني "اوردكش پيرايه

علامہ بی نعمانی مشہور مؤرخ اور سیرت نگاریں۔وہ ولادت باسعادت کی منظر میں کتھ کی منظر میں کتھ کی منظر میں بار ہاروح پرور بہاریں آچکی دکش پیرایہ میں کرتے ہیں ملاحظہ فرمائے: ''جمنتان دہر میں بار ہاروح پرور بہاری آچکی ہیں، چرخ نادرہ کارنے بھی بھی بھی ہی ہم کے انتظامیں سروسامان کے ساتھ سجائی ہے کہ نگایی فیرہ ہوکرہ بھی ہیں کیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظامیں پیر بھن سال دیدنے کروڑوں برس صرف کرد سیے سارگان فلک اس دن کے حوق میں ازل سے چھم براہ تھے، چرخ کین مدت ہائے دراز سے اس سے جال نواز کے لئے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا، کارکنان فضاء وقدر کی بزم آرائیاں، مناصر کی جدت طرازیاں، ماہ وخورشد کی فروغ انگیزیاں، ابر وباد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک، توحید ابراہیم، جمال یوسف معجز طرازی موئ جال نوازی میں سب اس لئے تھے کہ یہ متاع گران شہنشاہ کو نین ملی انڈ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی میں فیصتے ہیں کہ آج کی رات ایوان سری سے چود ہ کنگرے گرے، آتش کدہ فارس بھر ہیا ایکن پیرایہ بیال میں نکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان سری سے چود ہ کنگرے گرے، آتش کدہ فارس بھر ہیا ایکن کی ہے یہ ہو کہ ہیں سے تعدر ہائے فلک ہوس گر ہیڑے۔

میں کدہ فارس نہیں بلکہ بھی شر اور آتش کدہ کفر آزرکدہ گر اہی سرد ہوکررہ گئے۔ منم فانوں میں فاک اڑ نے لگی، بت کدے فاک میں مل گئے، شیرازہ مجوبیت بھر می انہا تھر انہیت کے اور اق خزال دیدہ ایک ایک کر کے چھڑ گئے۔ تو حید کا فلغلہ اٹھا، چمنتان سعادت میں بہارآ گئی، آفیاب بدایت کی شعامیں ہر طرف پھیل گئیں، افلاق انسانی کا یر تو قدس جمک اٹھا"۔

بطور نموندیدعبارت پیش کی گئی ہے،اردو کے دیگر سیرت نگاروں کی سیرت پریائی جانےوالی

تحریروں کا جائز ولیا جائے تو جگہ جگہ قلم کی جولانی عبارتوں کی سلاست وروانی اورتعبیرات کی شگفتنگی اور دل آویزی نظرآئے گی۔ایسامحسوس ہو گاجیسے اچا نک قلم میں ایک نئی جان پیدا ہوگئی ہو۔

سيرت كي جامعيت

اردو کے معروف میرت نگارول نے خصوصیت کے ماتھ میرت رمول می اللے کے جس امتیازی پہلوکوخوب اجا گر کیاہے وہ اس کی جامعیت ہے۔جس طرح آخری نبی کوعطا کیا گیادین کامل ومکل اورتمام انسانی شعبول کومحیط ہے، اور قر آن مجید ساری آسمانی تتابوں میں جامع سخناب ہے اور شریعت اسلامی جامع ومکل ہے، اسی طرح خالق کائنات نے ختم نبوت کا فیصلہ فرمایا تو اخیر میس آنے والے انسانی طبقات کے لئے اسوہ بنایا گیاہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے انتہائی جامع بنایا۔حیات انسانی کا کوئی شعبہ ایسانہیں ہے جس کے لئے سیرت رسول ٹھٹائٹا میں نموند مداما ہو۔ اردوز بان کے میرت نگاروں نے حیات ِطیبہ پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے میرت کی جامعیت کو انتهائی خوبصورت پیرایه میں واضح کیا ہے۔ پھرمیرت نگاروں میں بھی سیرت نبوی مُنْطِلِّنَا کی اس اہم خصوصیت کو اجا گر کرنے میں معروف میرت نگارعلامہ میدسلیمان عدوی محوامتیا زی مقام حاصل تقاً '' خصائص وامتیا زات سیرت' پرارد و کیا کہی بھی زبان میں'' خطبات مدراس' جیسی عظیم الثان تختاب منصه شهود پرنہیں آسکی ۔ ویسے اس مختاب میں سیرت ِ رسول الله کاللیّانیٰ کی جامعیت پر ایک متتقل ومبسوط خطبه ہے۔ بیبال صرف چندا قتباسات پر اکتفاء کیا جا تا ہے علامہ تھتے ہیں: ''کسی میرت کے عملی نمونہ بیننے کے لئے تنسری ضروری شرط جامعیت ہے۔جامعیت سے مقصو دیہ ہے کہ مختلف طبقات ِ انسانیٰ کو اپنی ہدایت اور روشنی کے لئے جن نمونوں کی ضرورت ہوتی ہے یا ہر فر د انسان کو اسپیے مختلف تعلقات وروابط اور فرائض وواجبات ادا کرنے کے لئے جن مثالول اور نمونوں کی حاجت ہوتی ہے وہ سب اس آئیڈیل زندگی کے آئیبند میں موجود ہوں۔اس نقطہ نگاہ سے بھی دیکھئے تومعلوم ہوگا کہ موائے خاتم الا نبیاءعلیہ السلام کے کوئی دوسری شخصیت اس معیار پر پوری نہیں اترتی"۔

آگے سیرت کی جامعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:''ایسی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر مالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہرقتم کے سجیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہووہ صر ون محمد رسول الله تأثیر آیا ہی سیرت ہوسکتی ہے۔اگر د ولت مند ہوتو مکہ کے تاجرا وربحرین کے ٹزینہ دار کی تقلید کرو، اگر عزیب ہوتو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر باد شاہ ہوتو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہوتو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہوتو بدر و تین کے سیدسالار پرایک نظر دوڑاؤ ،اگرتم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو ،ا گرتم استاذ اور معلم ہوتو صفہ کے درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو،ا گرشا گرد ہوتوروح الامین کے سامنے بیٹے والے پرنظر جماؤ ،اگر واعظ اور ناصح ہوتومسجد مدینہ کے منبر پرکھڑے ہوتے والے کی باتیں سنو،ا گر تنہائی اور بے تھی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا جا ہتے ہوتو مکہ کے بے یار ومددگار نبی کا اسوۃ حسنہ تمہارے سامنے ہے،اگرتم حق کی نصرت کے بعداسیے دشمنول کو زیراور مخالفول کو کمز وربنا حکیے ہوتو فاتح مکہ کا نظارہ کرو،اگر ایسے کارو بار اور دنیاوی جد و جہد کا نظم وسق درست کرنا جاہتے ہوتو بنی نضیر ،خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کارو بار اور نظم وسن کو دیکھو،ا گریتیم ہوتو عبداللہ اور آمنہ کے جگ**ر کونشہ کو** یہ بھولو،ا گربچہ ہوتو حلیمہ سعدیہ کے لاڈ لیے ہے *کو* دیکھو،اگرتم جو ان جوتو مکہ کے ایک چروا ہے تی سیرت پیڑھو،اگرسفری کارو بار میں جوتو بصریٰ کے کاروان سالار کی مثالیں ڈھونڈ و،اگر عدالت کے قاضی اور پیچایتوں کے ثالث ہوتو کعبہ میں نورِ آفاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھوجو جراسود کو کعبہ کے ایک مح شہ میں کھڑا کردتھا ہے،اورمدینہ کی تجی مسجد کے تعن میں ہیٹھنے والے منصف کو دیکھوجس کی نظر میں شاہ گدااورامیر وعزیب سب برابر تھے،اگرتم ہیو پول کے شوہر ہوتو خدیجہ وعائشہ رضی اللہ عنہما کے مقدس شوہر کی حیات باک کامطالعہ کرو،اگر اولاد والے ہوتو فاطمہ کے باپ اور حن ڈحیین ٹے نانا کا مال ہو چھو عزض تم جوکوئی بھی ہوا درکسی حال میں بھی ہوتمہاری زندگی کے لیئےنموندا ورتمہاری سیرت کی درستی واصلاح کے لئے سامان تمہار سے کلمت خانہ کے لئے بدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نوراللہ کے اس آخرى عالمي انقلا بي آفاقي اورد ائمي پيغمبر حضرت محمصلي الله عليه وسلم كي جمه گير سيرت اور جامعيت مجبري ا کے خزانہ میں ہروقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے، جو کا نئات کی شب دیجور میں پدایت کاروش پڑاغ بن سرآیا"۔()

سب کے لئے ایک ہی اسوہ

سیرت رسول کالٹی آئی جامعیت اور کس طرح نبی کی سیرت سب کے لئے واحداسوہ ہے،اسے درج ذیل افتیاس سے مجھئے: ''لوگو!تمہیں زعر گی گزار نے کا قریبذیبکھنا ہو،سلیقہ علوم کرنا ہو،یہ جانا

⁽⁾ خطبات مدراس: ۳۲

ہوکہ تمہارے دن اور تمہاری راتیں کیسے گزریں ہم صاحب اختیار ہوتو اختیار کیسے استعمال کرو؟ حاکم ہوتو حکومت کیسے کرو؟ سپر مالار ہوتو جنگ کیسے لڑو؟ صاحب ثروت ہوتو دولت کا استعمال کیسے کرو؟ تاجر ہوتو حجارت کیسے کرو؟ اہل علم ہوتم علم کافیضان کیسے عام کرو؟ انصاف کی مسند پر تمکن ہوتو عدل کیسے کرو؟ صاحب منبر ہوتو کیا انداز اپناؤ؟ کیاوقار بناؤ؟ زبان کھولوتو کیا بولو اور کیسے بولو؟ ادبیب ہوتو کیسے کھوا ورکیالکھو؟۔

توائے اوگو اہم ارسے لئے ایک ہی ذات ہے جس کی طرف دیکھو، جس کی سنو، جو کامل واکمل سے، جس میں کوئی خامی نبیس ، عیب نبیس ، تمہارے لئے ہر قدم پرنمونہ ہے۔ مثال ہے، منزل ہے ، اول قدم بھی اور آخر قدم بھی ۔

مرد موکن را محکد ابتداء است مرد موکن را محکد انتباء است

انقلاب آفريس سيرت

حیات تاجدارمدیندانقلاب آفری سیرت ہے، سیرت کا انقلاب کیا ہے اور نبوی انقلاب کیا ہو پر ہوتا ہے؟ سیرت نگارول نے اس پہلوکو بھی فوب اجا گر کیا ہے۔ سیرت رسول کے انقلا بی پہلو پر مشہور سیرت نگارماہر القادری کی پیخر پر سرمہ چیٹم بنانے کے لائق ہے: ''رسول الله ملی الله علیہ وسلم مشہور سیرت نگارماہر القادری کی پیخر پر سرمہ چیٹم بنانے کے لائق ہے دی انقلاب بھاجس میں فاریت تھی مگر کس کے لیے؟ شرکو مٹانے اور خیر کو پر پاکرنے کے لیے۔ اس انقلاب میں تلوار نے سول سرجن کے نشر کا کام انجام دیا۔ یہ انقلاب جسمول کا بی نہیں فکر ونظر اور قلب وضمیر کا انقلاب میں تلوار تھا، دنیا کی تاریخ میں بی وہ تنہا انقلاب تھا جس کے لانے والے قا، دنیا کی تاریخ میں بی وہ تنہا انقلاب تھا جس کے لانے والے نے اپنی زندگی بی میں پوری کامیا بی بھی دیکھ لی اور جس نے اپنی تربیت سے ہزارول میں خیا جانے دیول کو نیک بنانے پر قناعت کر لیتی ، اس جھاجانے کی قت تھی۔ یہ اصلاح نے باطل اور سروفاد کے اصول سے اصلاح نے نیکی کو ایک فالب قت بنا کر چوڑ ا، اس اصلاح نے باطل اور سروفاد کے اصول سے اصلاح نے نیکی کو ایک فالد قت بنا کر چوڑ ا، اس اصلاح نے باطل اور سروفاد کے اصول سے اصلاح نے نیکی کو ایک فالد کے اصول سے اسلاح نے نیکی کو ایک فالب قت بنا کر چوڑ ا، اس اصلاح نے باطل اور سروفاد کے اصول سے اصلاح نے نیکی کو ایک فالب قت بنا کر چوڑ ا، اس اصلاح نے باطل اور سروفاد کے اصول سے اسلام نے نیکی کو ایک فالب قوت بنا کر چوڑ ا، اس اصلاح نے باطل اور سروفاد کے اصول سے اسلام نے نیکی کو ایک فالب قوت بنا کر چوڑ ا، اس اصلاح نے باطل اور میروفراد کی اصول سے اسلام کے نیک کو ایک فالوں کو نیک کو ایک فالوں کو نیک کا کھوڑ ا ، اس اسلام کے نیک کا کھوڑ ا ، اس اسلام کو نیک کو ایک فالوں کو نیک کو ایک کا کھوڑ ا ، اس اسلام کی کو بھوڑ ا ، اس اسلام کی کو ایک کو ایک فالوں کو بھوڑ ا ، اس اسلام کو نیک کو ایک کو

مجھی مجھون نہیں کیا ۔۔۔۔۔زندگی کا کونسا شعبہ ایسا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثقلاب برپا نہیں کیا حضور من شائی کے تعلیم وتربیت کا بدا تر تھا کہ جابلیت کا ایک نشان مٹ کررہا، اور اسلامی معاشرت دنیا کے بہت بڑے حصہ پرچھائٹی''۔

سیرت رسول کے انقلا کی پہلو پر ایک اورسیرت نگار کی تحریر پیڑھتے: ''حضرت محمصلی اللہ علیہ وسلم کی میرت ایک فرد کی سیرت نہیں ہے بلکہ وہ ایک تاریخی طاقت کی دامتان ہے، جو ایک انسانی پیکر میں جلوہ گر ہوئی، وہ زندگی سے کتلے ہوئے ایک درویش کی سرگزشت نہیں ہے جو ستارے بیٹھ کر محض اپنی انفرادی تعمیر میں مصروف رہا ہو بلکہ وہ ایک ایسی ہستی کی آپ بیتی ہے جو ایک اجتماعی تحریک کی روح روال تھی، و مجھن ایک انسان کی نہیں بلکہ ایک انسان ساز کی روّ داد ہے، وہ عالم نو کے معمار کے کارنامے پر محمل ہے، ایک پوری جماعت ایک انقلا بی تحریک اور ایک بیئت اجتماعیہ اس کارنامے سے لے کر لھائف کے بازارتک، امہات المؤمنین کے جحرول سے لے کرمیدان ہائے جنگ تک جاروں طرف چھیلی ہوئی ہے۔ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی عمار و یاسر، خالد وخویلد اور بلال ومصعب رضی الله تعالی عنهم سب کے سب ایک ہی مختاب سیرت کے اوراق میں،ایک چمن کا چمن ہے کہ جس کے لالہ وکل اورزگس ونسترن کی ایک ایک پتی پراس چمن کے مالی زندگی مرقوم ہے۔وہ قافلہ بہار وقت کی جس سرزمین سے گزرا ہے اس کے ذریے ذرے پر تکہت کی مہریں ثابت کر گیا پھر سرور عالم ٹاٹٹائٹا کی زندگی کی مثال ایک جوہر کے تھڑے یانی کی نہیں ہےکہ جس کے ایک منار ہے تھڑے ہو کرہم بیک نظراس کا جائزہ کیں ، وہ ایک بہتا ہوا دریا ہے جس میں حرکت ہے،روانی ہے بھمکش ہے بموج وشاب ہے، بیپیاں اورموتی میں اورجس کے بانی سے مرد ، کھینوں کوسلسل زندگی مل رہی ہے،اس در یا کارمز آشا ہونے کے لئے اس کے ساتھ ساتھ روال رہنا پڑتا ہے''۔ ہی وجہ ہے کہ سیرت کی بہت سی متنا بیں پڑھ کر نادر معلومات ملتی بیں لیکن جمارے اندرتحریک پیدائمیں ہوتی، جذبے انگوائی ٹہیں لیتے،عرم وہمت کې رګول پیس خون نېیس د وژ تا، ذ وق عمل میں نئی حرارت نېیس آتی ، ہماري زند ګیول کا جمو د نېیس ٹو مثا، وہ شرار آرز وہم اخذ نہیں کر پاتے جس کی گرمی نے ایک یکہ وتنہا اور بے سروسامان فر د کو مدتول

کے جے ہوئے فاسد نظام کے خلاف معرکہ آراء کر دیا، و وسوز وساز ایمانی نہیں ملتا جس نے ایک یتیم بے نوا کوعرب وعجم کی ممتول کا فیصلہ کرنے والا بنادیا"۔ ()

توازن واعتدال

نبی کی سیرت میں جامعیت مطلقہ نہیں ہے بلکہ ایسی جامعیت ہے جو اسپینے اندر توازن واعتدال ليتے ہوئے ہے۔ سيرت نگارول نے سيرت رسول مُنظيِّئ ميں موجود توازن واعتدال كو بھی خوب واضح کیا ہے۔اس کا ایک نمور ملاحظہ فر مائیں: '' دنیا میں بڑے آدمی بہت پیدا ہوئے اور ہوتتے ہیں، بڑے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے کوئی اچھی تغلیم اور کوئی تعمیری فکر پیش کر دی، وہ بھی ہیں جنہوں نے اخلاق وقانون کے نظام سوسیے، وہ بھی ہیں جنہوں نے اصلاح معاشرہ کے کام کیے، وہ بھی میں جنہوں نے ملک فتح کیے اور بہادرانہ کارناموں کی میراث چھوڑ دی، وہ بھی ہیں جنہوں نے سلطنتیں چلائیں، و ہ بھی ہیں جنہوں نے فکر درویشی کے عجیب نمونے ہمارے سامنے پیش کئے، وہ بھی میں جنہوں نے دنیا کے سامنے انفرادی اخلاق کا اوینچے سے اونچا معیار قائم سرد کھایا مگرایسے بڑے آدمیوں کی زندگی کاجب مطالعہ کرتے ہیں تو بالعموم ہی دیکھتے ہیں کہ ان کی قو توں کاسارارس زندگی کئے تھی ایسی شاخ نے چوس لیااور باقی ساری ٹہنیاں سوکھی روکیئیں ، ایک پېلوا گربهت زیاده روژن ملتا ہے تو کوئی د وسراپہلو تاریک دکھائی دیتا ہے۔ایک طرف افراط ہے تو دوسری طرف تفریط کیکن نبی مناشلِ کی زندگی کا ہر موشہ دوسرے موشوں کے ساتھ پوری طرح متوازن بھی ہے اور پھر ہر گوشد معاد ہے تو معاش بھی ہے، دین ہے تو دنیا بھی ہے، ایک گونہ بے خودی بھی ہے،مگراس کے اعروخودی بھی کارفر ماہے۔خدائی عبادت ہے تواس کے ساتھ بندول کے لیے شفقت بھی ہے، کڑاا جتماعی نظم بھی ہے تو فر دیجے حقوق کااحترام بھی ہے، گہری مذہبیت ہے تو دوسری طرف ہمہ گیر میاست بھی ہے،قوم کی قیادت میں انہماک ہے،مگر مانھ مانھ از دواجی زعدگی کا بھیڑا بھی نہایت خوبصورتی سے چل رہا ہے مظلوموں کی داد رس ہے تو ظالموں کا ہاتھ

⁽⁾ محن انسانیت ٔ ۱۸

پکونے کا اہتمام بھی ہے'۔()

نبوى كمالات اورانقلاب پرانوكھی تحریر

نبوی انقلاب اور تمالات واوصاف پرایک البیلی تحریر ملاحظه فرماستیے: ''وه جس کے غلاموں کی بیبت سے نثابی ایوانوں میں زلز لے آئے، وہ جس نے انسانیت کو بہیمیت کے چنگل سے چھڑایا، وہ جس کی جبین تابنا ک سے نور حقیقت شعاعیں تکلیں، وہ جس نے رنگ ڈسل اور حب ونسب کے بجائے فنیلتوں کا نیا نصاب مرتب تمیا، و وجس کے محراب یقین میں کہی وال کے جمرمت جمومنے لگے، وہ جس کے شرف سے انسان کی مثنی ہوئی قدریں پھرسے بحال ہوئیں، وہ جس کی بدولت حوا کی بیٹی کے برہندسر پر جادر آئی،وہ جس کی آمدے اہلیسیت کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی،وہ جس کی وجہ سے رنگ ڈسل کے بت ہاش ہاش ہوئے، وہ جس کی وجہ سے جبری زنجیروں میں جکوے غلامول کےسرول پرآزادی کامورج طلوع ہوا، وہ جس کی و جہ سے سکتی انسانیت کے آنگن میں خوشیاں قص محناں ہوئیں ، و ہ جس کے ظہور سے آسمانوں میں بھی خوشی کے شادیانے بیجے، و ہ جس کے عرش بریں سے فرش بریں پر فروکش ہونے سے ظلم وستم کی تاریکیوں نے رخت سفر باندھا، وہ جس کی و جہسے مقتل گاہول میں خاک اڑی ،وہ جس کی وجہ سے دامن شہر میں گلش مہکے،وہ جس کی و جدسے اجرد سے چمن میں بلبل چھکی ، وہ جس کی وجہ سے پیاسی زمین میں رہم و کرم کابادل برسا، وہ جس کے مشکبار نے مشام جال کو معطر کیا، وہ جس کی وجہ سے سل آدم کے بخت خفتہ پر پارے نامرادی کے قفل ایک ایک کر کے ٹوٹے لگے، وہ جس کی وجہ سے شجر بشر پرصدق وصفا فقر وغنا، جو د وسخااو رلطف وعطا کی شگفیة کلیال مهمکیں ، و وجس کی و جه سے کارخانیہ قدرت کی روشنیال عملی صورت میں مجسم ہوئیں ، و ہ جس کے لبول کی ایک ہی جنبش نے گفتار کی دنیا کوعظمت بخشی ، و ہ جس کی و جہ سے تجمد سوچوں کے قلمروانسان بھی اضطرا بی تحریریں مرتب کرنے لگے، وہ جس کی وجہ سے جبین کا تنات پرنوک قلم نے ایک عہد نامہ تحریر کہا، وہ جس کی وجہ سے بڑے بڑے ادیبول اور انشاء

()محن انسانیت: ۳۸

پر دازوں نے تحریروں کا عنصر پیکھا، وہ جس کی وجہ سے جلتے ہوئے رہ گزاروں اورسلمجتے ہوئے صحراؤل میں شندے یانی کے چٹے بھوٹے، وہ جس کے تربیت یافتہ لوگوں نے فراعنہ، اکاسرہ، نماردہ، قیاصرہ، شداد نہ، قیاد نہ جیسے مخلوق خداوندی کا خاتمہ تمیا، وہ جس کی وجہ سے تاریک خطول کے کھپ اندھیروں میں نورایمانی کی ہفت رنگ کی قوس وقزح بکھرنے اور محلنے لگی، وہ جس کی مجت کا خورشیمبین جابرسلطانول کی قهر نائیول سے تباہ اجرای بستیول پرطلوع ہوا، وہ جس کی وجہ سے چمنتان سعادت میں شکونے بھوٹے، وہ جس کی ذات نے شب تاریک کی گلمت میں مہر عالم افروز کی آمد کامژ د ہ سنایا، و ہ جس کی زبان مقدس سے نکلا ایک ایک حرف کفروطاغوت کی شہرگ کے لئے تیر دنشتر ثابت ہوا، وہ جس نے چشم ز دن میں نگاہ حیات کا نقشہ بدل دیا، وہ جس کی وجہ سے غا کدان تیتی کاہر چیہ ہدایت کے نور سے معمور ہوا، وہ جس نے جارسوئے تیتی میں شاہی وخسر وی کو عدم افتخار قرار دیا، و وجس نے افریقہ کے تنینے صحراء کے بیشی اور برفانی خطہ کے سفید فام میں تقویٰ کو و جەمعىيار قرار دىيا، و ە جوعزيبول كاوالى اورىتىمول كامولى بن كرآيا، و ەجس نے دشمنول كے پيچ انہى كا زبان سے صادق اور امین کالقب پایا، وہ جس کے تمسخا بدجاوید کانشہ سب پرچھایا، وہ جس کے لئے مدین کی دوشیزاؤل نے مطلع البدرعلینا" کا نعرہ لگایا، وہ جسے ربیت کے ذرول اور درختول کے پتول نے سلامی دی، وہ جس کے گرد یا کے تصدق حجاز کے خلتانوں کے چرواہے خلیفہ راشد بن گئے، دوجس سے بے زبان مویشیوں نے بھی اپنی مظلومیت کی شکابیت کی ، وہ جس کے وجو دمبارک آفیاب عالم تاب سے اوینے پیاڑ، رفتھلے میدان، بہتی نہریں،سرمبزکھیت، برابرنوراور تابش حاصل كرتے رہے، وہ جس كا ابر باراں بها رُجنگل میدان ریگیتان، باغ نخلتان ہر جگه برستانها، وہ جس كی نیرنگیاب اورجلوه آرائیال مجھی صدیق و فاروق ہو کرچمکتی تھیں بھی ذی النورین اورمرتضیٰ ہو کرنمایاں ہوتی تھیں، جھی خالد وا پومبیدہ اور تیھی سعد وجعفر طبیار ہو کرسامنے آتی تھیں، تجھی ابن عمر وابو ذر *سلما*ان اورابو درداء ہو کرمسجد ومحراب میں نظر آتی تھیں بجھی ابن عباس ،ابی بن کعب ،نے بدین ثابت ،عبد الله بن مسعو د کی صورت میں علم وفن کی درسگاه اورعقل وحکمت کی دبیتان بن جاتی تھیں ،اور قبھی بلال ومصعب کی امتحان گاہوں میں سکی کی روح اور شکین کا پیام بن جاتی تھیں''۔

مولانا گيلاني " کاالبيلاانداز

سیرت پرتھی گئی مختصر کتاب''النبی الخاتم'' میں اس کے مؤلف نے جوالبیلا انداز اپنایا ہے،اس کی انفراد بت پڑھنے سے تعلق تھتی ہے، یہ اقتباس پڑھئے: ''یوں آنے کو توسب ہی آئے،سب جگہ آئے (سلام ہوان پر) کہ بڑی کھن گھڑیوں میں آئے ،لیکن کیا کیجئے کہ ان میں جو بھی آیا جائے ہی کے لئے آیا، پر ایک اور صرف ایک آیا اور آئے ہی کے لئے آیا وہی جو اگنے کے بعد پھر بھی ہمیں ڈو با، چرکا اور چہکتا ہی چلا جار ہاہے، بڑھا اور بڑھتا ہی چلا جار ہاہے'۔

سيرت رسول المالية المسامدي غفلت

محمن انسانیت کی سرت از اول تا آخر نیر اور فرز وفلاح کی ضامن ہے ہیکن آج ہم رہے الاول کی آمد پراس بی کی جس قد رتعریف وقوصیت کرتے بیل عملاً اس سے استے بی دور بیل، است کی حالت زار پر مولانا آزاد یول ماتم کنال بیل: "جبتم اس ماہ کے واقعہ ولادت کی یاد بیل خوشیال مناتے ہو تو اس کی مسر تول کے اندر تمہیل بھی اپناوہ ماتم بھی یاد آتا ہے جس کے بغیر اب تہاری کو کی خوشی نمیں ہو گئی کے بھی تم نے اس حقیقت پر بھی خور کیا ہے کہ یہ کئی پیدائش ہے میں کی یاد کت ترکرے بیل تی پیدائش ہے جس کی یاد کے لئے تم سر وسامان کرتے ہو؟ یکون تھاجس کی ولادت کے تذکر سے بیل تمہارے لیے خوشیوں اور مسر تول کا ایسا عزیز پیام ہے، آہ! گر اس مہیند کی آمد تمہارے لئے جش ومسرت کا یوخوشیوں اور مسر تول کا ایسا عزیز پیام ہے، آہ! گر اس مہیند کی آمد تمہارے لئے جش ومسرت کا اور کسی تمہین میں ماتم نہیں کیونکہ اس میں بیٹھی دیا تھا، تو میرے لئے اس سے بڑھر کر اور کسی میں ماتم نہیں کیونکہ اس میں بیٹھی والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہو جانا چاہئے بتم اپنے گھر دیا گا ویک کی اور کا کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کی گھر خبر ہے؟ تم کا قوری شمعول کی قندیلیں روش کرتے ہو مگر اپنے ہو دل کی اجری ہوئی بیتی کی بھی کھر خبر ہے؟ تم کا قرری شمعول کی قندیلیں روش کرتے ہو مگر اپنے مولوں کے گلا سے گھر سے سے سے رومال واستین دل کی اندھیاری کو دور کرنے لیکوئی پراغ نہیں ڈھونڈ تے ہم پھولوں کے گلا سے گھر سے سے سے رومال واستین دل کی اندھیاری کو دور کرنے لیکوئی چراغ نہیں ڈھونڈ تے ہم پھولوں سے گلا سے سے رومال واستین دومال واستین دومال واستین دومال واستین دومال واستین دومال واستین دومال واستین دور کرنے ہوئی بیا کہ کو دور کرنے کے دور کرنے کے دور کرنے کے دور کرنے کے کہ کور کی خور کی جونوں کی قند کیلی سے دور کرنے کے کور کی کی کی کھر کیا ہے کہ کور کی کی کور کور کی کے دور کرنے کے کور کی کھر کی کھر کے ہوئی ہی کور کی کی کھر کی کور کی کھر کی کور کی کھر کی کور کی کی کور کی کی کھر کی کھر کی کھر کی کور کی کھر کی کور کی کھر کی کھر کے کور کی کھر کی کھر کی کھر کی کھر کی کور کی کھر کی کھر کی کور کور کی کھر کی کھر کی کھر کے کور کے کھر کی کھر کے کھر کھر کی کھ

کومعطر کرناچاہتے ہومگر آہ! تہاری غفلت کے تہاری عظمت اسلامی کی عظرینری سے دنیا کے مثام روح یکسر محروم میں رکاش تہاری مجلسیں تاریک ہوتیں ، تہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب وزینت ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا ، تہاری آفھیں رات رات بحر مجلس آرائیوں میں نہ جا گئیں ، تہاری زبانوں سے ماہ رہی الاول کی ولادت کے لئے دنیا کچھ ردینتی مگر تہاری روح کی آبادی معمور ہوتی ، تہاری زبانوں سے نہیں مگر تہارے اعمال کے اعدر سے اسوہ نبی کی مدح وہنا کے لئے ترانے اٹھے ہے۔ اسوہ نبی کی مدح وہنا کے لئے ترانے اٹھے ہے۔ ()

حضرت مولانا عبدالماجد در یابادی آمت کی حالت کایول روناروت ین: "اگرآج ہمال بڑے ایمن کونش قدم پر چلتے ہوتے توہم میں خیانت وبدد یا نتی کا گزردہ ہوتا، اگر ہم آج اس روف ورجم کے پیرو ہوتے تو ہمارے دلول میں ایک دوسرے سے بے اعتمادی وبدگائی ند ہوتی، اگر آج ہم نے اس فار ترا کے بیٹے والے کے آثار مبارک کو اپنا سرمہ چشم بنایا ہوتا تو ہمارے باطن میں کمی قدر گی باتی ندرہ جاتی، اگر آج ہم فاتح بدر کی عظمت دل سے کرنے ہمارے باطن میں کمی قدر گی باتی ندرہ جاتی، اگر آج ہم فاتح بدر کی عظمت دل سے کرنے والے ہوتے و مخالفین کے مقابلہ میں ہمیں شختیں نصیب نہ ہوتیں، اگر آج ہم رحمۃ للعالمین کے پیام پر سے دل سے ایمان رکھتے تو اپنی جیسی گفوقات کے ساقتہ بھائی اور مخالفت نہ ہوتی آرائی کی ولئے اور کے کہ بر سنے والے بنی کے طریقے پر ہم قائم ہوتی تو اللہ کی حمدوہ تاسے ہمیں اس قدر گریز نہ ولئان ہی نہ ہوتا، اگر آج ہم کو اسم مبارک احمد کی لاح ہوتی تو اللہ کی حمدوہ تاسے ہمیں اس قدر گریز نہ ہوتی از اللہ کی حمدوہ تاسے ہمیں اس قدر گریز نہ ہوتا، اگر آج ہم کو اسم مبارک احمد کی لاح ہوتی تو اللہ کی حمدوہ تاسے ہمیں اس قدر گریز نہ ہوتا، گر آج ہم کو اسم مبارک احمد کی فاسطہ ہور ہی ہوں گی تو بیتی و بدنای سے پر مراحل دور ہوتے، آج جبکہ سادے ملک میں میلاد مبارک کی مخلیس آراستہ ہور ہی ہول گی کھی ہوتا اور ہی کے میا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہم اسپ خلوت خار قلب میں بھی کھی دیر کے لیے ذکر چیمبر و یا دِرسول کی مخلی گرم کی سے بہتر نہ ہوگا کہ کو ساتھ ساتھ ہم اسپ خلوت خار قلب میں بھی کھی دیر کے لیے ذکر چیمبر و یا دِرسول کی مخلی گرم کی ہوگا کہ کررٹ '۔

() رسول رحمت : مولانا ابوالكلام آزاد

انسانیت آج بھی اسی در کی محتاج ہے

شهرة آفاق تناب'' زاد المعاد'' پار ھئے،آپ کو جیرت ہو گی کہ ذات ِ رسول ٹاٹیٹیٹر سے متعلق باریک ہی باریک نقصیلات تک کاا ما طد کمیا محیا ہے، پچھلے پیغمبروں کی شریعت مخصوص علاقہ اور مخضوص مدت کے لئے ہوا کرتی تھی،اس لیے شریعت کی حفاظت کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گئے البیکن آپ کی نبوت چونکہ زمان ومکان کے مدود سے بالاتر قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے ہے اس ليے الله تعالیٰ نے ایک طرف آپ کی سیرت کے ایک ایک پہلوکو محفوظ کرنے کا اہتمام کیا تو دوسری طرف اس میں انتہاء درجہ کی جامعیت رکھی،اس میں جلال بھی ہے اور جمال بھی،اس میں شائن توکل کاعروج بھی ہے اوراحوال وظروف کاستجیح ادراک بھی،سپاہیانہ جفائشی اور قائدانہ احتشام بھی ہے اور راہبانہ زید وساد گی بھی، اس میں خلوت کا سوز وگداز بھی ہے اور جلوت کے روح پرور نظارے بھی،اپنوں کے ایٹاروقربانی کے لاز وال نقوش بھی ہیں اور ڈشمنوں کی عداوت کی تیزوتند آندھیال بھی عشق ومجت کے والہا یہ نمونے بھی ہیں اور دشمنوں کی جانب سے بغض ونفاق کی دہمتی آ گ بھی ہشکلات ومصائب کے طوفان بھی ہیں اور فتوحات کی شاد کامیاں بھی، عرض بہ کہ پوری سيرت حركت مسلسل ،سرايا انقلاب عمل پيهم ،عرم جوال اور جوش روال كي جيتي جانگتي تصوير اورحيين مرقع ہے، بقول ایک سیرت نگار کے: " آپ ٹاٹیا کی میرت ایک فرد کی میرت نہیں بلکہ ایک تاریخی طاقت کی دانتاں ہے، وہ زندگی کے تھے ہوتے ایک درویش کی سر گزشت نہیں بلکہ ایک ایسی جستی کی آپ بیتی ہے جو ایک اجتماعی تحریک کی روح روال تھی، و محض ایک انسان کی سیرت نہیں بلکہ ایک انسان ساز کی روئیداد ہے، وہ عالم انسانیت کے معمار کی سیرت ہے، آپ کی سیرت فار حراسے فار تور تک، حرم کعبہ سے طائف کے بازاروں تک، امہات المؤمنین کے جمروں سے میدان جنگ تک، جاروں طرف بھیلی ہوئی ہے''۔اس جامعیت کے ساتھ سیرت کی دوسری جیرت ایسالگتا ہے کہ آپ ای کے لئے مبعوث کئے گئے تھے، دعا دمناجات کے باب کامطالعہ کیجئے توایسا کے کا کہ شاید حضور من شان کی زندگی کاسب سے اہم اور بنیادی شعبہ ہی ہے،غزوات وسرایا کا جائز ہ لی*ں تو محسوں ہو گا کہ* آپ ٹاٹیائی کااصل کمال اس کے اندر ہے، جو ہر شناسی اور مردم گری کی صفت

دیکھیں تواحماس ہوگا کہ شاید آپ کاسب سے بڑا امتیازی ہے، گھریلوزیر گی کامطالعہ بھے توایسا نظر آئے گا کہ سب سے زیادہ عملیت، بے ساخگی اور لطف ونجست کے نمونے اس جگہ ملتے ہیں، سے ابد سے تعلقات کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ساٹھی کی مجبوبیت کاراز اس میں پوشیدہ ہے، الغرض آپ ساٹھی کی زندگی کا ہر شعبہ انتہائی کمال کو پہنچا ہوانظر آتا ہے۔

سیرت محدی دنیا کا آئیبنه خانه ہے

علاوہ ازیں آپ کی سیرت بجیب انتقابی تاثیر کی حامل ہے، یہ دراصل انسانی اصلاح کا جامع نظام العمل ہے، اس کی روشتی میں دنیا میں اپنے والی ہرقوم اپنی اصلاح کا سامان فراہم کر سمتی ہے، بقول علامہ سیرسیمان ندوی آ: "سیرت محدی دنیا کا آئید خانہ ہے، جس میں دیکھ کر ہرشخص اپنے جسم وروح، ظاہر و باطن، قول و ممل، زبان و دل اور طور وطریات کی اصلاح و درت کرست ہے، اس لیے کوئی مسلمان قوم اپنی شائشگی اور ادب اخلاق کے لئے اپنے مذہب سے باہر اور اسپنے رسول کی سیرت سے الگر آئید ہے، اس مالگتی اور نہاس کو اور نیکی و بدی کا راز اس پر کھاتا ہے، اور چول کرکوئی مالگیر آئید ہے، اس کے مقابلہ سے من وقع اور نیکی و بدی کا راز اس پر کھاتا ہے، اور چول کرکوئی انسانی کامل زعدگی اس استیعاب اور استقصاء کے ساتھ دنیا کے سامنے موجو د نہیں ہے اس لیے انسانی کامل نور ہے۔ یہی ایک کامل نمو خوبیں ہے اس لیے تمام ترانسانوں کے لیے ہیں ایک کامل نمو خوبیں۔

سیرت رسول است مسلمد کاسب سے قیمتی سرمایہ ہے، ہی ہماری طاقت وقت کا حقیقی سرچھہ ہے، ہمارے دشمنوں کو بخوبی اندازہ ہے کہ سلمان جب تک دامن رسول اللہ سے وابستہ رہیں گے انہیں زیر نہیں کیا جاسکے گا، ان کی ایمانی حرارت اور جوش ایمانی کا مقابلہ بخ و تفتک سے نہیں کیا جاسکا، دشمنوں کو علم ہے کہ سلمانوں میں پایا جانے والا سارا جوش وولولہ بیرت رسول سے وابسکی کا مقبد ہے، اس لئے دشمن چاہتے ہیں کہ اس سیرت سے ہمارارشتہ کمزور پڑجائے، چنا بخچہ اس مقسد کے لئے وہ مدسرون ہرقسم کے حربے استعمال کرتے ہیں، بلکہ عالمی ذرائع ابلاغ استعمال کرتے ہوئے اس کے طلاف عالی معلم درت اس بات کی ہے کہ مسلمان بنی کریم کا تی ہے۔ میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان بنی کریم کا تی ہے۔ اپنا است کی ہے کہ مسلمان بنی کریم کا تی ہے۔ اپنا است کی ہے کہ مسلمان بنی کریم کا تی ہے۔ اپنا

رشة مفبوط سے مفبوط ترکی ، انفرادی واجتماعی سطح سے ایسے اقد امات کیے جائیں جن کے ذریعہ امت میں سیرت رسول سے گری واہتگی پیدا ہوجائے، صرف جلسے جلوسوں پر اکتفاء ندکیا جائے ، بلکہ سیرت سے واہتگی کے لئے مملی اقد امات کیے جائیں ، ہماری زندگی سیرت کا جیتا جاگا ، نمونہ بن جائے ، روز مرہ کے معمولات میں منتول کا اہتمام کریں ، پکول کی تربیت سیرت رسول کے خطوط پر کریں ، ہرطیقہ اور پیشہ سے تعلق اسوہ نبوی خطوط پر کریں ، ہرطیقہ اور پیشہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے سامنے اس پیشہ سے متعلق اسوہ نبوی پیش کریں ، ہماری پہتی کا بھی واحد علاج ہے ، سیرت طیبہ سے دوری نے ہی جمیں پستی کے فارول میں ڈھکیلاتھا، آج اسی سے وابستہ ہو کر ہم سرخروہ ہو سکتے ہیں ۔

دوسراباب

سيرت رسول اور بهمارا طرزعمل

سيرت رسول سي لين اور جماري ذمه داريال

رئیے الاول کی آمد کے ساتھ مسلمانوں میں ایک غیر معمولی ہوش دیکھا جاتا ہے، ہر طرف سیرت النبی سائٹ نے کہ سول کا ایک سمال بندھ جاتا ہے، جگہ جگہ جشن کا منظر نظر آنے لگتا ہے، لوگ غیر معمولی جوش و فروش کے ساتھ جلسہ ہاتے سیرت میں شرکت کرتے ہیں، ہر محلہ میں محافل میلاد النبی سائٹ نے کا انعقاد میں آتا ہے، سیرت النبی سائٹ نے کا ان جلسوں کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن سیرت رسول اللہ کا انتقاد سے ختم مسلم ہے، لیکن سیرت رسول اللہ کا انتقاد سے متبات ہماری ذمہ داریال صرف جلسوں کے انعقاد سے ختم نہیں ہوتیں، سیرت کے جلسوں کے مثبت اثرات کے ساتھ ان کا منفی پہلویہ ہے کہ مسلمان صرف جلسوں کے انعقاد می کو سب کچھ بھے نہیں، جبکہ سیرت رسول سے وابستی مسلمانوں پر عظیم ذمہ داری عائد کرتی ہے۔

اس وقت امت ایک نازک موڑ سے گذردی ہے، اس کی عرت ذلت میں تبدیل ہو چکی ہے، دنیا کے قشہ ہے، دشمنول کی بیغارہے، عالم اسلام کی فاغوتی قر تول کے آگے ہے بس نظر آد ہاہے، دنیا کے قشہ میں خون مسلم کی ارزانی ہے، مسائل کے اس دلدل سے نگلنے کا ایک ہی راسہ ہے، وہ یکہ امت مسلمہ پورسے طور پرسیرت رسول سے وابسہ ہوجا ہے، سیرت رسول اور اسوہ حدی پوری طرح اپنی زعدگی میں رائج کرنے کے لیے اجتماعی حیثیت سے امت کو مجھم کی اقد امات کرنے ہوں کے، اس سلملہ کا پہلا کام یہ ہے کہ ساری تحریکی، جماعتیں اور ادارے ملک بحر میں مسلما تول کو سیرت کے جلی سیرت کے علی موضوعات پرمستند کتابیں عام کی جا تیں، یہ جلسے اور پروگرام اور تعارف سیرت کی یہ جم صرف ماہ رہے الاول تک ہی محدود مدرہے بلکہ سال کے بارہ مجینے وقفہ وقفہ سے ان کا انعقاد عمل میں آتارہے، عصری اداروں اور کالجوں میں زیرتعلیم طلب کے لیے ایسا نساب تیار کیا جا جو سیرت رسول موسیرت خلفاتے راحد بن اور تاریخ اسلام پرمشمل ہو، اس طرح چھوٹے بچوں کے لئے ابتدائی درجہ وسیرت خلفاتے راحد بن جا تیں، سیرت رسول سے استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کی عام فہم کتابیں تیار کی جا تیں، سیرت رسول سے استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کی

جانکاری حاصل کی جائے۔امت کا بڑا طبقہ سیرت کی ابتدائی چیزول سے نابلہ ہے، عصری درسگا ہول میں زیرِتعلیم سلمان طلباء چونکدان کے کورس میں سیرت کامضمون نہیں ہوتا سیرت کا ہول میں ناوا قف ہوتے ہیں، تعارف سیرت کی اس مہم میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ سیرت کا ہر گوشہ سامنے آجائے، یدایک جامع ترین سیرت ہے، اس میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے کے لیے اسو، پایا جاتا ہے، مختلف طبقات کے لیے الگ الگ موضوعاتی پروگراموں کا انعقاد بھی ممکن ہے، مشلا تا جرطبقہ کے اجلاس میں رسول اکرم کی تجارتی تعلیمات پر روشنی ڈالی جائے، خواتین کے والے مختلف ہوایات ذکر کی جائیں، قائدین اور رہنماؤں کے اجتماع میں آپ کے قائدانہ کردار کو اجا گر کھیا جائے، اساتذہ کے جمع میں تعلیم ونزریس سے تعلق اسو، نبوی کی تو شیح کی جائے دغیرہ، تعارف سیرت کی اس مہم کو اگر منظم انداز میں رویا کہ یا بیا ہے۔ وسکتے ہیں۔

سیرت رسول اور ہماری عملی زندگی

تعارف سرت سے بعد دوسرا مرحلہ سرت رسول محملی زندگی میں اختیار کرنے کا ہے،اس وقت امت سرت سے وابنگی کے لمبے چوڑے دعوے کرتی نظر آتی ہے، کین اسی ملی زندگی سرت رسول سے بہت دورہے، سرت سے وابنگی دوطرح کی ہوتی ہے، ایک اعتقادی دوسر ملی، سرت رسول سے بہت دورہے، سرت سے وابنگی دوطرح کی ہوتی ہے،ایک اعتقادی دوسر ملی، اعتقادی وابنگی ہے ملی وابنگی ہے ہی وابنگی ہے۔ کہ آپ کی سرت اور آپ کے تعلیمات کو یا کیرہ تعلیمات مانا جائے، بیصر ف اعتقادی وابنگی ہے، ملی وابنگی ہے، کہ آپ کی سرت اور آپ کے طور وطر کی گوئی زندگی میں نافذ کیا جائے، امتِ مسلمہ میں اعتقادی وابنگی تو پائی جائی می کی طور وطر کی جو لیا جائے، امتِ مسلمان نماز کی حالت میں تو سرت رسول کے پابند ہوتے ہیں، وابنگی میں کافی جول پایا جاتا ہے، مسلمان نماز کی حالت میں تو سرت رسول کے پابند ہوتے ہیں، لیکن زندگی کے دیگر شعبول میں وہ خود کو سیرت سے آزاد سمجھتے ہیں ایک مسلمان نماز ویسے ہی ادا کی تعلیمات کے ذمہ دارول کو کرتا ہے جیسے رسول نے ادا کو کا جائے ہے۔ نمو کی کو اس کے ذریعے نبوگ کی تعارف سیرت ہی کی طرح با قاعدہ مہم چلانا چا ہے مختلف اداروں اور تحریکوں کے ذریعے نبوگ کی گئی تعارف سیرت ہی کی طرح با قاعدہ مہم چلانا چا ہے مختلف اداروں اور تحریکوں کے ذریعے نبوگ کی

سنتوں کی عملی مثن کرائی جائے، گھرول میں والدین اور سرپرست حضرات بچوں کو سنتوں کی عملی تربیت دیں، کھانے کا موقع ہوتو کھانے کی سنتوں پر عمل کرایا جائے، سوتے وقت سونے کی سنتیں بتائی جائیں اور سنتوں کے مطابق سلایا جائے، لباس پہننے کا موقع آئے تو اس کی سنتیں یاد دلائی جائیں، اسی طرح دینی جماعتوں کے ذمہ دارول کی زندگی سیرت رسول کا نمونہ ہو، مساجد میں یومیہ پرندسنتوں کی جائیں۔ تو جہ دلائی جائے، روز مرہ کی زندگی سے متعلق سنتوں کا مستند جموعہ یاد کیا جائے، جس کو مسلم گھرانوں میں عام کیا جائے، آپ کی سنتوں میں اللہ تعالیٰ نے ججیب نورانیت رہی ہے، مساحل پر عمل سے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے، معاملات میں صفائی آئی ہے، معاشرتی زندگی سے سکون کا مجوادہ بن جاتی ہے۔

سيرت رسول اور دعوت دين

سیرت رسول کے متعلق مسلمانوں کی ایک اہم ذمہ داری دعوت دین کے لئے سیرت کا استعمال ہے، غیر مسلموں میں دعوت کے لئے سیرت رسول کو مؤثر ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے، سیرت رسول کی دعوتی اہمیت پر شنی ڈالتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دیلو گ فرماتے ہیں: 'ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنی عملی زعد گی کو اسلام کی صداقت کا حملی نمونہ بنا کر پیش کریں اور ہماری حملی زعد گی میں لوگ اسلام کی برکتیں اور ہماری حملی زعد گی میں لوگ اسلام کی برکتیں اور ہماری میلی زعد گی میں لوگ اسلام کی برکتیں اور حمین دیکھ کر اسلام کو نجات و ہدایت کا راسة تسلیم کرنے پر مجبور ہوجائیں، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ رحمت عالم میلی الله علیہ دسلم کے اخلاقی کمالات اور آپ کے معجزانہ کیر کٹر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور ہر طبقہ کو اس کی زبان ،اس کی سمجھ اور اس کی استعداد کے مطابق سمجھانے کی کوسٹسٹ کی جائے تاکہ دیمۃ للعالمین اور صاحب خلق عظیم رسول کی مجت لوگوں کے دلوں میں از جائے اور پھر اس محسن انسانیت کی زبان سے نگی ہوئی ہر بات کولوگ بھی ماسنے پر اسپینے آپ کو مجبور یانے نگیں۔ ()

() فيأويٰ عزيزيدا ٣٠: بحوالها خلاق رمول اكرمٌ

سيرت رسول مناطقيتهم اورد فاع سيرت

سیرت رسول کے دعوتی استعمال کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں مثلاً یہ کو شختلف زبانوں میں سیرت سے متعلق مؤ از لڑ پچر تیار کر کے عام کیا جائے، غیر سلمول کے سامنے سیرت رسول کے رحمت والے پہلوکو رکھا جائے اور آپ کی وہ تعلیمات جو انسانی رواد اری اور امن عالم پر مبنی ہیں رائح کی جائیں مختلف تقریبول اور عیدول کے موقع پرغیر سلموں کو مدعو کر کے سیرت بیان کی جائے، اٹل علم طبقہ کے لیے لئی انداز اختیار کیا جائے ، مختلف طبقول سے تعلق رکھنے والے افراد کی جائے ، اٹل علم طبقہ کے لیے لئی انداز اختیار کیا جائے ، مختلف طبقول سے تعلق رکھنے والے افراد کے الگ الگ اجلاس بھی منعقد کر ہیں ، اسی طرح مسلم ڈاکٹر ، ڈاکٹر ول کو مدعو کر ہیں ، تا جرصر ات غیر مسلم تا جرول کا اجلاس منعقد کر ہیں ۔

سیرت ربول سے متعلق ایک ذمہ داری سیرت کے دفاع کی ہے، خود مسلمانوں میں ایک طبقہ الیا پیدا ہو چکا ہے، جو سیرت و سنت کا شدت سے متکر ہے، اب اس طرح کی ذفیت کے حامل لوگوں میں روز پروز اضافہ ہوتا جار ہا ہے، ان حضرات کا کہنا ہے کہ امت کے سارے اختلاف اور مسائل کی بنیاد سنت واحادیث ہیں، صرف کتاب اللہ تضامے رہنا چاہئے، یوگئے مل بالکتاب کے عنوان سے قرآن سے دورہورہ ہیں اسلئے کہ انکار حدیث دراص انکار قرآن ہی کی ایک شکل سے، سیرت و سنت سے متعلق ان حضرات کے شہات کا دور کر ناعلما عامت کی اہم ذمہ داری ہے، یہ کام منظم طور پر انجام دیا جانا چاہئے، جن جامعات میں محضوات کے شعبہ جات قائم ہیں، وہاں کام منظم طور پر انجام دیا جانا چاہئے، جن جامعات میں محضوات کے شعبہ جات قائم ہیں، وہاں خضاص فی الحدیث کے ہر شبکا ہواب دے اختصاص فی الحدیث کے اس وقت مسلما نول کو بچانے کام سکت ہو آئے دن فتیۃ انکار مدیث سے متاثر ملک ہوتے جارہ کی ہوئے ہیں، متکر بین مدیث کے ہر شبر کے مختلف مقامات پر ان کے پروگرام منعقد ہورہ ہے ہیں اور نو جو انول کو پرگشتہ کیا جارہ ہا ہے، اس کے لیے علماء مقامات پر ان کے پروگرام منعقد ہورہ ہوئے ہیں اور نو جو انول کو پرگشتہ کیا جارہ ہے، اس کے لیے علماء حضرات اپنے خطبوں اور جلول ہیں خصوصیت کے ساتھ اس موضوع کو زیر بحث فاتس کی ہو تھی ہیں۔ متعلم انول کو برگشتہ کیا جارہ ذمہ داری تخطری ہوئے ہیں۔ کو متنہ ہوئے ہیں ہوئے ہیں۔ اس کے لیے علماء سیرت سے وابنگی کے نتیجہ میں عائمہ ہونے والی ایک اہم ذمہ داری تحظری ہوت کی ہے، حضرات اسے وابنگی کے نتیجہ میں عائمہ ہونے والی ایک اہم ذمہ داری تحظری ہوت کی ہے،

بہت سادہ لوح مسلمان قادیانیت کا شکار جورہ ہیں، عام مسلمانوں کے ذہنوں ہیں ختم نبوت کا واضح تصور نہیں ہے، اضلاع اور دیباتوں میں قادیانیت سرگرم ہے، شہروں میں بھی کافی سرگرمیاں جاری ہیں، ربح الاول کے موقع پر سیرت النبی کے جلسوں کی بھر مار ہوتی ہے، ان جلسوں میں ختم نبوت کے موضوع پر تفسیلی روشنی ڈالی جائے، علاوہ از یں مختلف تحریکات کے ذمہ دار حضرات قادیانیت سے متأثرہ مقامات کا دورہ کر کے مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں، قادیانیت کا فتنہ جس تیزی سے بھیلتا جارہا ہے، امت مسلمہ میں اسی قدر غفلت پائی جاتی ہے، سیرت ورسول سے وابنگی کا تقاضہ ہے کہ ہم ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہر چیز کی قربانی کے لیے تیار ہوجائیں۔

ربیع الاول کے موقع سے سیرت کے عنوان سے آج جو کچھ کہا جاتا ہے اس کا تعلق سرف زبانی خرج سے جو تاہے، جب کہ میرت سے تعلق عملی ذمہ دار یول سے جی چرایا جاتا ہے، اس وقت امت کو میرت سے وابستہ کرنے کے لیے تھوس عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔

سيرت رسول أكرم فأعليهم كالبيغام

ماورتيع الاول اورمحافل سيرت

ماہ رہی الاول کی آمد کے ساتھ ہی بڑے ہوش وخروش کے ساتھ محافل سیرت کا انعقاد عمل میں آتا ہے، چھوٹے بڑے بیمیانے پر جلسے منعقد ہوتے ہیں، ہر طرف سیرت کے تذکر ہے ہوتے ہیں، ہر زبان پر رسول یا ک کا نام ہوتا ہے، رسول اکرم تائیاتی کی زندگی کے مختلف گو شوں کو اجا گرکیا جا تا ہے، کمیں آپ کی مدنی زندگی کو پیش کیا جا رہا جا تا ہے، کمیں آپ کی مدنی زندگی کو پیش کیا جا رہا ہے، کہیں حضور کے معاشرتی پہلوکو نمایال کیا جا رہا ہے تو کمیں آپ کی مدنی زندگی کو پیش کیا جا رہا جا تو کمیں آپ کے ساسی گوشے کی وضاحت کی جاری ہے، رہی الاول کی آمد کے ساتھ ہمارے ذہن میں صفور کی ساری زندگی گھوم جاتی ہے، جا گئی زندگی کا ایک ایک واقعد دورہ کر یاد آنے لگتا ہے، جمی جنگ اُمد میں دندان مبارک کے شہید ہونے کا واقعہ دل کو ہلا دیتا ہے تو مجمی طائف میں سے یار ومددگار جسم اطہر کا لہولہاں ہونا ہمیں سے بیار ومددگار جسم اطہر کا لہولہاں ہونا ہمیں سے بیار ومددگار جسم اطہر کا لہولہاں ہونا ہمیں سارے بیات کر دیتا ہے۔ جمی ماکہ کی گھول میں کفار مکہ کے سب وشتم کو یاد کر کے تؤپ جاتا ہے تو مجمی طالت نماز میں سرمبارک پر او جھ کے ڈالے جانے کا واقعہ بیاتھ ارکر دیتا ہے۔

بلاشہرت کی پیمفلیں باعث صدرتک ہیں، حضور کے پر تذکر نے دنیا و آخرت ہیں سعادت کا ذریعہ ہیں، مبارک ہیں وہ ذبا نیں جو ذکر رسول سے ترہیں، مبارک ہیں وہ کان جہیں حضور کا مبارک میں منے کا شرف حاصل جور باہے، لیکن کیا صرف ان ہی چند چیزوں سے حضور گی سیرت کا حق ادا جو جائے گا؟ جلسول میں شرکت اور محافل سیرت کے انعقاد سے ہماری ذمہ داری پوری ہوجائے گی؟ ماہ دہتے المنور کی آمد کے سافتہ میں یہ سوچنا چا ہے کہ اس مہیدنہ میں جس مبارک ذات کی سیرت بیان کی جاتی ہے آخراس کا پیغام کیا ہے؟ سیرت رسول کے بیغام کے دو پہلو ہیں اور ان دونوں کو شوں کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بھی کیا گیا ہے، آپ کی سیرت کے پیغام کا ایک پہلوتو وہ ہے گوشوں کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بھی کیا گیا ہے، آپ کی سیرت کے پیغام کا ایک پہلوتو وہ ہے جس کے مخاطب مسلمان ہیں جو رسول اکرم مناشق کو اپنا رسول اور دنیا و آخرت کی کامیا ہی کا ضامن سمجھتے ہیں جو آپ سے مجت کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ کے ذکر میں راحیت قلب محول کرتے

پی،اوردوسراپہلووہ ہے جس کی مخاطب ساری انسانیت ہے، سلمانوں کے لیے بیرت کا پیغام یہ ہے کہ آج بھی آپ کی بیرت ہمیں جنجوڑ رہی ہے اور ہمارے قبل وفعل اور ظاہر و باطن کے تضاد پر مائم کنال ہے، آپ کی بیرت ہمارے سامنے سحابہ کرام کی کامیاب زیر گئوں کو پیش کر کے دوثوک اعداز میں ہم سے کہدرہ ی ہے کہ تاریخ کے جس دور میں بھی سلمانوں جھے اپنے سینے سے لگا یا اور میری روشنی میں اپنی زعر گی کے حدو خال درست کئے کامیاب وکامران رہے اور دنیا کے ایک میری روشنی میں اپنی زعر گی کے حدو خال درست کئے کامیاب وکامران رہے اور دنیا کے ایک بڑے صحصے پر حاکم ہوئے انئد نے انبیس خلافت ارضی سے نواز اکد گوکہ وہ تعداد میں بہت کم تھے لیک دنیا نے ان کا لوبا مانا اور آج کے مسلمانوں کو مسائل نے اس لیے گھیر رکھا ہے چونکہ انہوں مجھے (میرت رمول) پس پشت ڈال دیا ہے، مسلمانوں کو 'سیرت' کی صورت میں ایک نہایت پا کیرہ زعر گی دی گئی جو دنیا و آخرت کی کامیا بی ضامن تھی گئیکن انہوں نے اس کی ناقدری کی اور قعر مذلت میں گرگئے۔

سيرت سبب انقلاب حيات

رمول اکرم کانیآی کی بیرت کے سلسلے میں خاص بات قر آئ میں یہ ذکر کی تئی ہے کہ آپ کانیآئی کی زعد تی نموند ہے، قر آئ اہل ایمان کو خطاب کر کے کہتا ہے 'رمول اکرم کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نموند ہے، قر آئ اہل ایمان کو خطاب کر کے کہتا ہے 'رمول اکرم کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نموند ہے کہ دیگر انسانوں کے محیر العقول واقعات کی طرح اس کو لطعت اندوزی یا وقت گزاری کے لئے بڑھا جائے اور عمل سے اس کا کوئی تعلق منہ وبلکہ اس کو تو دوز اول ہی سے اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے بہترین نموند قرار دیا ہے ، اس پاک سیرت میں حیات انسانی کے ہر پہلوکا نموند پایا جا تا ہے، تا جرکے لئے تجارت کا، قائد کے لئے قیادت کا، امتاذ ہوتو معلی کا، ٹاگر دہوتو ٹاگر دی کا، شوہر ہوتو کا میاب شوہر کا، باپ ہوتو قائد کے لئے وزید کی اسرت میں نموند ہے آپ شفین باپ کا غرضنیکہ ذیر گی کے ہر شعبے اور ہرانسانی طبقہ کے لئے رمول کی سیرت میں نموند ہے آپ کی سیرت دراصل ایک مکل ومتور حیات ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن اگر الفاظ کی شکل میں

^() لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة (الاتراب: ٢١)

نظام الہی ہےتو آپ کی زندگی اس نظام کی عملی تفییر ہے،اسی طرح قرآن اگراسلام کا اخلاقی نظام سختاب کی شکل میں پیش کرتا ہے تو رسول کی سیرت اس کاعملی نمونہ پیش کرتی ہے نیز قرآن اگر ''فَاعَفْ عَنْهُمْ وَاصْفَىحِ" () كَبِهِ كِرَعْفُوو دِرَكْذِرِكَاحِكُمْ كُرْتَاسِحِ تُوعْفُوو دِرْكُذِر كِي بييشمارواقعات حضور کی زندگی میں اس قرآنی حکم کی تشریح کرتے نظرآتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ما نشتہ ؓ سے آپ کے اخلاق کر بمہ کے بارے میں تھی نے بہوال کیا کہ آپ کے اخلاق کیسے تھے؟ توام المؤمنين فيصاف كبدد يا كرحضور كاخلاق جاها جاجة جوتو قرآن كصفحات كهولو، جو كجوقرآن میں تم نے اسلامی طور وطریقے اور خدا کی مطلوب زندگی باؤ اس کی عملی صورت حضور کی زند کی تھی، بنیادی طور پرآپ کی سیرت حرکت ، تموج انقلاب اور عمل سے عبارت ہے، سیرت سے وابتکی یا صاحب سیرت سے مجست کامفہوم یہ ہے کہ اسپینے آپ کو ہم نے ایک ایسے دستور حیات سے منسلک کرالیا جو چوبیں کھنٹے زندگی کے ہرموڑ پر رہنمائی کے لئے تیار کھڑار ہتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہرمومن کے لئے زندگی کے بھی کمچے سیرت ِرسول سے چھٹکارانہیں وہ جہاں جائے گااورجس ماحول میں رہے گا سیرت اس کا ساتھ مدچھوڑ ہے گی، وہ اس بات کی محتاج نہیں کہ مجھلوگ اس کو پڑھ کرسنائیں اور جلسول میں ا*س بمھائیں اور اس کو* بیاد کرائیں ،وہ تو ایک مومن کی مملی زندگی کاحصہ ہے چوہیں کھنٹے ایک مؤمن کو اسپیغ ممل سے سیرت رسول کی تر جمانی کرنی ہے اس طور پرکہ اس کی ہرا دارسول کی ادابن جائے،رسول کا آئیبنہ داربن جائے صحابہ نے کچھا ایسا ہی کر دکھایا، انہیں ذکررسول کے لئے ا ہتمام کی اس کیے ضرورت نہیں تھی کہ خو دان کی زندگی سیرت کی تر جمانی تھی ان میں سے سے کئی کو حضور آ کی سیرت معلوم کرنے کے لئے تھی تتاب یا تھی مقرر کی ضرورت دیھی ان میں کوئی سیرت رسول کے جلال کا پرتو تھا تو کوئی اس کے جمالی پہلوؤں کا آئینہ تھا،صد کئے میں رسول کا جمال کارفر ما تھا تو فاروق نبی کے جلال کی جھلک تضا ابو ذریس آپ کی زاہدانہ زندگی کا اثر تھا تو معاویہ بیس آپ کی شان بادشاہی کارفر ماتھی ہر صحابی حیات ِرسول کے تھی رہی تو شے کا تر جمان تھا،اس باک سیرت کو

⁽⁾ سورة المائده: ۱۳

اپنانے بی کا نتیجہ تھا کہ مٹی بھرانمانوں نے سادی دنیا کو انتقاب سے آتا کردیا اور کا تنات کے شب وروز بدل دیے لیکن جول جول ان مقدس انسانوں سے دوری پیدا ہوتی مخی اور جول جول سیرت رسول کو مسلمانوں نے اپنی مملی زیر گئی سے نکال کر تمابوں کے سفحات میں محفوظ کرنے پر اکتفاء کیا، ذالت و نکبت نے انہیں گھیر لیا، تباہی مذکھول کر ان کی طرف بڑھنے لگی اور بہ بختی کے منحوس ساتے ان سے قریب ہوتے گئے، اس لئے کہ ہر طرح کی کامیابی کی ضمانت اس پاک سیرت میں ہے اس کو چھوڑ نا دراصل اپنے آپ کو تباہی کے حوالہ کرنا ہے آج ہم سیرت سے دوری کا خمیاز و بھگت رہے ہیں ایسے مصائب و آلام کا شکوہ ب جا ہے بیسب کچھ اپنے ہاتھوں کا کیا ہے، یہ واقعہ ہے کہ سیرت برول کے مائے اور سرد ھفنے کی مد سیرت برول کے مائے مائر اور پر اظالمان ہو چکا ہے ہم نے سیرت کو صرف سننے اور سرد ھفنے کی مد حقیقت ہوجاتے ہیں، ایک طرف ہم یہ کہتے نہیں تھکتے کہ درول کی زیر گی ہی میں کامیا بی ہو خیروں کے حقیقت ہوجاتے ہیں، ایک طرف ہم یہ کہتے نہیں تھکتے کہ درول کی زیر گی ہی میں کامیا بی ہو خیروں کے دوسری جانب ہمارا طرز عمل بزبان حال یہ اعلان کر با ہوتا ہے کہ کامیا بی تو خیروں کے اصولوں میں ہے قبل و ممل اور زبان و دل کا یہ تضاد پر تنہیں تھیں کہاں لے جائے گااور کس گور ہیں کی میں کہاں کے جائے گااور کس گور ہیں کیا ہوں کیا۔

محافل سيرت كوتنبواريه بناؤ

رہے الاول کا یہ مہینہ ہرسال آتا ہے اور جاتا ہے، ہرسال سینکڑوں سیرت کے جلسے اور خفلیں منعقد ہوتی ہیں ان ہیں آپ کی سیرت طیبہ بڑی تفصیل سے بیان کی جاتی ہے، لیکن اس سب کا ہماری زندگی پرکوئی اثر نہیں ہوتا ایسالگتا ہے کہ ایک تہوارتھا آیا اور گیا برق کا ایک شرارہ تھا چکا امت کا سانحہ یہ ہے کہ بے کہ بے اس کی اسباب مرض کی تلاش کی فرصت ہی نہیں، ہم اس مسلم پر بنجیدگی سے سونجیں اور ان وجو ہات کی کھوٹ نگا تیں جو سیرت سے استفادہ کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہیں، ہمارے لیے سیرت کے بینے سیرت سے استفادہ کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہیں، ہمارے لیے سیرت کے بے فیض ہونے کے کی اسباب ہیں۔
میں رکاوٹ بن رہی ہیں، ہمارے لیے سیرت کے بے فیض ہونے سے شرط یہ ہے کہ دل بھی اس

سیرت نگار کی ذمه داری

دنیا کے موجودہ حالات میں سیرت کے جلسول کی بڑی افادیت ہے، بشرطیکہ انہیں مقصد بنایا جائے، ان جلسول سے بہت کچھ اصلاح کا کام انجام دیا جاسکتا ہے، سیرت کے عنوان سے امت کو ایک بلیٹ فارم پر لایا جاسکتا ہے اگر امن سیرت رسول پر مجتمع جوجائے تو پھر مارے اختلا فات ختم ہوسکتے ہیں، اس سلسلہ میں علماء کی ذمہ داری بڑی تازک ہے، علماء کو چاہئے کہ وہ مقام رسالت کے جوسکتے ہیں، اس سلسلہ میں علماء کی ذمہ داری بڑی تازک ہے، علماء کو چاہئے کہ وہ مقام رسالت کے

⁽⁾ سورة البقرة: ٢

ساتھ سیرت کے عملی اوراثقلا نی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالیس،اورجلسوں کی وقتی تا ثیر کو دیریا تا ثیریس تبدیل کرنے کی کوسٹسٹل کریں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں میں رسول اکرم کی سیرت کے مختلف محوشوں کو اجا گر کریں۔

سیرت رسول کے پیغام کا دوسرا پہلوجی کی مخاطب ساری انسانیت ہے یہ ہے کہ اللہ نے ساری انسانیت ہے یہ ہے کہ اللہ نے ساری انسانیت کے لئے آپ کی سیرت ساری دنیا کے لئے رحمت کا پیغام ہے، حالات بتارہے ہیں کہ آج پھر انسانیت ای طرح تباہی کے دہانے پر کھوی ہے جس طرح رسول کی آمد سے پہلے تھی رسول کی بعثت کے بعد جب انسانوں نے ان کی پاکسی سے چکنے کا پاکسیرت کو اپنایا تو انہیں تباہی سے چکنے کا ایک ہی ساری انسانیت کے لیے تباہی سے چکنے کا ایک ہی راسة ہے وہ یہ کہ سیرت رسول کی سے وہ ایک ہی ساری انسانیت کے لیے تباہی سے چکنے کا ایک ہی راسة ہے وہ یہ کہ سیرت رسول سے وابستہ ہوجائے۔

سائنس کی بے پناہ بلند یوں کے باوجود آج انسان اس وسلائی سے عروم ہے، آئے دن تباہی کے مت سنے آلات ایجاد کئے جارہے ہیں، جو ہری بموں کی وجہ سے سارے کرۃ ارض کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے، نی منافرت اور کا لئے گوروں کا امتیا زسر چردھ کر بول رہا ہے، وحدت بنی آدم کا تصور نا پید ہوتا جارہا ہے، دو مالمی جنگوں کے بعد دنیا تیسری جنگ عظیم کے دہانے پر آکھڑی ہے، فضاء کا ذرہ ذرہ اس وسکون کو ترس رہا ہے، سارے نظام ہائے زیر گی انسانیت کے مسائل مل کرنے ہیں ناکام ہو کیے ہیں، ایسے ہیں انسانیت کی نجات کا واحد راستہ سیرت رسول ہے، وہی پاک سیرت جس نے چودہ سوسال قبل سکتی انسانیت کی تجانبی سے بچالیا تھا

عثق رسول جزِ ایمان ہے

ایک مؤمن پیغمبر سے تعلق محض قانونی انداز کا نہیں ہے، بلکداس تعلق کی بنیاد مدور جدمجست اور والہانۂ عقیدت پر رکھی تھی ہے، تتاب وسنت کے اشارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محبست رسول گ کے بغیر ایمان مکل نہیں جوتا، چتانچہ حضرت انس ؓ کی روایت ہے:"لایؤ من احد سحم حتی اکون احب الیه من و المده و و لمده و الناس اجمعین " () (تم مین کو فَی شخص اس وقت تک مؤمن نمیس ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نز دیک اس کے باپ، اس کی اوالا و اور تمام انسانوں سے زیادہ مجبوب منہ بن مؤال عمر بن خطاب گا واقعہ جب عبدالله بن ہشام فرماتے ہیں: "ہم لوگ رسول اکرم تائیلین کے ساتھ تھے اور آپ تائیلین عمر بن خطاب بناشد کا باتھ پکڑے ہوئے ہیں: "ہم لوگ رسول اکرم تائیلین سے عرض کیا : یا رسول الله تائیلین سے مغلب بناشد کا باتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر شنے آپ تائیلین سے عرض کیا : یا رسول الله تائیلین آئیلین آئیلین سے مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ مجبوب ہیں، اس پر رسول اکرم تائیلین نے فرمایا: آب الله کی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تہا راا بمان محل آئیس ہوسکتا، بمال تک کہ میں تمہاری جان سے بھی زیادہ مجبوب یہ بوجاؤں، حضرت عمر شنے عرض کیا : اب الله کی قسم! آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ مجبوب ہیں، اس پر بی تائیلین نے فرمایا: اب اے عمر! (تم کیکے مملمان ہوگئے) ۔ (۲)

محبت رسول کے بغیرا یمان کا تصوم کمکن نہیں ،اس لئے کدرسول کی مجست مؤمن کا سرمایہ حیات ہے، ہرمسلمان کاسینہ عثق رسول سے ہمیٹ معمور رہتا ہے جمعیت رسول ایمان کالازمی عنصر ہے،اس کو تو ہرمسلمان اچھی طرح مجھتا ہے۔

عثق رسول كايبهلا تقاضه

لیکن عام سلمانوں کو محبت رسول کی حقیقت سمجھنے میں بڑی غلاقہی ہوتی ہے ہمی بھی ذات سے محبت اسپنے چیچھے کچھ تقاضے کھتی ہے اور ایک محب صادق محبوب سے تعلق کی بنیاد پر عائد ہونے والے تقاضوں کا پوراپاس ولحاظ رکھتا ہے اور وہ محبت جس کے تقاضوں کی پخمیل ندکی جاتی ہو، اس جسم کے مانند ہے جس سے روح نکل چکی ہو،اسلئے کہ مجبت تقاضوں کی پخمیل ہی سے باقی اور سرسبز

^()بخارىبابحبالرسولمنالايمانحليث: ۵ ا

⁽۲) لاوالذي نفسي بيده حتى أكون أحب إليك من نفسك (بخارى باب كيف كانت يمين النبي تَبَالِلْهُ عَلَيْهُ حديث: ٦٢٥٤)

وشاد اب رہتی ہے،تقاضوں کی پھمیل کے بغیر زبانی اظہارِمجت کی مثال اس دعوے کی سی ہے جو دلیل سے خالی ہو، اظہارِ مجت اگر دعوی ہے تواس کے تقاضوں کی تحمیل اس دعویٰ کی دلیل ہے، اورظاہر ہے کہ دلیل بغیر دعوی کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا،اس وقت مسلمانوں کی جانب سے محبت رسول ا کے زبانی دعوے عروج بر ہیں لیکن اس مجست کے تقاضوں کو بالکل نظرانداز کیا جار ہاہے، جب کہ اصل اہمیت تقاضوں کی ہے، قرآن مجیدییں کامیابی کاانحصار صرف ایمان کے زبانی دعوے پر نہیں رکھامحیا، بلکہ ایمان کے ساتھ ہر جگٹمل سالح کو بھی ضروری قرار دیا گیاہے، جو ایمان کا تقاضہ ہے جحبت رمول کے بہت سے تقاضے ہیں ،اس کاسب سے پہلا اور اہم نقاضہ یہ ہے کہ زند کی کے تمام شعبوں میں رسول کی اطاعت کی جائے، دنیا میں جتنے رسول اللہ تعالیٰ نے بھیجے،سب کا بہی مقصد تھا کہ الن کی الحاصت کی جائے، ارٹاد ربانی ہے:"و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله " ()" ہم نے جورسول بھیجا ہے، اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جاتے، علاوہ ازیں رمول کی اطاعت کے بغیراللہ تعالیٰ کی اطاعت ممکن نہیں، ''من پطع الرسول فقد اطاع الله" (النماء ٨٠:) "جس نے رسول كى الحاعت كى اس نے در اصل اللہ كى الحاعت كى "الهاعب رسول كى الهميت كااندازه اس مع بهى لكايا جاسكتا ب كرقر آن مجيد بيس بكثرت الله تعالى کے ساتھ رسول کی طاعت کا بھی حتم دیا محیاہے، چنانچہ" اُطیعواللٰہ واَطیعوالرسول' جیسی آیات بڑی تعداد میں یائی جاتی میں، نیز جگہ جگہ اطاعت رسول کے فوائد کا بھی ذکر تھیا محیا ہے۔

د وسرا تقاضه

محبت رمول کا دوسرا تقاضداتباع ہے،اگر چداطاعت اوراتباع میں کوئی زیاد ہ فرق نہیں ہے،لیکن قرآن میں اطاعت کی طرح اتباع کی بھی تا تحید کی تھی ہے،اتباع کے معنی تقش قدم پر چلنے کے میں رمول کے نقش چلنے کے بیں، رمول ماٹنٹے کیا جا جا تا ہے جو زندگی کے تمام معاملات میں رمول کے نقش

()النساء: ۲۳

قدم پر پلے،ایک جگر محبت الہی کے دعویداروں سے کھلے انداز میں کہا گیا: "قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی" (')" اگرتم حقیقت میں الله سے مجبت رکھتے ہوتو میری اتباع کرو، ایک اور جگه فرمایا: "و اتبعو ہ لعلکم تھتدون" (۲)" اس کی پیروی کرو شایدتم بدایت پاؤ" اس مضمون کو رسول کریم تاثیق نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: لایؤ من احد سحم حتی یکون هو اه تبعا لما جنت به" (۳) (تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نمیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اس کی خواہ شات میری لائی ہوئی تعلیمات کے تابع نہ جو جائیں)۔

تيسرا تقاضه

محبت ربول گاایک تقاضه آپ کی تو قیر تعظیم ہے، قرآن میں المی ایمان کو اس کی رعایت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا محیا: یا ایھا المذین آموا لا تو فعوا اصوات کم فوق صوت النبی و لا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون "(انجرات: ۲) اے ایمان والو! اپنی آواز و نبی کی آواز سے باند نہ کرواور د نبی کے مائے او پنی آواز و نبی کی آواز سے باند کر تے ہو کہیں ایما ساتھ او پنی آواز سے بات کرو، جی طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو کہیں ایما دہوکہ تمہادا کیا کرایا سب غارت ہوجائے اور آب میں ایک دوسرے سے بات کرو تمہی تبیہ آپ کی معبد اور آپ کے دوختہ اقدی سے متعلق ہے کہاس کے پاس آواز بلند دی جا تے، ای طرح آپ کے ارشادات کے پڑھنے اور سننے کے وقت بھی ادب واحترام کموظ رکھا جائے، آپ طرح آپ سے منسوب ادشادات کے پڑھنے اور سننے کے وقت بھی ادب واحترام کموظ رکھا جائے، آپ سے منسوب اشیاء اور اشخاص کا بھی احترام کمیا جائے، اسلاف اس کا پورالحاظ رکھتے تھے، امام ما لک آ نے تمام مرینہ میں بسر کی اور شہر رسول کا اتنا احترام کرتے تھے کہ مدینہ کے صدود میں بول و براز تک نہیں مدینہ میں اور قید کیا مدینہ کی مئی خراب ہے، امام ما لک آ نے قتوی دیا کہ اسے تیس درے میں اور قید کیا جائے، پھر فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائی ہے کہ اس کی گردن اڑادی کا مارے جائیں اور قید کیا جائے، پھر فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائی ہے کہ اس کی گردن اڑادی

() آل عمران: ۳۱ (۳) مشکوة المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنة مدیث: ۱۳۷ المکتب الاسلامی بیروت

مائے۔()

مجت رسول کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ اسپ تمام ممائل ومعاملات میں رسول کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ اسپ تمام ممائل ومعاملات میں رسول کا ایک تقاضہ کے جہ تم تم تم تم تم تم تم تار شادِ ضداور رسول کے فیصلال کو بخوشی قبول کیا جائے۔ ارشادِ ضداور تدی ہے کہ: "فلا ور بہ ک لایؤ منون حتی یع حکمو ک فیصا شجو بینهم قم لا یجدو افی انفسهم حوجا مما قضیت ویسلمو اتسلیما" (النماء ۲۵)" تم بارے رب کی قسم یہ بھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اسپ باہمی اختلافات میں تم کو حکم دمائیں، کہتم جو فیصلہ کرواس پر اسپ دلول میں بھی کوئی تگی محوس نہ کریں، بلکہ سرتہ لیم کریں۔ "سپے ماشق رسول کا یہ شیوہ ہونا چا ہے کہ ذری گی کے ہر معاملہ میں فس و شیطان اور طاغوتی قوتول کے بچا ہے رسول کا یہ شیوہ ہونا چا ہے کہ ذری گی گیے میں معاملہ میں فس و شیطان اور طاغوتی قوتول کے بچا ہے رسول کو حکم بنا ہے اور شریعت کے فیصلے پر رضی ہوجا ہے۔

چوتھا تقاضہ

محبت رسول کا ایک تفاضہ یہ بھی ہے کہ اہل ایمان کسی طرح سے ایذاء رسول کا سبب ند

() اور کچھ عرصہ کے لیے قید بھی کر دیا جائے تا کہ اسکاد ماغ ٹھیک ہوجائے کئی نے سوال کیا کہ آپ نے اتناسخت فتوئ کیوں دیا ہے آپ رح نے جواب دیا کہ بہتو گردن زونی کے قابل تھا بھلا جس زمین پرمیرے آقا کے مہارک قدم لگے ہوں وہ مٹی کس طرح خراب ہو سکتی ہے، کے اسطبل میں بہت سے عمدہ نن کے گھوڑے اور چڑتھے مگریہ بھی مدینہ منورہ کی گلیوں میں سوار ہو کرنہیں نظے لوگوں سے فرمایا کرتے تھے جس زمین پررسول اللہ تاکی تھانے ہیں کہ مدینہ تھے، اس کو میں گھوڑوں کی ٹاپول سے روندوں یہ کیسے ممکن ہے۔ مدائی قسم ایہ پہلیس بچھانے کامقام ہے۔

وہ زیس ہے تو، مگر اے خواب گاہِ مسطفی بھی ایک اور سے مواد اقبال)

ایک مرتبه عباسی خلیفه مهدی نے انہیں در بارخلافت میں بلانجیجا، اس وقت پیزیاد ، بیمار تھے اس لئے ان کے لئے سواری بھی جیجی گئی کہ اس پر سوار ہو کرآجا تیں۔آپ نے پر سواری دیکھ کر بہت افسوس کیااور فرمایا: ''افسوس! جن گلیول میں رسول اللہ کاٹیائی پیدل چلتے تھے ان میں سوار ہو کرتکلوں۔''انہوں نے سواری واپس بھیج دی اور بیماری کی حالت میں گرتے پڑتے تے نظیفہ سے ملنے چانچے ۔ (تاریخ ابن خلکان: ۲۲۰-۲۰، برتان المحد هین: ۷)

بنیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وما کان کئم ان تو ذوارسول انڈ" (الا تزاب ۵۳:)" تمہارے

لئے یہ ہر گر جا تو تہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو "مؤمن کو چاہتے کہ وہ ہراس حرکت سے باز رہے جو

رسول کی تکلیف کا باعث بنتی ہو، اسے سحابہ اور ازوا نے مطہرات کو بھی بدف تنظید نہ بنا نا چاہتے اس

لیے ہیں بید ایڈا ارسول ہے، ایڈا ارسول کے تکٹیلی کے تحت بہت ہی با تیں آتی ہیں مشلا رسول کی

سنتوں سے بے اعتبائی بھی ایڈا ارسول میں داخل ہے، نیز احکام شریعت میں رسول کی خلاف

ورزی بھی ایڈا اورسول ہے مجبت رسول تا ٹیلیلی تفاضہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ تا ٹیلیلی نا وردو ہی ایڈ ھنے کا اہتمام کیا جائے، قرآن میں بھی اس کی تا محمد کی تھی ہے، درود کے بے شمار فوائد و رکات

میں، ہرنیک عمل میں قبولیت وعدم قبولیت کے امکانات ہوتے ہیں، لیکن درود ایک ایسا عمل

میں، ہرنیک عمل میں قبولیت وعدم قبولیت کے امکانات ہوتے ہیں، لیکن درود ایک ایسا عمل

میں، ہرنیک عمل میں بندوں کے ساتھ ہوا بھی ایسا عمل ہے جس میں بندوں کے ساتھ ہوا بھی طریک رہتا ہے، نیز ایک مرتبہ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دیں رحمتیں نازل کرتا ہے، سے عاشی رسول کو درود کا التر ام کرنا چاہئے۔

يانجوال تقاضه

محبت رسول کا ایک تفاضہ رسول کی سنتوں کو زندہ کرناہے، جس کو آپ سے مجبت ہوگی، لامحالہ اسے آپ کر ہراد اسے مجبت ہوگی، اور جو آپ کی اداؤں اور سنتوں سے مجبت کرے گادہ انہیں زندہ کرنے کی بحر پورکوسٹ ش کرے گاہ ہنتوں سے دوری کے زمانے بیس کسی ایک سنت کے زندہ کرنے کی بحر پورکوسٹ ش کرنے گاہنتوں سے دوری کے زمانے بیس کسی ایک سنت کے زندہ کرنے کا بھی بڑا اجر بتایا محیاہے، ایک ماشق رسول کو جہال سنتوں سے لگاؤ ہونا چاہتے وہیں بدعات سے نفرت ہونی چاہئے۔ رسول نہیس ہوسکتا۔

مختفریدکمجیت رسول صرف زبان سے ادائی اجائے والا بول نہیں ہے، بلکداس کے پیچھے ان گفت نقاضے ہیں، جوان نقاضوں کی تحمیل کرے گاہ وحب رسول کے مطلوبہ معیار پر پورااترے گا، حضرات صحابہ کرام اپنی زندگی کے ذریعے محبت رسول کا معیار مقرد کر گئے، انہوں نے دزبانی جمع خرج کا مظاہرہ کیا، اور نہ ہی عثق رسول کے لمبے چوڑ سے نعرسے لگا ہے، بلکدا سیے عمل و کردار

کے ذریعے سپچے عاشق رمول کا نمونہ پیش کیا، حضرات ِ صحابہ کرام ؓ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں اتناع رمول گا اہتمام کرتے تھے، حضرت مجابد ؓ روایت کرتے بیں کہ ہم سفر میں ابن عمرؓ کے ساتھ تھے، وہ ایک جگہ سے گذر سے تو ہٹ کر کنار سے ہو گئے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیول کیا، تو انہوں سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیول کیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رمول الله کا ٹیٹا گیا ہے ایسا کرتے دیکھا ہے، لہذا میں نے بھی ایسا کرتے دیکھا ہے، لہذا میں نے بھی ایسا کرتے دیکھا ہے، لہذا میں نے بھی ایسا کیا۔ ()

رسول الله كالتَّلِيَّةِ في رضاا ورخوشنو دي كا انتاياس ولحاظ كتى عمل سے نارائنگي كى بلني سى بھنك بھى الله كائن تايا سے تو راباز آجائے ، ايك صحابي ايك رئين چادراوڑ ہے ہوئے تھے، آپ نے ديكھا تو فر مايا : يہ كيا ہے، وہ بمجھ گئے كہ آپ سنے اسے نايند فر مايا ہے، بھا ہے ہوئے گر آئے اور اسے نئور ميں ڈال ديا الحكے دن آپ سنے بوچھا : چادر كا كيا؟ تو انہول نے حقیقت بیان كى ، تو آپ مائن الحقی نے فر مايا كيول نہا ہے گھر میں كمى كو پہنا ديا؟ (۲)

ای طرح ایک اور صحابی خریم الار شمیے بال رکھتے تھے اور تبیند بنچا باندھتے تھے، ایک دن آپ کاٹٹائی آئے نے فرمایا خریم الاسر کتنا اچھا آدمی تھا اگر بال لمبے مدر کھتا اور تبیند بنچے مد باندھتا، ان کو معلوم ہوا تو فورا فینجی سے اسپنے بالول کو کانول تک کتر ڈالے اور اسپنے تبیند کو نصف پنڈلیول تک چردھالیا۔ (۳)

اس طرح کے دسیوں واقعات ہیں جن سے صحابہؓ کی سی کا الماعت کا انداز وہو تاہے، آج اس سی اطاعت کی ضرورت ہے،صرف دعوی محبت کافی نہیں!

^{﴿)}لاأدرى إلاأنى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعله ففعلته (التّقاءمأوروعن السلف والاتمت ٣٣٣٣) (التزغيب والتزييب ٢٢ :)

⁽٢)ألاكسوتهابعض أهلك (الوداؤدباب في المحرة مديث:٣٠٩٨)

⁽٣)فبلغ ذلك كريباً فجحل فأخذ شفرة فقطع بهاجمته إلى أذنيه (الودارّ وباب ماجاء في اميال الاز ارمديث ٢٠٩١)

ماهِ رہیع الاول کےجلسہاورہماراطرزعمل

يوم پيدائش ياغيرون کې نقالي

رہے الاول میں ولادت باسعادت کی مناسبت سے ایسے بلسوں کا انعقاد جن میں سیرت رسول کے مختلف کو شوں پر روشنی ڈالی جائے اور عام مسلما نول کو میرت رسول اور اسوہ نبوی سے ملی وابستی کی تلقین کی جائے ایک متحن اقدام ہے۔ اگر چدان جلسوں کو بھی ہم نے رہیے الاول تک محدود کردیا ہے۔ جس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ مسلمان اسپیع نبی کو صرف سال میں ایک مرتبہ ماہ رہی الاول ہی میں یاد کرتے ہیں، جب کہ وہ اس بات کے مکلف ہیں کہ سال سے بارہ جمینے اور جمینے کے تیس دن میں یاد کرتے ہیں، جب کہ وہ اس بات کے مکلف ہیں کہ سال سے بارہ جمینے اور جمینے کے تیس دن

بلکہ ۲۲ گفتے ہی کی بیرت کو پیش نظر کھیں اور شب وررز کے معمولات میں بیر سور سول کواس طرح داخل کرلیں کہ ایک معلمان کی رفارگفتاراور اس کے طور وطر کی سے ہی کی یاد تازہ ہوجائے۔ اس لیاظ سے ذکرر مول تالیق کو کئی ایک ماہ کے ماہ تین میں گرنے کے بجائے سال کے بارہ جمینے تذکرہ سیرت سے معطر رہنا چاہئے لیکن یہ بھی بما فئیمت ہے کہ ربی الاول کے موقع پر ہی ہی سیرت کے جلسوں کے ذریعہ کچھ نہ کچھ میداری کی جاتی ہے۔ سیرت کے بامقسد جلسوں سے ہٹ کر جش میلاد النبی تاثیق کے منوان سے جو کچھ کیا جاتا ہے اس کا بھی کی سیرت اور صحابہ کے طرفر ممل سے کو کی واسطر نہیں ہوتا، نبی رحمت بالیق کی عمر مبارک تقریباً ۲۳ مال رہی۔ نبوت سے سرفرازی کے بعد اور اسل نہیں ہوتا، نبی رحمت بالیق کی عمر مبارک تقریباً ۲۳ مال رہی۔ نبوت سے سرفرازی کے بعد اور اس کی بارہویں تاریخ آئی کئین آپ نے بھی اپنا ہو ہیدائش نہیں منایا، چوکلہ سے ماش اور نبی پر ہروقت رضت ہوتے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام شمے ہو نبی کر چرکا گھالا کے سیچھا ماش اور نبی پر ہروقت رضت ہوتے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام شمے ہو نبی کر چرکا گھالا کے سیچھا ماش اور نبی پر ہروقت انسانی مذاہب کی طرح کوئی رسموں کا مذہب نہیں اسلام عملی اور اتباع کا دین ہے ہوم پیدائش کو بطور تہوار منانے کا تصور مسلمانوں میں کہاں سے آیا اس پر روشنی ڈالتے ہوتے عالم اسلام کے ایک معروف عالم دین گھتے ہیں:

" یہ تصور ہمارے معاشرے میں عیبائوں سے آیا ہے۔ حضرت عیبیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش کرمس کے نام سے ۲۵ / دسمبرکو منایا جا تا ہے، اگر تاریخ المحا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ عیبیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً تین سوسال تک ان کی یوم پیدائش کا تصور دو تھا، آپ علیہ السلام کے حواریین میں سے کسی نے یہ دن نہیں منایا بلکہ بعد میں کچھاوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا۔ حالا نکہ اس وقت جولوگ دین عیبوی پر پوری طرح عمل پیرا تھے انہوں نے ان لوگوں کومنع کیا اور کہا کہ حضرت عیبیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تو یوم پیدائش کا کوئی و کرنہیں تو جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا انہوں میں تو یوم پیدائش کا کوئی و کرنہیں تو جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا انہوں میں تو یوم پیدائش کا کوئی و کرنہیں تو جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا انہوں

نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ یہ کوئی بری بات تو نہیں ہے کہ ہم اس دن کہا کہ اس میں کیا حرج ہو کیا ہے کہ ہم اس دن کیا جمع ہو کر میں کا شوق ہیں ہیں ہوگیا۔ شروع شروع میں تو چرچ میں ہیدا ہوگا۔ شروع شروع شروع میں تو چرچ میں ایک پادری کھڑے ہو کر میرت کا بیان کر تا اور پھر اجتماع ختم ہوجا تا لیکن کچھ عرصہ بعد انہوں نے سوچا کہ اس میں نوجوان اور شوقین لوگ نہیں آتے اور اسے دکھی بنانے کے لئے اس میں موسیقی شروع کردی گئی اور ناج گانا بھی شامل ہوگیا۔ چنا نچے حضرت عین علیہ السلام کی تعلیمات تو پیچھے رہ کئیں اور یہ ہی شامل ہوگیا۔ چنا نچے حضرت عین علیہ السلام کی تعلیمات تو پیچھے رہ کئیں اور اس دن کیا طوفان پر یا ہوتا ہے'۔

تاريخ ولادت وطريقه ٌ فرحت

۱۱۷ رہے الاول کو میلاد کے عنوان سے ہرگذرتے سال کے ساتھ جس کے قدم کے مالات پیش آرہے ہیں وہ انتہائی افسوسنا کہ ہیں، جب کہ ۱۲ / رہے الاول کے تاریخ ولادت ہونے کے تعنون سے تاریخ ور وایات متعارض ہیں۔ تاریخ طور پر ولادت نبوی کے سلمہ ہیں جہال ۱۲ / رہے الاول کا ذکر آتا ہے وہیں اس کے ملاوہ دیگر دنوں کی بھی صراحت ہے۔ اس کے برخلاف ۱۲ / رہے الاول کا ذکر آتا ہے وہیں اس کے ملاوہ دیگر دنوں کی بھی صراحت ہے۔ اس کے برخلاف ۱۲ / رہے الاول کو وفات نبوی پیش آنے ہیں کو فی اختلاف نہیں ہے کہیں ایرا تو نہیں کہ ۱۲ / رہے الاول کو جومتفقہ طور پر وفات رسول کا دن ہے جمیس غیر شعوری طور پر خوشی منانے میں لگادیا گیا ہو؟ پھر قالی غور بات یہ ہے کہا گرمان بھی لیا جاسے کہ ۱۲ / رہے الاول بی یوج ولادت ہے اور دنیا میں نبی قالی غور بات ہے ہے کہا اور دنیا میں نبی جیمن ظیم ستی کا پیدا ہوتے وہ دن جیمن خوشی و مسرت کے جذبات سے سر شار ہونے کے لائن ہے اور وہ دن سب سے زیادہ خوشی و مسرت کے جذبات سے سر شار ہونے کے لائن ہے اور وہ دن سب سے زیادہ خوشی و مسرت کے جذبات سے سر شار ہونے کے لائن ہے اور وہ دن سب سے زیادہ خوشی و مسرت کے جذبات سے سر شار ہونے کے لائن ہے اور وہ دن سب سے زیادہ خوشی و مسرت کے جذبات سے میں ایک ہو ہوئی کے دن رکھے گئے ہیں لیکن عبد بن کیا ہے؟ اسلام میں عبد الفطر اور عبد الاسمی کی شکل میں دوخوشی کے دن رکھے گئے ہیں لیکن عبد بن کے کے موقع پرخود نبی کیسے خوشی مناتے تھے اور صحاب کو آپ نے حتی احتم فر مایا؟ ظاہر ہے کہ عبد بن کے موقع پرخود نبی کیسے خوشی مناتے تھے اور صحاب کو آپ نے حتی احتم فر مایا؟ ظاہر ہے کہ عبد بن کے موقع پرخود نبی کیسے خوشی مناتے تھے اور صحاب کو آپ نے حتی احتم فر مایا؟ ظاہر ہے کہ عبد بن کے موقع پرخود نبی کیسے خوشی مناتے تھے اور صحاب کو آپ نے حتی احتم فر مایا؟ ظاہر ہے کہ عبد بن کے موقع پرخود نبی کیسے خوشی مناتے تھے اور صحاب کو آپ نے حتی احتم فر مایا؟ ظاہر ہے کہ عبد بن کے موقع پرخود نبی کیسے خوشی مناتے تھے اور صحاب کی حقول کی کو موقع پرخود نبی کیسے میں من کے موقع پرخود کی کر موقع پرخود کی کو موقع پرخود کی کو موقع پرخود کی کو موقع پرخود کی موقع پرخود کر موقع پرخود کی کو موقع پرخود کی کو موقع پرخود کی موقع پرخود کو موقع پرخود کی موقع پرخود کی کو موقع کی کو موقع پرخود کی کو

موقع پر پاک صاف محیوے اور عمل وصفائی کے اہتمام کے ساتھ نماز کا حجم ہے جوعام نمازوں کے مقابلہ میں ۲/زائد تکبیروں کے ساتھ ادائی جاتی ہے۔اسی طرح عیدالاسمی کے موقع پر قربانی اورعبدالفطريين صدقه ادا كياجا تاہے۔ان دونول عبدول كي نوعيت ہے اسلام ميں خوشي منانے كا طریقہ واضح ہوتاہے ۔وہ بیکہ ٹوشی کا دن دراصل اللہ تعالیٰ کی تعمتوں کے استحضارا وران پرشکرگذاری اورزیادہ سے زیادہ مندائی بڑائی بیان کرنے کادن ہے۔ نیز اللہ کے محتاج بندوں کا تعاون اوران کے ساتھ ہمدردی وخیرخواہی کرنے کا دن ہے۔خوشی اورغم انسانی زندگی کے جزولا پینفک ہیں۔ زندگی میں انسان کو ان دونول حالتول سے گذرنا پڑتا ہے۔ دین اسلام چونکہ ایک کامیل ومکل دین ہے جس میں حیات انسانی کے می شعبہ کوتشہ نہیں چھوڑ انگیاہے اس کیے خوشی وغم کے تعلق سے بھی اسلام اور پیغمبر اسلام نے مکل رہنمائی فرمائی ہے۔ایک مسلمان جس طرح زندگی کے سے بھی معاملہ میں آزادخو دمخار نہیں ہے،اس طرح خوشی منانے میں پابند ہے،خوشی کے موقع پر پیغمبر نے اس کی اجازت نہیں دی کہ گانے بجانے اور موسیقی کے ذریعہ بنگامہ پریا کیاجائے۔ یاراستوں اور چورا ہول پررکاوٹمیں کھڑی کرکے دوسرول کو زحمت میں مبتلا کیا جائے۔ ۱۲/ رہیج الاول کو ہمارے نوجوان ولادت ببوی کے عنوان سے خوشی منانے کی غاطر جس قسم کی ناشائستہ حرکات کررہے ہیں وہ مد صرف خلاف شرع بيل بلكه برادران وطن كواس مصاحبها في غلط بيغام مل رها مع يعض منجل نوجوانوں کی حرکتوں سے تنگ آ کراب بعض مسلم یہ پوچھنے لگے بیل کہ کمیا بیغمبراسلام محد کاللے اللہ نے اس قسم کی حرکتوں کی اجازت دی تھی؟ اور حیامسلمانوں کے پیٹمبر کی بھی تعلیمات بیں؟ غیرمسلم بھائیوں کی طرف سے جب اس قسم کے موالات کئے جاتے ہیں تو سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

١٢ ربيع الاول كى بے اعتدالياں

۱۲ / رہیج الاول کوخوشی میں غلواب اس مدکو پہوٹیج چکا ہے کہ با قاعدہ روضۃ اقدس اور کعبہ شریف کی شبید بتائی جانے گئے ہے، پھراس کا ویسااحترام کیا جانے لگا ہے ہیں حقیقی روضۂ پاک کا کیا جاتا ہے جتی کی روضہ اور کعبہ شبیہ کے اردگر دطواف بھی کیا جانے لگا ہے۔ پھر بعد میں اس شبیہ کو توڑ بھوڑ کرختم کردیا جاتا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ چند سال قبل شہر حیدرآباد کے ایک محلہ میں ایک نومولو دبچه کوعمدہ کپڑے پہنا کراس کااحترام کیا محیا۔اسے **ک**ویا نبی کی جگہ تصور کرکے اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کیا عمیا عیسا کہ نبی کے ساتھ کمیا جاتا ہے۔

بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے تعلق سے بدگرانی کا شکار ہوجا تاہے۔ کی سیرت النبی کے جنسول کے انعقاد تحن اقدام ہے کیکن ان میں بھی طرح طرح کی ہے اعتدالیاں پائی جاتی ہیں۔ جہال کہیں جِلسه منعقد ہوتا ہے دور دور تک مائیک لگادیے جاتے ہیں اورامل پروگرام سے کافی پہلے لاؤ ڈ اسپیکر پرنعتوں کاسلسلہ شروع سمیا جا تا ہے۔اورساؤ ٹڈ اس قدر بلندر تھا جاتا ہے کہ کانوں کے برد سے بچٹ جائیں۔اوگوں کاسکون فارت ہوجا تا ہے۔ گھروں میں موجود بوڑھول ضعیفوں اور بیمارول کے لیے مصیبت تھڑی ہوجاتی ہے۔اکٹر جلسے سرراہ منعقد کئے جاتے میں جس سے آمد ورفیت کاسلسلہ موقوت ہوجا تاہے اور راہ گیروں کو شدید زحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جب کہ ایسے جلسے نکش ہالوں اور میدانوں میں بھی کئے جاسکتے ہیں پہلسوں سے قبل بلند آواز میں جور یکارڈ نگ کا اہتمام ہوتا ہے اس میں سائی جانے والی بیٹنز تعتیں غلو سے خالی نہیں ہوتیں پھران نعتوں میں میوزک موشامل کر کے جس طرح گنتا خی کاارتکاب بحیاجا تاہے وہ الامان والحفيظ أب نعتول مين بني كريم كالثليظ في تعريف كم اورموسيقي كاامتمام زياده بونے لگا ہے۔ بہت سے نعت خواں گانوں کی نقالی کرنے لگے ہیں اورمعاشرے میں ایسے ہی نعت خوانوں کی واہ واہ ہوتی ہے۔اس قسم کی نعت خوانی حقیقی مقصد سے عاری ہوتی ہے۔ جیسے بالعموم رات دیر گئے جاری رہتے ہیں اور اِن میں شریک بیشتر مسلمان نماز فجرسے بے خبر صبح دیر تک سوتے پڑے رہتے ہیں۔ جنسوں کی تھن گرج اور کانوں کو پھاڑنے والی آوازیں اطراف وانحناف کی ساری آبادی والول کو با بجبر جا گئے پرمجبور کرتی ہیں۔جہال تک ان جلسوں میں شرونے تخاطب عاصل کرنے والے مقررین کانعلق ہے توانہیں عوام کی اصلاح ہے زیاد ہ اپنی واہ واہ کی فکر دامن گیررہتی ہے۔ بہت کوعُوا می اصلاح کی بات ہوتی ہے۔زیاد ہ تر گفتگو نعروں اور چینے پکار پر ہوتی ہے۔بلکہ مقرراس قسم

کے جلسوں کو مسلکی تنازعات بھڑکا نے اور دوسرے مکا بیب فکر کے علماء پر بچھڑا چھالنے کا ذرین موقع خیال کرتے ہیں۔ سیرت النبی سائٹیل کے جس انٹیج سے مجت والفت اورا تخاد وا تفاق کا پیغام عام ہونا چاہئے اب و وا ہنتارا ورتعصب و تحزب اور آپسی تفرقہ کے بلیٹ فارم بن بچے ہیں۔ چتا خچہ ایک مسلک سے تعلق رکھنے والے مقررین فریق مخالف کے فلاف خوب بھڑاس نکالتے ہیں اور عوام الناس کو دوسرے مکا تب کے خلاف اکساتے ہیں۔ اب تو سیرت النبی کے جلسوں کو سیاسی عوام الناس کو دوسرے مکا تب کے جلسے منعقد مقاصد کے لیے بھی خوب استعمال کیا جائے لگا ہے۔ مسلم سیاسی پارٹیاں جگہ جگہ سیرت کے جلسے منعقد کراتی ہیں۔ جن میں سیرت پرتو بہت کہ لیکن سیاسی مخالفین پرخوب برساجا تا ہے۔

المجان الاول کو بتدریج با قاعدہ عید کی شکل دی جاری ہے۔ بلکہ بعض غالی افراد کی جانب
سے اسے عید الاعیاد کا نام دیا جارہا ہے۔ اسلام میں الله اوراس کے رسول نے عید الفطر اور عید
الاخی کے نام سے صرف دو عیدیں رکھی ہیں لیکن اب غالی طبقہ نے شریعت سازی کا اختیارا پنے
ہاتھوں میں لے لیا ہے، حتی کہ ۱۲ / رہیج الاول کو عیدین کی طرح باجماعت نماز اور خطبہ بھی دیا
جانے لگا ہے۔ یددین میں دخل اندازی نہیں تو اور کیا ہے؟ افنوس اس بات کا ہے کہ فوکا شکار پر طبقہ
حقالی سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس قسم کی خرافات اور خلاف نوشر عبا توں پر جب نکیر کی جاتی ہے تو غالی
طبقہ کی جانب سے نکیر کرنے والوں پر گستا خے رسول کا لیبل لگا دیا جاتا ہے، جب کہ دین کے نام پر برعات وخرافات کو رواج و بینا اور یہود و نصاری کی نقالی کرناہی حقیقی گستا خی ہے۔

ربيع الأول ميس حياكريس؟

۱۲ / رہی الاول کومیلاد کے نام سے فالی طبقہ جو کچھ کرتا ہے اس سے فس کی شکیان تو ہوسکتی ہے لیکن دین وملت کی کوئی حقیقی خدمت نہیں ہوسکتی ۔ یہ صرف خورشر اب کی نوعیت کے کچھ ظاہر ہوسکتی ۔ یہ صرف خورشر اب کی نوعیت کے کچھ ظاہر ہوسکتی ۔ یہ موتا ۔ شیطان کا منشاء بھی بہی ہوتا ہے کہ اوگوں کو کچھ ظاہری ہنگاموں میں لگا کر رسول سے وابشگی کے حقیقی تقاضوں سے توجہ ہٹائی جائے۔ محبت رسول اور نبی فداہ ابی وامی سے حقیقی تعلق وعقیدت کا تقاضہ یہ ہے کہ عام مسلما نوں کو سیرت ورسول سے عملی طور پروابت کرنے کے ایم جدو جہد کی جائے۔ اس کے لیے درج ذیل تکات پرکام

کرنے کی انٹد ضرورت ہے۔

سیرت کی جامعیت کواجا گر کمیا جائے

غیرتو غیر عام سلمانوں کا حال یہ ہے وہ بنی کی زندگی کو چند عبادات تک محدود سمجھتے ہیں، جب کہ آپ کی سیرت زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبدایا نہیں ہے جسے سیرت رسول نے نشخہ چھوڑا ہو۔ چونکہ آپ کے بعد کوئی بنی آنے والے نہیں ہیں اور قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے آپ ہی کی ذات اسوہ اور نمونہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پرآپ پر ایسے حالات لائے کہ آپ کی سیرت جامع ہوگئی۔ سیرت رسول کی جامعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک معروف سیرت نگر تھی۔

"دنیایس بڑے آدی بہت پیدا ہوتے اور ہوتے ہیں، بڑے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے کوئی اچھی تعلیم اور کوئی تعمیری فکر پیش کردی ، وہ بھی ہیں جنہوں نے اظلاق وقانون کے نظام ہوہے ، وہ بھی ہیں جنہوں نے اصلاح معاشرہ کے کام کتے، وہ بھی ہیں جنہوں نے ملک فتح کئے اور بہادرانہ معاشرہ کے کام کتے، وہ بھی ہیں جنہوں نے ملک فتح کئے اور بہادرانہ کارنامے کی میراث چھوڑی، وہ بھی ہیں جنہوں نے سلطنتیں پیلائیں، وہ بھی ہیں جنہوں نے سلطنتیں پیلائیں، وہ بھی ہیں جنہوں نے ممارے سامنے پیش کتے، وہ بھی ہیں جنہوں نے قبر درویش کے بجیب نمو نے ہمارے سامنے پیش کتے، وہ بھی ہیں جنہوں نے دنیا کے سامنے انفرادی اظلاقی کااو پنے سے او تجامعیارقائم کر دکھایا، مگر ایسے بڑے آدمیوں کی زعد گیوں کا جب مطالعہ کرتے ہیں تو بالعموم ہیں دیکھتے ہیں کہ ان کی قوتوں کا سارارس زعد گی کی کئی ایک شاخ نے بچی لیا اور باقی ساری ٹبنیاں سوتھی رہ گئیں۔ ایک پہلوا گر بہت زیادہ روش ملت ہے تو دوسری طرف تفریط لیکن نبی کریم ٹائیلین کی زعد گی کا ہرگوشہ دوسر سے گوشوں کے ساتھ طرف تفریط لیکن نبی کریم ٹائیلین کی زعد گی کا ہرگوشہ دوسر سے گوشوں کے ساتھ پوری طرح متوازن بھی ہے اور پھر ہرگوشہ ایک ،ی طرح کمال کا نمونہ پوری طرح متوازن بھی ہے اور پھر ہرگوشہ ایک ،ی طرح کمال کا نمونہ پوری طرح متوازن بھی ہے اور پھر ہرگوشہ ایک ،ی طرح کمال کا نمونہ پوری طرح متوازن بھی ہے اور پھر ہرگوشہ ایک ،ی طرح کمال کا نمونہ کوری کوری کا کھری کھرے کمال کا نمونہ کی کی کھرے کمال کا نمونہ کوری کوری کا کھرے کمال کا نمونہ کوری کی کھری کی کھرے کمال کا نمونہ کوری کی کھرے کمال کا نمونہ کوری کھرے کمال کا نمونہ کی کھرے کمال کا نمونہ کی کھرے کمال کا نمونہ کوری کھرے کھوری کوری کھرے کمال کا نمونہ کوری کھرے کمال کا نمونہ کوری کھرے کمال کا نمونہ کی کھرے کمال کا نمونہ کوری کھرے کوری کھری کھرے کمال کا نمونہ کوری کوری کھرے کمال کا نمونہ کا کھرے کمال کا نمونہ کوری کھرے کمال کا نمونہ کوری کوری کھرے کی کھرے کمال کا نمونہ کا کھرے کمال کا نمونہ کوری کھری کوری کھری کوری کھرے کمال کا نمونہ کی کھرے کمال کا نمونہ کی کھرے کمال کا نمونہ کی کھری کھری کھری کھری کوری کھری کھری کے کوری کوری کھری کوری کھری کوری کی کھری کوری کھری کھری کوری کھری کوری کھری کوری کوری کھری کے کوری کھری کوری کھری کوری کھری کوری کھری کے کوری کوری کوری کوری کوری کوری کوری کے کمال ک

ہے، جلال ہے قرحمال بھی ہے، روحانیت ہے قرمادیت بھی ہے، معاد ہے قرمادیت بھی ہے، معاد ہے قرماش بھی ہے، دین ہے قرد نیا بھی ہے، ایک گونہ بے خودی بھی ہے مگراس کے اندرخودی بھی ہے، خدائی عبادت ہے اوال کے ساتھ بندوں کے لیے مجبت وشفقت بھی ہے، کڑا اجتماعی تھم بھی ہے تو فرد کے حقوق کا احترام بھی ہے، گہری مذہبیت ہے تو ہمہ گیر سیاست بھی ہے، قوم کی قیادت میں انہماک ہے مگر ساتھ ساتھ از دواجی زندگی کا بھیرا بھی نہایت خوبصورتی میں انہماک ہے مظلوموں کی دادری ہے تو ظالموں کا ہاتھ پکونے کا اہتمام بھی۔

آپ ئی سرت کے مدرسہ سے ایک ماتم ایک امیر ایک وزیر ایک افسر ایک ملازم ایک آقا ایک سپاہی ایک تاجر ایک مرد ور ایک بچ ایک معلم ایک واعظ ایک لیڈر ایک ریفارمر ایک قلسفی ایک ادیب ہر کوئی یک مال درس حکمت وعمل نے سکتا ہے۔ وہاں ایک باپ کے لیے ایک ہمسفر کے لیے ایک ہمسفر کے لیے ایک پڑوی کے لیے ایک ہمسفر کے لیے ایک پڑوی کے لیے یک من درماہ تک آپہونچتا ہے پھراسے کی دوسرے دروازے کھی کھٹانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔انسانیت جس آجری کمال تک ہی ایک ہے جس کو چراخ بنا کر ہر دور میں ایوان حیات روش کرسکتے ہیں، آخری کمال تک ہی ایک ہے جس کو چراخ بنا کر ہر دور میں ایوان حیات روش کرسکتے ہیں، کروڑوں افرادِ انسانی نے اس سے روشنی لی الکھوں بزرگوں نے اسپے علم وعمل کے دیے ای لو سے جلائے۔ ()

عام افرادِ امت میں سیرت رسول کی ایسی مہم چلائی جائے کہ امت کے ہرطبقہ کو سیرت کی جامعیت کا شعور ماصل ہوجائے اوراپنے اپنے شعبہ اور زعدگی کے ہرموڑ میں سیرت سے رہنمائی ماصل کرسکے۔ تاجر کو تجارت ِ رسول کے طریقے بتائے جائیں، قائد کو قیادت کے نبوی اصول سے ماصل کرسکے۔ تاجر کو تجارت ِ رسول کے طریقے بتائے جائیں، قائد کو قیادت کے نبوی اصول سے واقت کرایا جائے بھو ہر فدیجہ وعائش کے شوہر نامدار کا اسوں یادر کھے معلم انسانیت تا اللہ کے تعلی افکار ونظریات سامنے رکھے۔ اس کے لیے موضوعاتی پروگراموں کا اہتمام کیا جائے۔ مختلف پیٹوں

⁽⁾ ذَكرُ مُصطفَّى:٢١

اورشعبوں سے دابستہ افراد کے الگ الگ اجلاس منعقد کتے جائیں۔اوران کے سامنے ان کے شعبوں سے متعلق نبوی اسوہ پیش محیاجائے۔

سیرت کے انقلا بی پہلو پرزور

بالعموم سیرت کا مطالعہ حسول تواب کے لیے کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ محض معلومات میں اضافے کی خاطر سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کچھ لوگ مذہبی فریضہ مجھ کر سیرت سنتے اور پڑھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیرت کا مطالعہ باعث برکت و ذریعہ سعادت ہے لیکن سیرت رسول درحقیقت پیغام انتقلاب ہے۔ بیسر اسرح کت وانقلاب کی داعی سیرت ہے۔ اس سے ولولوں کو تحریک ملتی ہے۔ جذبات انگوائی لینے لگتے ہیں۔ عزم وہمت کی رگول میں نیاخون و وڑنے لگتا ہیں۔ عزم وہمت کی رگول میں نیاخون و وڑنے لگتا ہے۔ بتقول ہے۔ نیس نی تحریک پیدا ہوجاتی ہے۔ بتقول ایک سیرت نگارکے:

"سرورِ عالم کی زندگی کی مثال ایک جوہر کے گھڑے پانی کی نہیں ہے کہ جس کے ایک مثال ہے جوہر کے گھڑے پانی کی نہیں ہے کہ جس سے ایک مثال سے کوئے ہے ۔ بیا ہوا در یا ہے جس میں حرکت ہے ، مسلسل زندگی منتی ہے۔ اس در یا کارمز آشا ہونے کے لیے اس کے ساتھ ساتھ روال دوال رہنا مسلسل زندگی منتی ہے۔ اس در یا کارمز آشا ہونے کے لیے اس کے ساتھ ساتھ روال دوال رہنا پڑتا ہے۔ سے خسرت محمد تالیہ آئی میرت نہیں بلکہ وہ ایک تاریخی طاقت کی داستان ہے جو ایک انسانی پیکر میں جلوہ گرہوئی، وہ زندگی سے کھے ہوئے میں ایک درویش کی داستان ہے جو ایک انسانی پیکر میں جلوہ گرہوئی، وہ زندگی سے کھے ہوئے میں ایک درویش کی سرگذشت نہیں ہے جو کتارے بیٹھ کرمی اپنی انفرادی تعمیر میں مصروف رہا ہو بلکہ وہ ایک ایس بلکہ ہمتی کی آپ بیتی ہے جو ایک اجتما عی تحریک کی روح روال تھی، وہمی ایک انسان کی نہیں بلکہ سے ایک انسان کی نہیں بلکہ ایک انسان کی دور اد ہے، وہ عالم نو کے معمار کے کارنا می کی تفصیل اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس کے سرور عالم کی میرت غار جراسے لے غار ٹورتک، جرم کھیہ سے لے کر طائف کے باز ارتک، امہات المؤمنین کے جرول سے لے کرمیدان بائے جنگ تک چارول طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے المؤمنین کے جرول سے لے کرمیدان بائے جنگ تک چارول طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے المؤمنین کے جرول سے لے کرمیدان بائے جنگ تک چارول طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے اس کے جنگ تک چارول طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے دیک تک بیار اس کے جنگ تک جوں سے لیے دیک کوئی سے دیک کرمیدان بائے جنگ تک چارول طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے دیک کوئی سے دیک کرمیدان بائے جنگ تک چاروں طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے دیک کرمیدان بائے جنگ تک چاروں طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے دیک کرمیدان بائے جنگ تک چاروں طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے دیک کرمیدان بائے جنگ تک چاروں طرف بھیلی ہوئی ہے۔ اس کے دیک کرمیدان بائے جنگ تک کی دیک کرمیدان بائے جنگ تک کی دیک کرمیدان بائے جنگ کی دیک کرمیدان بائے کی کرمیدان بائے کرمیدان بائے کی کرمیدان بائے کرمیدان بائے کرمیدان بائے کرمیدان بائے کرمیدان بائے کرمیدان کی

نقوش بے شمارافراد کی مختاب حیات کے اوراق کی زینت ہیں۔ ابوبکر وعمر بعثمان وعلی بعمار ویاسر، خالد وخویلداور بلال وصهیب (رضوان النه علیم اجمعین) سب کے سب ایک ہی مختاب سیرت کے اوراق ہیں۔ ایک چمن کا چمن ہے کہ جس کے لالدوگل اورزگس ونستران کی ایک ایک پتی پراس چمن کے مانی کی زندگی مرقوم ہے۔ وہ قافلہ بہاری وقت کی جس سرزیین سے گذراہے اس کے ذریے ذریے پر تکہت کی مہریں شبت کرمجیا۔'()

كرنے كے كام:

ماہ رہیج الاول ہرسال آتا ہے اورگذرجاتا ہے، ہم چندرسی ہنگاموں کے علاوہ کچھ کر نہیں پاتے، جب کہ یہ مہینہ نبی سے وابسکی کے تقاضوں کی پیمیل کا مہینہ ہے۔ نبی سے تعلق کا تقاضہ صرف ہیں نہیں ہے کہ نعرے لگاتے جائیں عثقِ رسول کے کھو کھلے دعوے کئے جائیں بلکہ محبت رسول کے حقیقی تقاضے یہ ہیں:

ا)اس ماہ میں سیرت رسول کے مطالعہ کا اہتمام کریں۔

۲) روز مره کی سنتول پرهمل شروع کریں۔

۳)روزائیسی ایک مٹی جوئی سنت کااحیاء کریں۔

۴) بچول کواخلا تی رسول سے واقف کرائیں۔

۵) روز انددس منٹ افرادِ خاندان کے سامنے سیرت ِ رسول پر کوئی کتاب پڑھ کرسنائیں ۔

۲) ہردن بچوں کوئسی ایک سنت پرعمل کے عادی بنائیں۔

ے)اپیے غیرمسلم پڑ وسیول کو نبی کریم ٹائٹی کے افلاق مالیہ سے واقف کریں۔

۸) یہو د ونصاریٰ کی جانب سے سیرت ِ رسول کے تعلق سے پھیلا ئی گئی غلاقہمیوں کے از الد کی تب کر بیر

تدبيركريں۔

۹)سیرت دسول کوا جا گر کرنے والے مختصر رسالے ملک کی مختلف زبانوں میں ثالغ کریں۔

⁽⁾ ذَ كُرِ مُصطفى: ٢٠

یہ بیسی جفاہے؟ بیہ کیسا ہے ظلم! (مجست رسول کے تقاضے اور ہماراطرز عمل)

محسن انسانیت کی کرشمه سازی

احمان شناسي اوراسييغ محمنول سيرمجبت وعقيدت فطرت إنساني كاحصد بيسليم الفطرت انسان جھیمحس کھٹی کا مرتکب بہیں ہوتا، اگر کسی میں یہ بات پیدا ہوتی ہے تو پھروہ اس کتے سے بدتر ہوجا تا ہے جو ایک روٹی کے بھوے پر ؤم ہلا کرا سینے مالک کی احمال شاسی کا ثبوت ویتا ہے، برسهابرس قبل ایک بیالی جائے بلانے والے سے آپ کاسامنا ہوتا ہے تو آپ سرایا احسان شاسی کا مبوت دیسے بیں اور اس کاوہ چھوٹا ساا حمال آپ کے رویہ کو بدل کر رکھ دیتا ہے، بھری بس میں ا گرکوئی آپ کو اپنی نشت پر بیشنے کا موقع دیتا ہے تو اس کا پدا حمان آپ کے ذہن سے جھی محوجیں ہوتا، ایسا آپ اس لئے کرتے ہیں کہ یہ آپ کی فطرت کا تقاضدا ورآپ کے ضمیر کی آواز ہے، جب کہ بدرار ہے احسانات وقتی اوران کی افادیت انتہائی محدو د ہے،اس کائنات میں انسان کاسب بڑااور اولین محن اور منعم حقیقی تو''رب ذ والجلال'' ہے جس نے اسے عدم سے وجو د بخثاو ہ عالم نیست میں تھا اسے عالم ہست میں لایا وہ کچھ نہیں تھا تو اسے بہت کچھ بنادیا، ذرہ بےمقدار کو رشک ماہ وانجم بنادیا،اس کی نوازشیں مدشمار سے باہر،اس کی عنایتیں لامحدود،اگرایک سکنڈ کے لئے بھی اس کی عِنا یموّل کی برسات رک جائے توانسان کا وجو دخطرہ میں پڑ جائے بتب ہی تو اس نے انسانوں کو چیکنج تحیا کہتم اگرمیری معمتوں کوشمار کرنا چاہوتو یہتمہارے بس کا کام نہیں ، خداتے بزرگ و برز کے بعدانسانوں پرا گرکسی کے احسانات سب سے زیادہ بیں تو و محسن انسانیت حضرت محصلی الله علیہ وسلم کی ذات ِبابرکت ہے، آپ کے احسانات ونواز شات کا دائر ہ انسانوں تک ہی محدو دہمیں بلکہ ساری مخلوقات کومچیط ہے شجر و جر آس وقمر ، بحرو برکوئی مخلوق آپ کے احسانات کے دائر ہ سے باہر نہیں ، اس ليےكدآپ كورهمة للعالمين بنا كر بھيجا كيا، جب آپ كى رهمت سارے عالمول كومحيط ہے تو بھركوئى

عالم خلق آپ کے احمانات سے متعنی کیسے ہوسکتا ہے؟ اس وقت عالم ارضی میں جو کچھ روفقیس نظر آرہی ہیں وہ سب آپ کی پہلی وی اقراء ہاسم ربک (احلق آ:) کی اونی تجلی ہے جاہلیت کی تاریکیوں میں علم کا یہ سورج طلوع نہ ہوتا تو دنیا سائنس و ٹیکٹالو جی سے کوری رہتی اور اس کی یہ ساری رفقیس بھی جلوه ند دکھا تیں ، انسانوں پر آپ کا سب سے بڑااحمان یہ ہے کہ آپ نے انہیں انسانیت کی الف ب پڑھائی انہیں ورس انسانیت و یا، اگر آپ کی بعشت نہ ہوتی اور آپ نے انسان نما ور مدوں کو انسان نما ور مدوں کو انسان نما ور مدوں کو انسانیت کا سبق نہ پڑھایا ہوتا تو لوگ دور جاہلیت کی طرح جانوروں اور در مدوں کی می زندگی گذارتے ، انسانی طبقات میں کوئی طبقہ آپ کامر ہوان منت نہ ہونے کادعوی نہیں کرسکتا، مرد ہول کہ گذارتے ، انسانی طبقات میں کوئی طبقہ آپ کامر ہوان منت نہ ہونے کادعوی نہیں کرسکتا، مرد والی کوئی تنسلانت پر شمکن حکم ال ہرطبقہ کو آپ نے نواز ا، عورتوں کوئی زندگی عطافر سائی ، مرد والی کوئی خطافر سائی ، مرد والی کوئی نہیں کرسکتا کی ، دانشوروں کو حینے کا سمیت دکھائی ، اصحاب فلسفہ کا قبلہ درست فرمایا، دوشیز اقل کے سرول پر چادرعصمت ڈالی ، ب سمیت دکھائی ، اصحاب فلسفہ کا قبلہ درست فرمایا، دوشیز اقل کے سرول پر چادرعصمت ڈالی ، ب نواں اور بے کموں کی دھیجری فرمائی ، باد خاہوں کو شاہی میں فقیری کے گرسکھائے۔

اشرف المخلوقات پر کرم گستری

^()الكيث: ٢

لاتے تو آپ کواس قدر کڑھن ہوتی کہاللہ تعالیٰ کوہدایت دینی پڑتی کہآپ غم نہ کریں ۔

ایک جگہ ایل ہدایت دی گئی: "واصبر و ماصبر کے الا بائله و لاتحن علیهم و لا تک فی ضیق ممایم کرون "() اور آپ صبر کے گئے آپ کا صبر کرناشن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوگا، ان پر آپ غم بدکریں اور ندان کی چالول سے تنگ دل ہول، نبی کو اپنی امت کی راحت اور ان کے تکالیف ومصائب سے محفوظ رہنے کی کس قدر قکر دامن گیر رہتی تھی اسے قرآن میں یول بیان فرمایا گیا: بے تنگ تمہارے یاس جو رسول آتے ہیں وہ تمہارے اسپنے ہیں، ذرا تکلیف تم کو پہو پچھ تو بہت بھاری و کھونگا ہے، تمہاری آمانی کی ان کو پڑی تمنا ہے اور ایمان والول سے بڑی نری اور مہربانی کامعاملہ چاہتے ہیں۔ (التوب)

وی کافروں کے کفر پر بھے دہنے سے ذات نبوت پر جواثر ہوتا تھااس تعلق سے بار بارلی دی محتی، فرمایا تحیاو میں جار ہارگی دی محتی، فرمایا تحیاو من تحفو فلا یعنو نک تحفوہ (۲) جو کفر کرتا ہے اس کا کفر آپ کوغم میں جانا نہ کے سے میں جانا نہ

صرت عبدالله بن عمرو بن عاص شسے روایت ہے کہ دسول اللہ کے حضرت ابراہیم کی یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے تقل فرمائی ہے تلاوٹ فرمائی رہائی دب انھن اصلان محشیر ا من المناس فیمن

() المحل ١٢٤: ١٢٥ (٣) تقمال: ٢٣٠ (٣) المحيم الجبير ٢٣: /١٥٥

تبعنی فانه منی و من عصانی فانک غفور رحیم () اور صرت عین علیه السلام کایر قول جوالله تعالی نظر مایا تلاوت فر مائی "ان تعذبهم فانهم عبادک و ان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم" (۲) پیمر بول دعا فر مائی کرالهی میری است کو بخش دے اور روئے لگے، الله تعالی نے حکم دیا کہ جبر ئیل محد کا تقالی نے حکم دیا کہ جبر ئیل محد کا تقالی نے کا مت کے سلمہ میں آپ کو فوش کردیں کے ناراض نہیں کریں گے۔ (۳)

ذراغورفرمائیں! طائف میں خدا کا حبیب کس کے لیے ہولہان ہوا؟ آحد میں دندانِ مبارک کس کی خاطرشہید ہوئے؟ احزاب میں آپ نے اپنے پیٹ پر دو دو پھر کیوں بائدھ رکھے؟ دو دو ماہ تک نبی کے طرح پولہا کیوں نہیں سلگا؟ بقول حضرت شاہ حکیم اختر صاحب علیہ الرحمة اگر آپ کا خون مبارک فائف کے بازار میں نہ بہتا اور آپ کے دندانِ مبارک آحد کے دامن میں شہید نہ ہوتے تو ہم تک کیسے اسلام پہونچ تا؟ سرور عالم احد کے دامن میں اپنے ہاتھوں اپناخون مبارک ہوگائی قرم کا جوابیت نبی کولہولہان کرتی ہے، ظاہر ہے کہ پونچھ رہے تھے اور فرمار ہے تھے کیا حال ہوگائی قرم کا جوابیت نبی کولہولہان کرتی ہے، ظاہر ہے کہ آپ کی یہ ماری قربانیاں امت کی خاطر میں ، ایسے کن اعظم کے ساتھ آج ہماری خاطر سب کچھ سہنے والے نبی جائزہ لینے کی ضرورت ہے، یکسی جفاہے اور کس قدر ظلم ہے کہ ہماری خاطر سب کچھ سہنے والے نبی کے ساتھ ہم نے احمان شاسی کا دنی حق جی ادائیس کیا۔

جفابي جفا

آدھرسے وفائی وفا کاظہور ہوتار باإدھرسے وفا کابدلہ جفاسے دیا جار ہاہے، آدھرسے مجت ہی محبت کی برسات تھی إدھرسے مسلسل اعراض کامظاہر ہ ہے، جس نبی کی را تیں امت کے لئے دعاؤں میں اور دن سوز وگدازیں گذرتے تھے جس کے گھرایک چاندسے دوسرے چاندتک چولہا جلنے کی فوہت مذآتی تھی، جس نے امت کو ناریجہم سے بچانے کے لئے اپناسب کچھ داؤ پر لگادیا تھا، جس کی ہرفکر پر آمت کی فکر خالب تھی اسے کے ساتھ امت نے جفالی کوئی شکل نہیں چھوڑی۔ ہرفکر پر آمت کی فکر خالب تھی اسے کے ساتھ امت نے جفالی کوئی شکل نہیں چھوڑی۔

() ابراجیم: ۳۷ (۳) إناسنو ضیک فی امتک (تقیر مظهری ۱۱۸ مکتبة الرشیدیه پاکتان)

سنست رسول سے دوری

ته گرمت ملی الله علیہ وسلم کے ساتھ جفائی سب سے افوی ناک شکل وہ ہے جو آپ کی سنتوں سے دوری کی شکل میں پائی جاتی ہے، سنت رسول بی امت کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، الکین آج اس سرمایہ سے امت ہی دامن ہے، سنت سے دوری دراسل پیغمبر سے دوری ہے، ارثادِ نبوی واضح ہے فیمن د غب عن سنتی فلیس منی () جومیری سنت سے اعراض کرے وہ بھر سے نبییں، حضرت ابی بن کعب کا قول ہے کہتم لوگ سنت کو لازم پکڑو! بوکوئی سنت رسول پر کا قول ہے کہتم لوگ سنت کو لازم پکڑو! بوکوئی سنت رسول پر مارے متنا واس کے جسم کے دو نگے تھڑتے ہیں اور جوکوئی سنت پر رہ سارے متنا واس طرح جرنوائیں گے جس طرح درخت کے پنتے جرئے ہیں اور جوکوئی سنت پر رہ مارے حدوی در سال سے جاتی گرائی باد میں آنو بہا ہے اسے بہنم کی آگ بھی نہیں چوسے گی (۲) سنت سے دوری در اصل حقیقی محبت رسول سے حووی کی دلیل ہے، اس لیے کہ قرآن وصدیث میں مجبت کا معیار اطاعت قرار دیا تھیا ہے، ارثاد ہے قل ان کنتم تجون اللہ فات ہوئی (۳) اے نبی آپ فرماد بھی کدا گرا فاف اللہ لا یحب کا فراد عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا محیاقی اطبعو اللہ والوسول فان تو لوا فان اللہ لا یحب کا فراد عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا محیاقی اطبعو اللہ والوسول فان تو لوا فان اللہ لا یحب کا فراد عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا محیاقی اطبعو اللہ والوسول فان تو لوا فان اللہ لا یحب کا فراد عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا محیات کے درول کی اطاعت کرو پھرا گروہ منے موڑ لیں تو لوا فان اللہ لا المیت کرو پھرا گروہ وی کرمار کین کرتا۔

اصحاب محمدا ورعثق مصطفىٰ ملاتناتينا

حضرات صحابہ سے زیادہ نبی سے مجست کرنے والے نہ پیدا ہوتے اور نہ پیدا ہول کے بکین ان کی زندگیاں مواہ بیں کہ وہ سب کچھ موارا کر سکتے تھے لیکن نبی کی سنت سے بے اعتنائی ان کے

> () بخاری باب الترغیب فی النکاح مدیث: ۵۰۶۳ (۲) طبیة الاولیاء ۱: / ۲۵۳ (۳) آل عمران: ۳۱

لئے نا قابل برداشت تھی۔

کے مذیفہ بن یمان شنے کسری کے درباریس شاہانہ رسم وروائ کی پرواہ مذکی اور گرے ہوئے لقے کو ساف کرکے کھالیا،لوگول نے عار دلایا تو کہا کہ کیاان احمقول کی وجہ سے میں اپنے مجبوب شائی نے کی سنت چھوڑ دول؟ حضرت عبداللہ بن عمر کا حال پہتھا کہ شریعت سے ہٹ کر دیگر وقتی عادات میں بھی ا تباع کا اہتمام کرتے تھے، ایک مرتبدراسة میں اچا تک اپنی اونٹنی کھمانے لگے کئی نے اس بارے میں ان سے استفرار کیا تو فرمایا جھے خود پرتہ نہیں لیکن میں نے رسول اللہ تائی آئی اور کہا تھا کہ ایک میں ان کے رسول اللہ تائی آئی کو ایسا کرتاد یکھا تھا اس لئے کیا۔ ()

عفرت علی ایک موقع پرنس پڑے حاضرین نے دریافت کیا امیر المؤمنین آپ کیول بنس پڑے دیکھا کہ آپ بنس پڑے ہوگوں نے بنس پڑے دیکھا کہ آپ بنس پڑے ہوگوں نے دریافت کیا آپ کیول دریافت کیا آپ کیول اور تیا ہے دریافت کیا آپ کیول بندہ اس بات پر چیرت اور تعجب کرتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے درب اغفر لی ذنبی کیونکہ بندہ جانتا ہے کہ اس کی مغفرت میر سے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ (۲)

کے حضور تالی جمعہ کا خطبہ ارشاد فر مارہ تھے کچھ لوگوں کو کھڑے دیکھا تو آپ تالی آئے آئے ان کے اس حضور تالی آئے ہے ان کے لیے ارشاد فر ما یا بیٹھ جاؤ حضرت عبداللہ بن معود جواس وقت مسجد میں واقل ہورہ تھے آپ کی آواز ان کے کان میں پڑی تو دروازہ ہی پر جوتوں کے پاس بیٹھ گئے، پھر سرور عالم نے انہیں اعدر بلوالیا۔ (۳)

عنرت عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے جن کے ساتھ ان کا پنجرتھا یہ کہا کہ چھا جان سوار ہوجائے و حضرت عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے جن کے ساتھ ان کا پنجرتھا یہ کہا کہ چھا جان سوار ہونا چا ہتا تو جھے سوار بیال مل جا تیں لیکن میں بوجائے اس مسجد کو اس طرح بیادہ جاؤں جس طرح میں نے اسپے حبیب سلی اللہ علیہ وسلم کو پیادہ جاتے

^() الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ٢/٣٣ دار الفيحاء عمان

⁽۲)مستداحمد،مستدابی هریره حدیث:۱۰۳۸۳

⁽٣)فجلس عند باب المسجد لوه النبي 🛭 تعال يا عبدلاً بن مسعود (كنز العمال حديث٣٧٢٠٩)

ہوئے دیکھاہے۔()

اسلات كااتناع سنت

یہ تو حضرات محابہ کرام گی بات تھی، ماضی قریب کے بعض اہلِ اللہ میں بھی اتباعِ سنت کا اہتمام اس شدت سے تھا کہ کی ایک سنت کا چھوٹنا بھی ان کے لیے گوارہ مذتھا، حضرت مولانا محدا حمد صاحب علیدا لرحمۃ نے بیان فر مایا کہ ان کا کرمۃ اتار نے والے خادم نے داہنے ہاتھ کی طرف سے کرمۃ اتارہ یا، حالا نکہ سنت یہ ہے کہ کرمۃ پہننے وقت پہنے داہنے ہاتھ میں پہنے اور اتار تے وقت بائیں ہاتھ سے اتار میں، حضرت نے خادم کو ڈانٹ کرفر مایا تم کیسے بے وقوف ہو؟ تم کو سنت کا علم بہنا ور دو بارہ داہنے ہاتھ میں پہنا اور فرمایا کہ اب بائیں ہاتھ کی طرف سے اتارہ یا اب دو بارہ پہنا دو، دو بارہ داہنے ہاتھ میں پہنا اور فرمایا کہ اب بائیں ہاتھ کی طرف سے اتارہ ۔

ایک شخص نے حضرت کیم صاحب نے حضرت ہر دوئی رحمۃ اللہ سے بھی اس قسم کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ہر دوئی رحمۃ اللہ کا موزہ اتارا جو پہلے داہنی طرف سے اتار دیا، فرمایا پھر پہناؤاور پہلے بائیں طرف سے اتارو، آج امت کا عجیب حال ہے کہ وہ منت کو منت خیال کر کے نظر انداز کرنے گئی ہے، جب کہ بگاڑ کے زمانہ میں ایک منت پر چلنے والے کو موشہیدوں کے قواب کا وحدہ کیا گئے ہے، قاضی عیاض "نے رسول اللہ کی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ عزوج کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ (۲)

مسلما نوب كاحال

مسلمان سنت سے مس قدر دور ہیں اور خلاف شرع چیزوں کے مس قدر عادی ہیں اس کا اندازہ لگانے کے لئے مسلم معاشرہ پراچلتی نگاہ ڈالنا کافی ہے، تصویر نبی محکس قدر ناپیندھی اور اس

^{﴿ ﴾} أنا احب ان أمشى إليه كما رأيته يمشى (مسند احمد، عبدالله بن عمر حديث (٥٩٩٩)

⁽٢)إن الله يدخل العبد الجنة بالسنة تمسك بما (الشقاء:فصل وأما وجوب اتباعه وامتثال سنته ١١٦٢)

ایک مرتبہ ڈاڑھی منڈھ ایران کے دوسفیر آپ کی پاس آئے،آپ نے اپنا چیرہ مبادک نفرت سے پھیرلیا آپ مبادک نفرت سے پھیرلیا۔ کل قیامت کے دن آگر آپ کاٹیا آئے نفرت سے چیرہ پھیرلیا تو بتات کہ ہم شفاعت کے لیے کہاں جائیں گے؟ فاری کے مشہود شاعر مرزا بیدل کے پاس دور دراز سے ایک وفد پہونچا مرزا ڈاڑھی منڈوارہ تھے؟ وفد کے امیر نے چیرت سے کہا کہ مرزا آپ بھی ڈاڑھی منڈوات بیں؟ مرزا نے شوٹی سے جواب دیتے ہوئے کہا ہاں ڈاڑھی منڈاتا ہول کسی کا دل نہیں دکھا تا،اس پر وفد کے سربراہ نے جوجواب دیاوہ ہم سب کے لئے خورطلب ہول کسی کا دل نہیں دکھاتے آپین ڈاڑھی منڈوا کراپین دمول کے دل پر آرے ضرور چلاتے ہیں۔

⁽١) "فكو ٥ المنظر إليها" (البيرة النبويدلا بن كثير، ذكر بعثه إلى كسرى ملك الفارس ١٣٠٩ دارالمعرفة بيروت)

اں وقت سنت سے دوری ہر چیز میں عام ہے، لباس میں ، وضع قطع میں ،گھر میں ، شادی بیا ہیں ، مسارے گھروں میں کھر میں ، شادی بیا ہیں ، مسارے گھروں میں کوئی سچامحب رسول آئے تو وہ فرق نہیں کر پائے گا کہ یدرسول کے چاہنے والے کا گھرہے بیاد شمن رسول کا۔

کی طخنول سے بینے سے شلوار، پاجامہ وغیرہ رکھنا نبی سلی اللہ علیہ وسلم کوسخت نا گوارتھا، آپ نے بہال تک فرمایا: ها اسفل من الکھبین من الازاد فی الناد (() یعنی شخنول سے بینے ازار یا یا سیامہ لانکھبین میں الازاد فی الناد (() یعنی شخنول سے بینے ازاد یا یا سیامہ لانکانے والے کے لیے آگ ہے ایکن ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو نبی کی اس پرند کا لحاظ رکھتے ہول، واقعہ یہ ہے کہ اتباع رسول کتنی قیمتی چیز ہے ہمیں اس کا اندازہ ہمیں بقول حضرت کیم اختر صاحب مدخلہ کے جتنا قدم قیمتی ہوتا ہے اتنا ہی قیمتی فقش قدم ہوتا ہے اور پوری کا منات میں حضور کے قدم مبارک سے بڑھ کرمی مخلوق کا قدم ہمیں۔

المجان المراب المجان المراب المحلف المراب المحلف المحلف المحالية المحلف المحلف

⁽١) بخاري باب ما أسفل من الكعبين في النار حديث ٥٣٥٠١

⁽٢) فوضع اصبعيه في أ ذنيه وعدل براحته عن الطريق (الطيقات الكيري، دارصادر بيروت ٣٠٩٣)

⁽٣) شعب الايمان فصل وهما ينبغي للمرء المسلم أن يحفظ حديث ٥١٠٠٥

وی پرفش اور ننگے رقص کے ماتھ میوزک کانا پاک سلسلہ جاری رہتا ہے، شادی بیاہ کی تقریبات میں فحش ریکارڈ نگ کے ساتھ نیم برہندرقاصاؤل کارقص عام ہوتا جار ہاہے، نبی کے ساتھ یہ کیسی جفاہے او کتنا بڑا قلم ہے کہ موسیقی کو مٹانے والے پیغمبر کی امت موسیقی کی حد درجہ دلداد ہ ہورہی ہے۔

ہ تادی ہیاہ کے موقعوں پرسنت رسول کوئی ہے دردی سے پامال کیا جاتا ہے، اس کے تصوری سے دل کائی جاتا ہے، اس کے تصوری سے دل کائی جاتا ہے، رشتہ کے انتخاب سے لے کرشادی کے اختتا م تک ہر کام سنت سے ہٹا ہوا ہوتا ہے، رقعول میں المنکاح من سنتی تو سنہرے الفاظ میں لکھا ہوتا ہے اسی طرح فعمن د خب عن سنتی فلیس منی () (جومیری سنت سے اعراض کرے وہ جھ سے نہیں) کی وہ نبوی وعید بھی خوبصورت تحریر میں درج ہوتی ہے لیکن قدم قدم پرسنت کی پامالی کر کے اس مدیث رسول کے ساتھ غیر شعوری طور پر مذاق اڑا یا جاتا ہے، شادی میں چاہے لین دین کا معاملہ ہو یا فضول خرچی ؟ دوران تقریب ویڈ یو گرائی ہو یا خوا تین کی بے پر دگی جن و جمال اور مال ومنال کی بنیاد پر رشتہ کا انتخاب ہو یا بیہودہ رسمول کا اجتمام ہر جگہ سنت رسول سے بے اعتفائی کا مظاہرہ جو تاربتا ہے، بقول حضرت تھا تو ی کے شاد یوں میں سب کو خوش کرنے کا اجتمام کیا جاتا ہے مطاہرہ جو تاربتا ہے، بقول حضرت تھا تو ی کے شاد یوں میں سب کو خوش کرنے کا اجتمام کیا جاتا ہے موالے خدا اور رسول کے۔

سيحى محبت كاثمره

⁽١) بخاري باب الترغيب في النكاح مديث ٢٧٧٣

بخاری کی ایک اور صدیث میں یوں فر مایا: فو الذی نفس محمد بیده لایؤ من احد کم حتی آکون احب الیه من و لده و و الده و الناس اجمعین قیم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزد یک اس کے باب اوراس کی اولاد سے زیادہ مجبوب منہ جوجاؤں۔ (۲)

افراد امت میں جوزیادہ نبی سے عجب کرے گاوہ دنیا و آخرت میں اسی قدرسر فراز ہوگا مجبت خدا اور رسول سے ایمان کی حلاوت اور جاشنی نصیب ہوتی ہے، مدیث میں جن تین چیزول کے بات ہی گئی ہے ان میں سے ایک بیکہ آدمی کی نگاہ میں بات ہی گئی ہے ان میں سے ایک بیکہ آدمی کی نگاہ میں اللہ ورسول تمام چیزول سے زیادہ مجبوب ہوجائیں۔ (۳) چر جوبندہ نبی سے پسی مجبت کرتا ہے اسے منصر ون اخروی خیات حاصل ہوگی بلکہ وہ نبی کی رفاقت ومعیت سے سرفر از ہوگا، ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ آپ تائی آئی نے فرمایا تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے اس شخص سے تم توجب ہوگی۔ (۴) وسلم نے فرمایا تم اسے مناور ہوگی۔ اس شخص سے تم توجب ہوگی۔ (۴)

اس کے علاوہ مجبت رسول مؤمن کے لئے عرش الٰہی کے بنچے سایہ کی ضامن ہو گئی، چنانچیہ امادیث میں جن سات افراد کے لیے عرش کے سایہ کاوعدہ کیا محیا ہے ان میں ایسے دوافراد بھی ہیں

⁽١) لاوالذي نفسي بيده حتى أكون أحب إليك من نفسك (بخاري حديث٤٢٥)

⁽٢) بخارى باب حب الرسول كالفي الأيمان مديث ١٥٠:

^{(&}lt;sup>4</sup>)مىلم: ا/44

^{(*) &}quot;أنت مع من أحببت" (بخارى باب مناقب عمر بن الخطاب مديث ٣٣٨٥١)

جوالنُد کے واسطے مجت کرتے ہیں اللہ کی مجست پر جمع ہوتے ہیں اوراس کی بنیاد پر جدا ہوتے ہیں۔ ()اور مجست ِ خدا مجست ِ رسول کے بغیر ممکن نہیں ، نبی سے مجست کوعلماء نے ایمان کی شرط قرار دیا ہے، ابن قیم ؓ فرماتے ہیں کہ دنیا کی ساری چیزوں سے مجست خداور سول کی مجست کے بعد ہے۔ (۲)

حقيقي محبت كافقدان

نبی کی جس مجست پر ہمارے ایمان کا دارومدارہے آج امت میں اس حقیقی مجست کا فقد ان ہے، زبانی دعوؤں کی تو کمی نہیں ہے لیکن اطاعت وا تباع پر کھڑا کرنے والی مجست ناپید ہے، نبی کے نام پر چندرسی حرمتوں کا نام ہم نے مجست رکھ لیا ہے۔

کی دوسیں ہیں(ا) فرض (۲) متحب فرض وہ مجت ہے جو آدی کو اللہ کے اوامر کو اپنانے ہیں مجت دینی کی دوسیں ہیں(ا) فرض (۲) متحب فرض وہ مجت ہے جو آدی کو اللہ کے اوامر کو اپنانے اور نواہ ی سے فکتے پر آمادہ کر ہے، اگر کو ئی مسلمان کسی گٹاہ یا حرام میں مبتلا ہے یا کسی واجب کو ترک کرتا ہے تو یہ دراصل مجت ہا گہی تھی ہے کہ اس نے خواہش نفس کو مقدم رکھا مجت خدا کی طرح مجت ربول کی بھی دوسیں ہیں، جیرا کہ او پر بیان کی گئیں۔ (فتح الباری ا: /۲۱۱)

حقیقی مجست کی اس تحونی کی روشنی میں آمت کا جائزہ لیا جائے بہت کم لوگ اس پر پورے
اتریں گے اگر ہم میں ہی مجست ہوتی تو ہم آپ کی سنتوں کو پامال نذکر ہے، آپ کی بیندونا پیندکا
پاس ولحاظ رکھتے ؛ ہمارا تو یہ حال ہے کہ ماہ رہنے الاول میں جشن ولادت کے عنوان سے وہ سب
باتیں ہم اپنا تے ہیں جو نبی کو ناپندھیں ، دوسروں کو تکلیف دینا آپ کو انتہائی نا کو ارتھا ، راسۃ سے
تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کو آپ نے ایمان کا شعبہ قرار دیا۔ (۳) درخت کا شیخ سے اس لیے منع
فرمایا کہ اس سے لوگ سایہ سے محروم ہول میں جھیقی مسلمان کی تعریف یہ فرمائی کہ اس کے باتھ

⁽١)ورجلان تحابافي الله اجتمعاعليه و تفرقاعليه (بخاري باب الصدقة باليمين مديث ١٥٥٥:)

⁽۲) جلا مالاً فهام ۱۸۷۸ ادارالعروبة كوبيت

⁽٣) مسلم باب بيان عدد شعب الايمان مديث ٣٥:

اورزبان سے کسی کو تکلیف ندیہونے ؛ ﴿ ﴾ لیکن ہم بنی سے اظہار مجت کے نام پرالیں حرکات کرتے ہیں جس سے سراسر دوسروں کو تکلیف پہونچتی ہے، راسۃ روکنا کان کے پردسے پھاڑنے والی ریکارڈ نگ کا اہتمام شور وہنگامہ سب کچھا ذیت رسانی ہے؛ ای طرح فضول خرچی آپ کو انتہائی ناپندھی ؛ لیکن مجت رسول کے عنوان سے رسی چیزول میں بے تخاشہ پیسہ صرف کیا جا تا ہے اور فضول خرچی کے گئاہ کا احماس تک نہیں ہوتا ؛ اسی طرح غیرول سے مشابہت سے آپ سخت منع فرماتے تھے ؛ لیکن ہم لوگ زندگی کے ہر معاملہ میں یہود ونصاری کی نقل میں فخرمحوں کرتے ہیں۔

جانثاری تقاضائے عشق ہے

حقیقی مجست تو صرات محابہ میں تھی جوانیس بی کی خاطر ہر چیز قربان کرنے پر آمادہ کرتی تھی، ایک مرتبہ تابعین میں سے کسی نے صرت علی سے دریافت کیا کہ آپ لوگ بی سے کسی مجت کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا قسم بخدا! آپ ملی الله علیہ وسلم ہمارے نزدیک اپنے مال واولاد، مال باپ اور بخت پیاس کے دنوں میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ مجبوب تھے۔ (۲) مجابہ کی محبت کاعالم پرتھا کہ انہوں نے اپنی جان و مال کو بی کے حوالہ کردیا تھا؛ چنا نچے فرو تابدر کے موقع پر محبت کاعالم پرتھا کہ انہوں نے اپنی جان و مال کو بی کے حوالہ کردیا تھا؛ چنا نچے فرو تابدر کے موقع پر سعد بن معاد شنے نبی تاثیر آئے ہیں مندر میں کو د جانی اور یہ ہماری جانیں ماضریں اگر آپ ہمیں ممندر میں کو د جانے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں کو د جانیں گے ہم آپ کے آگے پچھے سے دائیں بائیں سے ہر طرف سے حکم دیں تو ہم سمندر میں کو د جانیں گے ہم آپ کے آگے پچھے سے دائیں بائیں سے ہر طرف سے قال کریں گے " لو استعوضنا بنا ھذا البحر فحضته لخصناہ معک "(میرة ابن

الله صحابة كى جانثارى كايدعالم صما كه غزوة احديس جب كافرول في آب اللي الله كى شهادت كى

^{(&#}x27;)"من سلم المسلمون من لسانه ویده" (بخاری باب المسلم من سلم المسلون من اراره ویده مدیث ۱۰:) ('') و من الساء الباد د علی المظمأ (شفاء ماروی عن السلت والاتمت ۲۸۵۲ دارالفیحا رعمال)

جموئی خبراژادی توایک صحابیہ بینے چینی کے عالم میں نبی کا عال معلوم کرنے کے لیے آگے بڑھ رہی تھی کہ داستہ میں وقفہ وقفہ سے لوگوں نے ان کے باپ بھائی پیٹے کے شہید ہونے کی اطلاع دی بلکن وہ ہر مرتبہ بہی دریافت کر رہی تھی کہ نبی کا کیا حال ہے؛ بالآخر جب نبی کے قریب بہو پنجی تو کہنے گئی اور مول کا ٹالڈ النہ اللہ میرے مال باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ موجو د ہیں تو پھر بھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ۔ ()

فی زید بن دھ منا ما مکہ کے ہاتھوں گرفار ہوئے جب انہیں شہید کرنے کے لیے حم سے باہر لایا محیا تو ابوسفیان نے جواس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان سے بوچھا کہ زید اسحیا تم اس کو پسند کرو کے کہ اس وقت تنہاری جگر محملی اللہ علیہ وسلم ہوں اور ہم تنہارے بدلے ان کی گردن اڑا دیں اور تم اسپنے اہل وعیال میں عیش کرو؟ تو انہوں نے کہا کہ (قتل کیا جانا تو دور کی بات ہے) اگر حضور تا تا تی جگر ہوں اور آپ کا کا ثنا چھے جائے اسے بھی میں گوارا نہیں کرسکتا، اس پر ایسفیان نے کہا میں میں گوارا نہیں کرسکتا، اس پر ایسفیان نے کہا میں میں جس سے می کئی سے ایسی مجت کرتے نہیں دیکھا جیسے محملی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی آن سے مجت کرتے ہیں۔ (۲)

⁽١) "كل مصيبة بعدى حلل" (البدايدوالنهايشل في عددالشهود ١٥٣٣)

 ⁽۲) وما أحب أن محمدا الآن في مكانه الذي هو فيه تصيبه شوكة تؤذيه وإني حابس في
 أهلي (البدايه عروة الرجيج مديث ٣/٤٥)

کرتے ہیں تو اُن کے وضو کے پانی کے لیے ایک دوسرے پرٹوٹ پڑتے ہیں اورجب وہ کچھ کہنے لگتے ہیں تو اُن کی آواز پست ہوجاتی ہے ()

کی قبولِ اسلام سے قبل جب ابوسفیان مدیندآئے اور حضور کاٹٹی کی ہوئی اپنی لاکی حضرت ام جیبہ کے گھر پہرو پنچے تو نبی کے بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا بیٹی ام جیبہ شنے فرا آپ کے بستر کو لپیٹ دیا اور کہنے لگی یہ دسول اللہ ملی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ مشرک ہونے کے سبب ناپاک بیں اس لیے میں مناسب نہیں سمجھتی ہوں کہ آپ اس پر بیٹیس ۔ و آنت امر ؤ نبحس مشرک "لام")

کی ہجرت کے موقع پر جب حنورا کرم ملی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرصد الی سے گھر پہونچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت کی خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہتم میرے ساتھ رہوگئے ہجرت میں رفاقت کے شرف پر مارے خوشی کے حضرت ابو بکڑ کی آنکھول سے آنسو جاری ہوگئے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اس سے پہلے نہیں جانتی تھی کہ خوشی سے بھی رویا جاتا ہے۔ (۳)

ب صنور تا الله کی جورت کی جب مدینه میں اطلاع پہو پنجی تو مدینہ کے انسار کا آپ تا الله کا اللہ کا الله کا الله کا الله کا الله کا اللہ کا اللہ کا اللہ کا است کے اشتیاتی اور شدت انتظار کا یہ عالم تھا کہ ہرروز صبح مدینہ سے باہر آیا کرتے اور جب تک دھوپ اور گرمی کی شدت ندیلاتی واپس ندآتے ۔ (۴)

جہ بہتو سحابہ کی مجست رسول کا مال تھا کہ جانوں کو تک قربان کر ڈالا اور ہمارا مال یہ ہے کہ ہمیں نماز فجر کے لیے نیند قربان کرنا دشوار ہے، ہر دعوائے مجست کے پیچھے دلیل ہوتی ہے ہمارا دعوے مجست بلادلیل ہے اس لیے کہ اگر میں سی محبت ہوتی تو ہم آپ کی سنتوں سے مجست کرتے اور سے اب کے اوامر بجالاتے اور آپ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے اان سے باز

^()وإذا تكلم على وضوئه (بخاري باب الشروط في الله حديث ٢٧٣١)

⁽۲) الاصابة رف الراء ٢٥ س٩٥٣ ، دارا تجبل بيروت

^{(&}lt;sup>٣</sup>)فرأيت أبا بكر يبكى وماكنت أحسب أن احداً يبكى من الفرح (فَحَّ البارى٣٣٥،دارالمعرفي بيروت) (^۴)فلما أحرقتهم الشمس رجعوا إلى منازلهم (الطبقات الكبرى لائن معدا / ٢٣٨دارها در بيروت)

آتے جنحیل قبلہ کا حکم آیا تو صحابہ نے حالت نمازی میں اینارخ پھیرلیا۔ ()

کوشراب جرام کردی گئی تو صحابیہ نے برسہا برس کی شراب کو اس طرح بہادیا کہ مدینہ کی تالیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی ، حضرت انس شخر ماتے ہیں کہ (حرمت شراب کے اعلان کے وقت) جھے سے ابولائی ہے اجا ہا کہ دوقت) جھے سے ابولائی ہے اجا ہا کہ دوقت کے جھے سے ابولائی ہے اجا ہے کہ اجا ہے کہ دوقت کی معامل کا اس میں اس بات کی حضات کرتے ہوئے کھا کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام سلمانوں نے شراب بہادی اس لیے اس کی محرت کی وجہ سے گلیوں میں شراب بہنے لگی یہ سب کھی ہیں گئی ہوں میں شراب بہنے لگی یہ سب کھی بینے رقبل وقال کے ہوگیا یکی کور دوہوانہ ہی کسی استقمار کیا گئی اور کی اس میں ابولائی اور فال فلال شراب بیلا نے کے لیے کھڑا ہوا تھا کہ است میں ایک آدی آیا اور بین کہا کہ آپ لوگول کو خبر ملی ؟ لوگول نے بہادہ ہوا تھا کہ است میں ایک آدی گئی ہوگول نے جھے سے کہا کہ شراب جرام کردی گئی ہوگول نے جھے سے کہا انس شراب میں جھے تہیں پوچھا ہے کہی ہو کہا کہ شراب کے یہ گھڑے بہادہ ہوگول نے اس خبر کے بعد کسی سے کچھ تہیں پوچھا ہو تھے سے کہا ، انس شراب سے یہ گھڑے بہادہ ہوگول نے اس خبر کے بعد کسی سے کچھ تہیں پوچھا ہو تھی سے بھرا درسی کی کسی سے کچھ تہیں پوچھا ہو تھا کہ است کی ہوگول ہو تھا کہ اس خبر کے بعد کسی سے کچھ تہیں پوچھا ہو تھی سے بھرا درسی کی ہے تھا در کے بعد کسی سے کچھ تہیں پوچھا ہو تھی سے بھرا درسی کی ہوگی ہوگول ہو تھی ہو تھا کہ اس خبر کے بعد کسی سے کچھ تہیں پوچھا ہے تھی ہو تھا کہ اس خبر کے بعد کسی سے کھر تہیں پوچھا ہو تھی ہو تھا کہ کہا کہ تراب کی درسی کی ہوگول ہے تھرا کہ کو تھرا کی گئی کسی ہو تھا کہ کہا کہ تراب کی کھرا ہو تھی ہو

المجا ایک عورت حضور تا تالیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی ساتھ میں اس کی ایک بیٹی تھی جس کے ہاتھوں میں سونے کے دوگئن تھے، آپ نے دریافت فرمایا کیا تم اس کی زکو قادا کرتی ہو؟ عورت نے نفی میں جواب دیا جضور تا تالیخ نے اس سے کہا کہ کیا تم یہ پند کرتی ہو کہ قیامت کے دن تم کو ان دوکنگؤل کے بدلد آگ کے کئی پہنا تے جائیں یہ سنتے ہی اس عورت نے دونوں کنگن آتار کرحضور تا تالیخ کے سامنے ڈالد تیے اور کہنے لگی یارسول اللہ تا تالیک ہواللہ اور اس کے رسول کے واسطے صدقہ ہے۔ (۳)

⁽۱) أسرعوا في تولية وجوههم إلى الكعبة (بخاري باب ماجاء في أجازة خر الواحد مديث ٦٨٢٥:) (٢) فجرت في سلك المدينة (بخاري باب سب الخمر في الطريان مديث ٢٣٩٣:) (٣) " فنتلعتها فألقتها إلى النبي صلى الله عليه وسلم" (الوداؤد باب الخزما بو؟ مديث ١٥٩٥:)

عشق وعظیم نبی ملاتی الله اطاعت سے ہے

اگر میں صنور تا تا اور ان کے یقین ہوتا تو ہم کو آپ کی باتوں کی صدات اور ان کے یقینی ہونے پر آنکھوں دیکھی باتوں سے زیادہ یقین ہوتا جیسے صنرات سحابہ کرام م کو تھا کہ ان کی نگاہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی حقیقت جھوٹی ہوسکتی تھی بئیکن نبی نے جن باتوں کی خبر دی ہاں میں تر دد کا موال بی پیدا نہیں ہوتا جعنور ملی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے مشرف کیا محیا ہی جبر کا مذاق اڑا نے لگے بلیکن حضرت ابو بکڑ سے کہا محیا تو آپ نے بلا ما مل اس کی تصدیح کی۔ ()

کی ہماری صورت حال یہ ہے کہ ہم زبان سے تو آپ کے طریقہ میں کامیا بی کا قرار کرتے ہیں کی اس پرسچا یقین مہرونے کے مبب آپ کی اتباع نہیں کرتے ؛ آپ کا فرمان ہے کہ صدقہ سے مال میں برکت آئی ہے اور سود مال کو مٹا تا ہے ؛ لیکن صدقہ دینا ہمارے لیے اس لیے گرال ہے کہ ہمیں اس فرمان کا یقین نہیں ہے ، امام ابن فیم فرماتے ہیں کہ نبی کی تعظیم کی بنیادیہ ہے کہ آپ کی کامل افاعت کی جائے اور آپ کی با توں کی بحر پورتصد کی جائے کہ ذرہ برابراس میں شک یا شہر ہوائے کہ ذرہ برابراس میں شک یا شہر ہوائے اور نہی باطل کے ذریعہ اس کا تقابل کیا جائے۔ (۲)

^{(&#}x27;)''نعم إنى الأصدقه فيما هو أبعد من ذلك' '(الممتدرك، الوبكرمدلن مديث، ١٣٠٠) (٢) ''ومعارضه الحق بالباطل' (مدارج الرائكين صل في نظرالعبد في الذب ٢٣٩ر ادارائكي بالغربي بيروت)

تسلیما۔ () قسم ہے آپ کے پروردگار کی یہ اس وقت تک مؤمن ہیں ہوسکتے جب تک اسینے آپسی نزاعات میں آپ کوچنم یہ بنائیں، پھر آپ کے فیصلہ پراسپنے دلوں میں تھی قسم کی تنگی محسوں نہ کریں اور محل طور پرنسلیم کریں ،علامہ ابن قیم ؓ فرماتے ہیں کہ ہر دہشخص جوسنت رسول سے ہٹ جائے اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم تھا کر فرمارہے ہیں کہ ایساشخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اسپیخ تمام دینی و دنیوی معاملات میں نبی کے فیصلہ پرراضی منہ وجائے اور دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس مدہو (۲) اس طرح اگر ہمیں نبی سے سچی مجت ہوتی تو کفار ومشرکین اور دشمنان اسلام کی طرف سے محتے جانے والے حملوں میں آپ کا بھر پور د فاع کرتے جیسے صحابہؓ کا حال تھا کہ مادی ومعنوی ہرلحاظ سے انہوں نے رسول الڈسلی اللہ علیہ وسلم سے و فاء کاحق اد ا کر دیا،غر وات میں نبی کے آگے ڈھال بن گئے، سادے تیرخو دکھاتے نبی پرخراش آنے مند دیا؛ نیز دشمنوں کی جانب سے آپ کے طریقہ اورشریعت کے خلاف ہونے والے حملوں کا بھر پور د فاع کیا، نبی سے سچی مجبت کا تقاضه یہ بھی ہے کہ ہم آپ کے صحابہؓ کا دفاع کریں اس وقت دشمنان صحابہؓ کی جانب سے صحابہؓ امهات المؤمنين اورخلفاءِ راشدين "كو تاحق نشاعه بنايا جار پاسپے اور ہم بيس كدا پنى عيش وعشرت ميس مگن ہیں،سارے محالہ کو رضائے الہی کا پروانہ ماصل ہو چکا ہے رضی النگھنہم ورضوعنہ کی آبیت نے سب کو خدا کا پیندیدہ بنادیا ہے نبی نے اسپین صحابہ کے تعلق سے خداسے ڈرنے کی تا تحید فرمائی اور انهيس برائجلا كہنے سے منع فرما ياصحابه كى عدالت اوران كامعيارت ہونااہل سنت والجماعت كامتنفقہ عقیدہ ہے؛ صحابہؓ ہے مجبت ان کی تقلیدوا تباع اوران کا حتر ام ہرشخص پرلازم ہے، دشمنان صحابہؓ، امهات المؤمنين اوران ميں بھی بالخصوص حضرت عائشہ کو ہدف ِ تنقید بناتے ہیں جب کہ حضرت امام ما لک ؓ کافرمان ہے جو صرت عائشہ کے ساتھ سب وشتم کرے گااسے قبل کردیا جائے لوگوں نے پوچھا کہ بحوں؟ توانہوں نے فرمایا اس لیے کہ جو حضرت عائشہ پر تہمت لگا تا ہے اس نے دراصل قراك كى مخالفت كى _ (٣)

^{(&#}x27;)الثمام۵۳: (۲) مجموع المثناوي:۳۵۱/۵۸ (۳) "من رماها فقد خالف القرآن"(المصاره المسلول على شاتم الرسول ۲۲۱۷۱)المطابع المجرس الوطني السعودي

مفسرا بن کثیر ؓ نے لکھا ہے کہ سارے علماء کااس بات پراجماع ہے کہ جوکوئی حضرت عائشہؓ کو برا بھلا کہے وہ کافرہے اس لیے کہاس نے قرآن سے عناد کیا۔ ()

اسی طرح محبت رسول کا ایک تقاضه آپ کی سنتوں کی نشر واشاعت ہے،حضور تالیاتی کا فرمان ہے بلغوعنی ولوآیۃ میری ایک بات ہی کیوں رد معلوم ہواسے دوسروں تک پہونچاؤیہ سب بلغوعنی ولوآیۃ میری ایک بات ہی کیوں رد معلوم ہواسے دوسروں تک پہونچاؤیہ سب حضور سے سبحی محبت کی نشانیاں ہیں ان کے بغیر محبت کے محض زبانی دعوے قابل قبول نہیں ہوسکتے ان نشانیوں کی روشنی میں ہم اپنی محبت رسول کا جائزہ لیس اور کو تا ہیوں کی اصلاح کریں۔

محبت رسول کیسے پیدی جائے؟

علماء نے حب رمول پیدا کرنے کے لیے چند ہا توں کی تا نحید کی ہے،مثلاً اللہ کی مجست پیدا کرے اس سے رمول کی مجست پیدا ہو گی ،اس لیے کم مجست رمول کے بغیر مجست خداممکن نہیں ،اللہ

⁽١) "فانه كافر الأنهمعاند للقرآن" (تقيرابن كثير١١١/١،دارالكتب العلميد بيروت)

⁽٢) "كذلك من ذب عن دينه وسنته من بعده" (إيثارالحق على الخلق ١/٢/ ، دارالكتب العلميد بيروت)

⁽۳) يخارى:۳۳۵/۳

کی مجت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی تعمیں یاد کی جائیں اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی ہے شمار تعمیں عطا فرمائی ہیں، آدمی جس کو بار بار یاد کرتا ہے اس کی مجت دل ہیں جاگزیں ہوجاتی ہے: اس طرح نمازوں میں ختوع وضوع اور فرائن کے ساتھ نوافل کا اہتمام بھی مجت اللہ میں معاون ہے، دعائی کھڑت سے بھی اللہ تعالیٰ کی مجت پیدا ہوتی ہے، دعائے آداب کی پوری دعایت رکھی جائے اس طرح تدبروتر تیل کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت اس مقصد کے لیے بے صدم فید ہے، تلاوت کا ماللہ دراصل اللہ تعالیٰ سے سرموشی کرنا ہے: نیز اللہ کے مجبوب بندوں سے مجبت اوران کی صحبت انتہائی مؤثر ہے: اگروہ میسریہ ہوتوان کے حالات کا مطالعہ بھی مفید ہے۔

(۱) بنی کی مجت کے لیے بار بار بنی کا تذکرہ اور آپ کے حالات وسیرت کے سننے پڑھنے کا امہمام کیا جائے۔ اس دوران خصوصیت کے ساتھ امت پر بنی کی شفقت ورحمت کی تفصیلات اور دعوت کی راہ میں پیش آئیں مشکلات اور کفارومشرکین کی ایڈ ارسانیوں کو بار بارسوچتار ہے، آپ نے امت کی ہدایت کی خاطرکیسی کیسی کلیفیں جمیلیس طائف میں ہمولہان ہوئے، احد میں زخمی کئے گئے، فاقد سے بدیٹ پر پتھر بائد ھے، ان سب باتوں کا مذاکرہ حب رسول کے لیے انتہائی مفید ہے۔

(۲) اسی طرح اس بات پربھی غور کر ہے کہ آپ کی مجت کے بغیر ایمان کامل ہو نہیں ہوسکتا؛ نیز سچی مجت رسول کے بغیر اعمال وعباد ات میں ملاوت اور لذت نہیں آسکتی؛ نیزمجت رسول سے غم ملکے ہوتے ہیں دل کو تقویت ملتی ہے، گتا ہول کا کفارہ ہو تا ہے اور جو جتنا زیادہ نبی سے مجت رکھے گاکل قیامت کے دن نبی سے اتنابی قریب ہوگا۔

(۳) حضرات ِ صحابہ ہے مجت اور ان کے مالات کا مطالعہ بھی نہایت مؤٹر ہے ، صحابہ کس طرح نبی سے والہانہ مجت کرتے تھے اور رسول پر اپنی جان اپنامال پھاور کرتے تھے ، صحابہ کی مجت کے واقعات کے بار بارسننے سے آدمی میں پچی مجت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ (۴) کمٹرت درود کے اجتمام سے بھی امتی کا نبی سے تعلق بڑھتا ہے۔

رفعت شان صطفی

الله تعالى كے بعد الركوئي ذات سب سے باعظمت ہے تو وہ سيد المسلين على الله عليه وسلم كى

ہے، خدا کے نام کے بعد انہی کے نام کی رہ ہے، قرآن خود آپ کی رفعت ثان پر گواہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ورفعنا لک ذکر کے فرما کرآپ کو عظمت ورفعت کی چوشوں پر پہونچادیا ہے، نماز واذان میں خدا کے ساتھ آپ کا فام بھی لیا جا تا ہے، معراج میں آپ نے بن بلندیوں کو چھوا ہے حضرت جبر سے معیدالسلام کو بھی وہ مقام حاصل نہ ہو مکا، آپ پر درود وصلاۃ کا جہال مؤمنوں کو حکم دیا محیاویی جبر سے ملا اتعالیٰ اوراس کے فرشتے بھی اس میں شریک ہیں، آپ پر نبوت کا سلسلہ تم کیا محیاء آپ کو انبیاء خدا تعالیٰ اوراس کے فرشتے بھی اس میں شریک ہیں، آپ پر نبوت کا سلسلہ تم کیا محیاء آپ کو انبیاء میں آپ بی کو شفاعت بری کا حق حاصل ہوگا، سارے نبیوں کی انفرادی خصوصیات آپ میں اکھٹی میں آپ بی کو شفاعت بری کو بابند کر دیا محیا کہ وہ اپنی آواز بی کی آب کے بیش نظر صحابہ کو پائید کر دیا محیا کہ وہ اپنی آب کی جمارت ہوگا میں میارک رکھا ہوا ہے وہ بھوا عرش اعظم سے بھی افضل ہے، جس سے بھی جست ہوتی طیب وسلم کا جسم میارک رکھا ہوا ہے وہ بھوا عرش اعظم سے بھی افضل ہے، جس سے بھی جست ہوتی میارک رکھا ہوا ہو وہ بھوا عرش اعظم سے بھی افضل ہے، جس سے بھی جست ہوتی معلم سے بھی افضل ہے، جس سے بھی جست ہوتی معلم سے بھی افضل ہے، جس سے بھی جست ہوتی معلم سے بھی افضل ہے، جس سے بھی جس ان کی عظمت سے سر شار ہوں ۔

عظمت رسول میں کو تاہی

قرائ مجید میں کامیاب مسلمانوں کاذکرکرتے ہوئے مسلمانوں پر بنی کے جن حقوق کا تذکرہ سے ایسان میں توقیر فعظیم بھی ہے: برشمتی سے ہم مسلمانوں سے جہاں اور باتوں میں کو تابی ہورہی ہے۔
ہورہی ہے وہیں رسول اللہ ملیہ وسلم کی تعظیم میں بھی کو تابی ہورہی ہے۔
ماہ رہنے الاول کے موقع پر مجست رسول کے نام پر کی جانے والی بیشتر حرکتیں عظمت رسول
کے نقاضوں سے عاری ہوتی ہیں، کافذ کے پھر پروں اور جھنڈوں پر رسول کا نام درج ہوتا ہے:
پھر دوسرے دن وہ پھر برے پیروں تلے آجاتے ہیں، آپ کی شان میں پڑھی جانے والی نعتوں
میں میوزک کا اہتمام اور جلوس میں رس کا شعل گنبد خضریٰ کا ماؤل بنا کر اسے ضائع کر دینا وغیرہ
میں میوزک کا اہتمام اور جلوس میں رسول کے منافی ہیں۔

اسلاف کے عظمت رسول پر جیرت انگیز واقعات

کے حضرت ثابت بن قیس فطری طور پر بلند آواز تھے آبت بالا کے نزول کے بعد گھر ہی میں محصور ہو کر دہ گئے اور یہ جھنے لگے کہ میں تو جہنمی ہوگیا؛ یہاں تک کہ خود حضور ملی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔(۳)

کے عظمت رمول کا یہ عالم تھا کہ صحابہؓ ہی بھر کے حضور کو دیکھتے بھی یہ تھے (فتح الباری ۵:/۳۸۸) جب آپ گفتگو فرماتے تو اس طرح خاموش ہوجائے کہ کو یاان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔(۴)

کے حتی کہ محابہ کرام ؓ آپ کے گھر پہو پینجتے اور درواز ، کھٹکھٹانے کی نوبت آتی تو ناخنوں سے کھٹکھٹاتے ؛ تا کہ آواز سے نبین بنی کو تکلیٹ نہ پہو پنچے ۔ ﴿ ﴾

کے بھی حال حضرات ِ تابعین ؓ ،ائمہ محدثین ؓ کا نضا کہ حدیث بیان کرتے توعظمتِ رسول کے احساس سے حالت غیر ہو جاتی تھی ،اکٹڑ محدثین کے تعلق سے آتا ہے کہ وہ بغیر وضو کے حدیث بیان

()انجرات:۲

⁽۲)'' فماكان عمر يُسمع رسول الله 🗓 بعد هذه الآية حتى يستفهمه'' (كأرى : لاترفعواأصواتكم، مديث: ٣٨٣٥)

^{(&}quot;) "ولكن من أهل الجنة" (بخارى باب علامات النبوة فى الاسلام مديث ٣٦١٣) (") "كأن على رؤوسهم الطير" (بخارى باب فشل النفقة فى سبيل الله مديث ٣٨٣٢) (") "كأن على رؤوسهم الطير" (بخارى باب فشل النفقة فى سبيل الله مديث ٣٨٣٢) (") ("كانت أبواب النبي [] تقرع بالأظافير "(الجامع لا حلاق الراوى، [] ١٥١)

کرنے سے گریز کرتے تھے اور ہاوضو صدیث سنانے کا اہتمام کرتے تھے، ضرار بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے صرت اعمش کو دیکھا کہ اگر بے وضو ہوتے اور صدیث بیان کرنے کی نوبت آتی تو تیم فرمالیتے۔ ()

کے حضرت ابو سلمہ فزاعی کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس درس مدیث کے لیے نگلتے تو وضوفر ماتے ، ایجھے کیرسے زیب تن کر لیتے ، ٹوپی پہنتے ڈاڑھی میں کفتھی کر لیتے ، ان سے پوچھا جاتا کہ آب اس قدرا ہتمام کیوں کرتے ہیں؟ تو فر ماتے ہیں کہ صدیث رسول کی تو قیر کر رہا ہوں۔ (۲) کہ حضرت سعید بن مریب ہیمار تھے اور لیٹے ہوئے تھے جب شاگر دوں کو مدیث سنانے کا وقت آیا تو فر مایا مجھے بٹھا دو میں لیٹے لیٹے صدیث سنانے کو انتہائی گرال مجھتا ہوں۔ (۳) وقت آیا تو فر مایا مجھے بٹھا دو میں بیٹے لیٹے صدیث سنائی مدیث سنائی حضرت محمد بن سیر بن گفتگو کے دوران حب ضرورت بہتے لیکن جول بی مدیث سنائی جاتی اور رعب طاری ہوجا تا۔ (۴)

می حضرت امام ما لک سے ایوب سختیانی کے تعلق سے دریافت کیا گیا توانہوں نے فرمایا کہ ان کے سامنے جب بھی نبی کریم ملی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ آتااس قدررو تے کہ میں ان پررهم آتا، جب مین نے نبی کی تعظیم کی یہ کیفیت ان پر دیکھی توان سے احادیث لینے لگا۔ (۴)

عنرت مصعب بن عبدالله امام ما لک کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ جب بنی کا ذکر شریف ہوتا تو امام ما لک تعلق سے فرماتے ہیں کہ جب بنی کا ذکر شریف ہوتا تو امام ما لک تھے چیرہ کارنگ بدل جا تا اور بالکل جھکنے لگتے حتی کہ ان کی یہ کیفیت ان کے جیمن شینوں کے لیے دھواری کا باعث بینے لگی ، لوگوں نے ان سے اس تعلق سے دریافت کیا تو

^{()&#}x27;"كانت أبواب النبي تقرع بالأظافير "(الجامع لاخلاق ا لراوى، جواز طرق الباب وصفته 1 1 1 ، مكل المعارف الرياض)

⁽٢) "اوقر به حديث رسول الله" (الحاص لأخلاق الراوى وآداب المامع ١١٣٨٨)

⁽٣) الجامع لأخلاق الرادي وآداب المامع ١٧٣٨م

^(*) الجامع لأخلاق الرادى وآداب السامع ٣٨٩ ١٠١٠

⁽⁴⁾ الجامع لأخلاق الراوى وآداب السامع ٣٨٩ مرا

فرمایا جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہتم دیکھنے لگو تو اس کیفیت پرتعجب اور جیرت نہ کرو،حضرت امام ما لک" محمد بن منکدر کے تعلق سے نقل کرتے ہیں کہ جب بھی ہم ان سے کوئی مدیث دریافت کرتے تو وہ اس قدرروتے کہمیں ان پرترس آتا۔ ()

اللہ خضرت امام ما لک جعفر بن محد کے تعلق سے کہتے ہیں کہ وہ بڑے ظریف الطبع تھے بہت مزاح فرماتے تھے؛ کیکن جب ان کے سامنے نبی کا ذکر آتا توان کے چیرہ کا رنگ زرو پڑ جاتا میں نے دیکھا کہ میپشہ باوضو درس مدیث دیا کرتے تھے۔ (۲)

کی حضرت عبدالرحمن بن قاسم رحمة الله کے بارے میں آتا ہے جب ان کی مجلس میں نبی کا ذکر آتا تو ان کا چیرہ اس قدرسرخ ہوجانے لگتا تھا کہ خون رس رہا ہے اور ۔۔۔۔ زبان سوکھ جاتی تھی بہی حال حضرت عامر بن عبدالله بن زبیر کا تھا کہ نبی کے تذکرہ پر اتنارو تے کہ آنکھوں سے آنسوختم ہوجاتے زہری اوصفوان بن لیم کے بارے میں بھی بہی کیفیت نقل کی تھی ہے۔ (۳)

علی حضرت امام مالک آک بارے میں آتا ہے کہ تمام عمر مدینہ میں بسر کی اور بہ پاسِ ادب بھی مدینہ میں بسر کی اور بہ پاسِ ادب بھی مدینہ منورہ کے صدود میں بول ویراز نہیں کیا، ایک شخص نے کہا مدینہ طبیبہ کی مئی خراب ہے تو حضرت امام مالک آنے فتوی دیا کہا ہے ۱۳۰۰ درے مارے جائیں اور قید کردیا جا ہے اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے وہ زمین جس میں رسول اللہ ملی اللہ علیہ دسلم آرام فرماہوں اس کی نبست وہ گمان کرتا ہے کہ وہ خراب ہے۔ (۴)

میں اسام مالک سے بہال تک تقل کیا گیا ہے کہ اگر کو ٹی شخص یہ کہہ دے کہ ذرت قبر النبی سلی اللہ علیہ وسلم کیا ہ طیبہ خاص حیات سلی اللہ علیہ وسلم کیا ہ طیبہ خاص حیات سلی اللہ علیہ وسلم کیا ہ طیبہ خاص حیات سے مشرون میں ، حضرت احمد بن فضلو یہ بڑے خازی اور تیر انداز تھے؛ انہوں نے جب سنا کہ

^() الجامع لأخلاق الرادى وآداب السامع ١٨٣٨٩

⁽۲) الجامع لأخلاق الراوى وآداب السامع ۳۹۰ مرا

^{(&}quot;) حتى لاتبقى في عينيه دموع (الشفاء الفصل الثالث حرمته وتوقيره دار الفيحاء عمان ٣/٩٣) (*) تربة دفن فيهار سو لانه وَاللَّهِ اللَّهِ عَلَيْهِ اللَّهِ عَلَيْهِ اللَّهِ اللَّهُ الللللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّا الللَّا اللَّالِيُلُلُلُولُ اللَّالِمُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللّ

آنحصرت ملی الله علیه وسلم نے تمان کو اسپنے دستِ مبارک میں لیا تو اس روز سے پاس ادب میں کشمی تمان کو سب میں کجھی تمان کو سب میں کھھی تمان کو سبے وضونہیں چھوا۔ ﴿ ﴾

کے حضرت ابوانفضل ائدلسی جوہری نے زیارت ِمدینہ کا قصد کیا جب مدینہ منورہ کے حدود میں داخل ہوئے تو سواری سے آتر پڑ ہے اور پیدل چلنے گئے ۔ (۲)

خی حضرت عمر کو وصال رسول کے بعد مسجد نبوی کے احترام کا تک اس قدر لحاظ تھا کہ دوافراد کو مسجد نبوی میں بلند آواز سے گفتگو کرتے دیکھا تو دونوں کو بلوایا اور دریافت کیا کہ تم دونوں کا تعلق کس علاقہ سے ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے بیں تو فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے ہوتے تو تمہیں در دنا ک سزادیتا، رسول اللہ ملی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بیس آواز بلند کرتے ہو؟۔ (۳)

عظمت رسول سلطانية كياني كشافتات

عظمت رمول کے متعدد تقاضے ہیں ،عظمت رمول کا تقاضہ ہے کہ آپ کی منتوں کا احترام کیا جائے ان کے مقابلہ میں غیروں کا طریقہ اپنانا عظمت رمول کے سراسر منافی ہے ؛ اسی طرح سطیح احادیث سے ثابت سنتوں کا استخفاف بھی توہین رسالت کے برابر ہے ،عظمتِ رمول میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ ملی اللہ علیہ وسلم کا بار بار تذکرہ کیا جائے آپ کے فضائل وخصوصیات بیان کئے جائیں آپ کے معجزات و دلائل نبوت کا علم حاصل کیا جائے ، لوگوں کو آپ کی سنتوں سے واقت کرایا جائے ؛ نیزلوگوں کو آپ کی صفات و اخلاق اور جائے ؛ نیزلوگوں کو آپ کی صفات و اخلاق اور حلیہ مبارک بیان کیا جائے اور امت پر آپ کے کیا حقوق عائد ہیں انہیں بیان کیا جائے ؛ نیز آپ کی صفات کرایا جائے۔ (*) سیرت اور آپ کے غروات کا علم حاصل کیا جائے اور ان سے دوسروں کو واقف کرایا جائے۔ (*)

(١) ما مسست القوس إلا على طهارة (حو الهسابق)

⁽۲)وقرب،منبيوتهاترجلومشيباكيا

^{(&}quot;)" وترفعان أصواتكما في مسحد الرسول" (بخارى باب رفع الصوت في المساجد مديث ٣٥٨) (")" وما كان من امر دعوته وسيرته وغزواته " (حقوق الني تأثيّات على امته تعظيم الني تأثيّات ٣٨٣٤)

عظمت رسول کاایک اہم تقاضد آپ پر درود وسلام کا اہتمام ہے، قر آن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز میں سلمانوں کو اس کی تا تحید فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسپنے نبی پر دحمت اللہ تعالیٰ بھی اسپنے نبی پر دحمت کی دعا کرتے ہیں بھی بیاعالم علوی اورعالم علی دونوں کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ ()

مُؤمنوں کا نبی پر درو دہمیجنا دراصل اُلله تعالیٰ سے آپ کی مزید شاکی گذارش ہے۔ (*) آیت قرآنی میں امر کاصیغه استعمال کیا گیاہے اور امروجوب کے لئے آتا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی پر درود واجب ہے، نبی سلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بخیل قرار دیا ہے جس کے سامنے آپ سلی اللہ علیہ وسلم کاذ کر کیا جائے اوروہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ (*)

م عظمت رسول کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ آپ کا نام پاک ادب سے لیا جائے ؛ بلکہ آپ کو نام لیکر پکار نے سے کہ آپ کو نام لیکر پکار نے ہے ہوئے اللہ بنی اللہ یا آپ کے دیگر اوصاف ذکر کتے جائیں، قرآن مجید میں بھی اس کی تاکید کی گئی ہے، ارشاد ہے لا تجعلو ا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضا۔ (۴)

عظمت نام پاک کانمونه

آدمی کے دل میں جب عظمت جاگزیں ہوجاتی ہے تو پھراس کے لیے باد شاہت بھی احترام کے نقاضوں کی بھمیل میں رکاوٹ نہیں بنتی ،سلطان محمود پر حب رسول اور عظمت رسالت کا اس قدر فلبہ تھا کہ وہ اپنی زبان پر رسول الله علیہ وسلم کا اسم مبارک لانے میں صد درجہ اعتباط کرتا تھا ایک وہ ایک عدم خاص کا نام محمد تھا وہ اس کو جمیشہ اسی نام سے پکارا کرتا تھا ایک روز اس

^{(&#}x27;) "ثم امر الله تعالى أهل العالم السلفي بالصلاة والتسليم عليه" (أضواء السلف السعودية، تفسير ابن كثير ۴ . على دار الكتب العلميه بيروت)

⁽۲)''فهی طلب المزید من الثناء من الله عزوجل'' (البادیب *مع الرمول ۱۱۹ امراحی نورمحد*) (۳)''البنحیل الذی من ذکرت عنده فلم یصل علیّ'' (ترمذی مدیث ۳۵۲۹:) (۴)الثور۳۳

نے اس کو تاج الدین کہدکر پکارا وہ آیا اور شاہی حکم کی تعمیل کرکے گھر گیا، تین دن تک سلطان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ،سلطان نے اس کو گھرسے بلوا بھیجا اور اس سے غیر حاضری کا سبب دریافت کیا تواس نے عرض کیا کہ آقا بھے ہمیشہ محمد کے نام سے پکارا کرتے تھے،اس روز خلاف عادت بھے تاج الدین کے نام سے پکارا کیا تو میں نے بھی نے تاج الدین کے نام سے پکارا کیا تو میں نے بھی نے اس کے میں نے اپنی صورت نہیں دکھائی اوریہ تین روز میں تم سے برگمان نہیں ہوں ؛کین جب میں نے تم کو تاج الدین کہدکر پکارا تھا اس وقت میں باوضونیس تھا، جھے شرم آتی ہے کہ محمد کا نام سے وضولوں ۔ ()

ذ كرِ رسول مالينتايين كي بركات

عظمت رمول کا ایک پہلویہ بھی ہے کہ آپ کا ذکر خیر سراسر خیر و برکت کا ذریعہ ہے، عارف باللہ حضرت ثاہ تحکیم اختر صاحب علیہ الرحمة نے اس خمن میں حضرت تھا نوی تی تصنیف لطیف ''نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب'' کا واقع نقل فر مایا ہے جب حضرت تھا نوی تصور حلی الله علیہ و ملم کے فضائل پر اس کتاب کو کھے دہے تھے اس زمانہ میں تھا نہ بھون میں طاعون پھیلا ہوا تھا جس دن کتاب کھتے قصیہ میں کوئی موت نہیں ہوئی تھی اور جس دن نافہ ہوتا اس دن کتی اموات ہوجاتی تھیں ، کتاب کھتے قصیہ میں کوئی اموات ہوجاتی تھیں ، حب حضرت کو منسل یہ روایت پہو پچی تو آپ روز اند کھنے لگے تو و ہاں طاعون ختم ہوگا۔ (۲) عظمت رمول میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کی مسجد اور آپ کے روضہ مبارک نزد یک آواز بلند دکی جائے تی کہ ملام پیش کرتے ہوئے بھی علماء نے آواز بلند کرنے سے منع فر مایا ہے اور مسجد بنوی اور روضہ رمول کی زیارت کے متعدد فضائل ذکر ہے ، بھی بلادہ نہیں بلکہ شہر مدینہ کا احترام بھی لازم ہے ، بنی ملی الله علیہ و ملم نے مدینہ کے متعدد فضائل ذکر فر مائے ہیں ،مدینہ مقدی شہر ہے جہال مسجد نبوی اور روضہ رمول ہے۔

(٢) آداب عثق رمول ملى الله عليه وسلم ازمولانا حكيم اختر صاحب ص ١٢:

() تاریخ فرشة ۱: / ۷۳

تيسراباب

واقعات بجرت كابيغام

واقعهٔ ہجرت–ایک مطالعہ

واقعہ ہجرت اسلامی تاریخ کا ایک تابنا ک باب ہے جس کے بغیر اسلامی تاریخ ادھوری رہ جاتی ہے، بلکہ اسلامی تاریخ کی وسعت اوراس کا ارتقاء واقعہ ہجرت ہی سے وابستہ ہے، ہجرت کے بعد ہی اسلام مکہ کی بجر زمین اوراسکی محدود چہار دیواری سے بکل کرآفاق عالم کی جانب اپنے سفر کا آفاز کرسکا، ہجرت دراصل ساری انسانیت کے لیے حرکت، بیداری ، تموج اور بے پناہ اولو العزمی کا ایک انقلاب آفریس پیغام ہے، ہجرت ، ہی سے ساری انسانیت کے لئے دنیا میں ایک نیاسویا کلوع ہوا، خداوی قدوس کے بہال یہ بات طئے شدہ تھی کہ اس کے جبوب بندے حضرت محمد ملی الله علیہ وسلم کی لگائی تھی صداح اردا قد دت میں بات طئے شدہ تھی کہ اس کے جبوب بندے حضرت محمد سلی اللہ کے دیا تھی اس سے اس کے کہ ہم ہجرت کے رموز واسرار اور بصائر وحم کی طرف دعوت کو تھی فضا نصیب ہوئی، قبل اس کے کہ ہم ہجرت کے رموز واسرار اور بصائر وحم کی طرف دعوت کو تھی فضا نصیب ہوئی، قبل اس کے کہ ہم ہجرت کے رموز واسرار اور بصائر وحم کی طرف دعوت کو تھی فضا نصیب ہوئی، قبل اس کے کہ ہم ہجرت کے رموز واسرار اور بصائر وحم کی طرف دعوت کو تھی فضا نصیب ہوئی، قبل اس کے کہ ہم ہجرت کے رموز واسرار اور بصائر وحم کی طرف اشارہ کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہجرت کے پس منظر، اساب وحم کات یر ایک نظر ڈال لیں۔

هجرت كايس منظرا ورمستشرقين كايرو پييڪنڈه

مستشرقین اوراسلام قیمن لابی کی طرف سے کئے گئے پروپیگٹ ول اور تاریخ کی مادی تشریح کے فلسفہ سے جہال تاریخ اسلام اور بالحضوص اس کا وہ حصہ جو آپ کے اقد امات اور سیرت سے متعلق ہے تخدوش ہوگیاویں پر ہجرت جیسے عظیم واقعہ کا مخدوش ومتاثر ہونا تعجب خیز بات نہیں ،عصر ماضر کے ان نام نہا دمحقول نے تین وریسرج کے نام پر تخیقی حقائق کوجس بھوٹھ سے اعداز سے مسخ ماضر کے ان نام نہا دمحقول نے تین کے اس سے ان کی اسلام حمنی کا بخوبی اعداز و لگا یا جاسکتا ہے چتا سچے جب انہوں نے یہ محمول کیا گا جا ہے تا ہی جات ہوات وراس کے پس منظر کو ایک شعر زاویہ سے پیش کیا جائے تو اس سے اسلامی تاریخ پر کاری ضرب ہی نہیں بلکہ بعث یہ رسول کے مقاصد اور واقعہ ہجرت پر مبنی حقائق و نتائج بھی بری طرح متاثر ہو سکتے بی تو انہوں نے اس کوشہ پر ایڑی چوٹی کا زور لگا یا اور کہنے لگے کہ و نتائج بھی بری طرح متاثر ہو سکتے بی تو انہوں نے اس کوشہ پر ایڑی چوٹی کا زور لگا یا اور کہنے لگے کہ

مکه سے ملمانوں کی ہجرت کسی دینی مقصدیا اسلامی جذبہ کے تخت ہمیں ہوئی تھی بلکہ ایک سنے دین کو قبول کرنے سے جب ان پر اقتصادی ناکہ بندی کردی تھی اور انہیں ایک خطرناک معاشی بحران سے دو چارہونا پڑا نیز مکہ میں ان کے لئے عرصہ حیات تنگ کردیا تھیا تو انہوں نے ایک ایسی جگہ ہجرت کرنی چاہی جہال وہ چین کا سانس لے سکیں اور ان کا اقتصاد بھی متحکم ہو، یہ ایک ایسا پروہ پیکٹرہ ہے جس کی نہ تاریخی حقائق تائید کرتے ہیں اور نہ ہی سیاق وسیاتی سے اس کا کوئی سراغ ملتا ہے۔

تاریخ اسلام سے معمولی واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ مکہ میں جن جوال مردول نے سب سے پہلے محمد عربی کا ٹیٹی پر ایمان لایا تھا ان کی معاشی حالت کا معیاد کیا تھا؟ حضرت الوبخ، معمول کی معاشی حالت کا معیاد کیا تھا؟ حضرت الوبخ، محمد حضرت عبدالرحن بن عوف من محمد محمد سخت الکبری اور حضرت عثمان ایروہ حضرات تھے جن کے پاس مال و دولت کی بہتات تھی ان کی تجارت کا دائر ہ انتا و سیح تھا کہ دہ بہآسانی مکہ کی اقتصاد یات پرا اثرانداز ہوسکتے تھے، اس کا اعداز ہ کتنب سرت کی روایات سے لگا یا جاسکتا ہے، کوئی اپناسارامال جائیداد چھوڑ کر جار ہا ہے تو کسی کو ایسے تھر کے ساز و مامان سے باتھ دھونا پڑر ہا ہے، کوئی اپناسارامال کا فرول سے خلاص پاکر کوئی ہے کہ حض کی اور کے سے دھونا پڑر ہا ہے، کوئی ہے کہ حض کا فرول سے خلاص کی تجارت کا محمد سن کی مقدار ۵۰ / ہزار در بہ تھی لے کر خدا کے دمول کا ٹیل کے ساتھ مکل ہو کہ کی مقدار ۵۰ / ہزار در بہ تھی لے کر خدا کے دمول کا ٹیل کے ساتھ مکل ہو کہ وہ ورت پر سے محمول اللہ تار کی مقدر کے دیوی اغراض کے حضول کے تحت ہوت کر ہا ہے تو فورا تنبیہ کردی "و من کا نت ھیجو ته الی دنیا یصیبھا او امر اُنہ ینکہ محمولته الی ما ھاجو کہ بی متادی کردی "و من کانت ھیجو ته الی دنیا یصیبھا اُو امر اُنہ ینکہ محمولته الی ما ھاجو کہ بی ایسے ہواں کی بیرت ای مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی بجرت دیوی مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی بجرت دیوی مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی بجرت دیوی مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی بجرت ای مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی بجرت ای مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی بیرت ای مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی بیرت ای مقدد کے سے بیا کہ کوئی کی بیرت ای مقدد کے صول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہواں کی کی بیرت کی مقدد کے سے بیروں کی بیروں کی کی بیروں کی بیروں کی کسی کی بیروں کی بیروں کی بیروں کی بیروں کی کی بیروں کیا کے بیروں کی بیروں

ایک طرف حنور سے صحابہ کا شدت عثق نظر میں رکھتے اور دوسری طرف حنور کا یہ ارشاد ذہن

⁽⁾ بخارى: كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله رسول الله والمنطق حديث ا:

میں رکھتے پھر سوچئے کہ محابہ کی ہجرت کا محامقصد تھا؟

ايك مغالطه كاجواب

بہال مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مغالطہ کا از الد کھیا جائے جس کا عام طور پرلوگ شکار ہوتے ہیں محکہ واقعہ ججرت سے اس کا تعلق دور کا ہے تا ہم اس کے بعض محوشوں کوا جا گر کرنے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے وہ مغالطہ یہ ہے کہ سلمانوں کی مظلومانہ زندگی، د فاعی کاروائی سے احتراز اوریے دریے ظلم سہتے رہنے سے بیٹنجہ اخذ کیا جا تا ہے کہ سلمان اس قدرز بوں مال تھے کہ ان کے لئے سوائے قالم کی چکیوں میں پہنے کے کوئی جارہ مذتھا چہ جائے کہ وہ مفارمکہ سے برسر پیکار ہوجاتے حالا نکہ حقیقت جال ایسی بھی ، پیچیج ہے کہ سلمان تھا دمکہ کے مقابلہ میں کمز ورضرور تھے کیونکہ ان کی نفری تعداد مختصرتھی، دسائل کی بھی ان کے پاس قلمت تھی لیکن بایس ہمدا گروہ جا ہے اور محدعر نی صلی الله علیہ وسلم کی طرف ہے اشارہ ملتا تو وہ کھارمکہ کی زندگی د و بھر کرد ہینتے اور خفیہ طریقہ پران کے خلاف پُرَتَثْد دِ کاروائیاں کرتے جیسی صورت حال آج بنجاب وستمیر اوربعض دوسرے علاقول میں نظر آرہی ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ ثکلتا کہ سلمان اس میں الجھ کررہ جاتے اور ان کا اصل دیجوتی مشن لوگوں کے ذہنوں سے محوہ وجاتا، ورید کیا وجہ ہے کہ جن جانثاروں نے سارے سماج کی دسمنی مول سرمحدء بی سلی الله علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہواوران پر بے رحم ظالم آئے دن قلم وستم کے بہاڑ توڑے جارہے ہوں انہیں "صبر آیا آل یاسر" () (اے آل یاسر مبر کرو) کی تلقین کی جائے؟ وا قعدیہ ہے کہ جس ذات عالی کے بیغام کو عام کرنے کے لیے آپ یہ سب پر داشت کررہے تھے اس کی طرف سے طاقت کے استعمال کی اجازت بھی نہیں ملی تھی ، بہی وجہ ہے کہ جب مدیرنہ کی بجرت كو كچوعرمه گذرگیا تو حشر جبرتیل"اذن للذین یقاتلون بأنهم طلموا"(۲)(ا*ن أوگو كو* اجازت دی گئی جن سے (کافرول کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس لیے کدان پرظلم کیا گیا) کے کراترے،اس آیت میں اجازت دی گئی کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اجازت ہیں تھی، اس بوری صورت ِ مال سے مسلمانوں کو یہ پیغام ملتا ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہر نقصان کو

()متدرك: ذكرمناقب عمار،مديث: ۵۹۳۹ (۲) الحج: ۳۹

برداشت كياجاسكتا بيكن وعوتى كام كنقصان كوبرداشت نبيس كياجاسكتا_

ججرت اور چندحقائق

نظام کائنات پس الدتعالیٰ کے چند کو بنی قوانین کارفر مایس جن کے بغیر دنیا کی کوئی چیز داتو وجود پس آئی ہے اور نہ باتی روسمتی ہے، انہیں قوانین پس سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہال کی چیز ول کو اسباب کے ساتھ جو ٹر رکھا ہے، جب تک مطلوبہ اسباب کو اختیار نہیں کیا جاسے گانہ کوئی کو مصصی کا میابی سے جمکنار ہوسمتی ہے اور نہ بی اس کے مطلوبہ قائی برآمد ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جائب سے انسان سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنی وسعت وامکان کے بقدر مطلوبہ اسباب کو اکھٹا کرے، پھر اللہ کی ذات عالی سے لولگ تے رکھے، جب یہ دوعناصر ترکیبی وجود پس آتے بیل تو لوگئا کرے، پھر اللہ کی ذات علی ہولگا کے رکھے، جب یہ دوعناصر ترکیبی وجود پس آتے بیل تو پھر نصرت الہی بھی حرکت بیل تی ہونے رہول اکرم کی زندگی کے تمام مراحل بالحضوص ہجرت جیسے نازک ترین مرحلہ بیس مذکورہ دونوں پہلومکل طور سے نظر آتے بیل ایک طرف خدا کی ذات پر کامل عمل بیجم ، جہد مسلمل ، حتی الامکان اسباب کی فراہمی ، خصوس اقدامات اور مضبوط پالیمیوں کا ایک عمل بیجم ، جہد مسلمل ، حتی الامکان اسباب کی فراہمی ، خصوس اقدامات اور مضبوط پالیمیوں کا ایک عمل بیجم ، جہد مسلمل ، حتی الامکان اسباب کی فراہمی ، خصوس اقدامات اور مضبوط پالیمیوں کا ایک عمل بیجم ، جو من فریاد کر بی بیس جو سے کانشہ تیار کیا جا رہے اور دوسری طرف ناگا بی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی فریاد کر بی بیس "وقل د ب اد خلنی مدخل صدی و اخور جنی مخوج صدی و احد جنی مند و احد جنی مند و احد جنی مند و احد و احد و جنی مند و احد و حد و احد و حد استان انصیا ان ()

(اے اللہ مجھے خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کوخوبی کے ساتھ لیے جائیو اور مجھے اسپینے پاس سے ایساغلبہ دیجیوجس کے ساتھ نصرت ہو)

محویاامت کویہ بتانامقصود ہے کہ کوئی بھی تحریک باانقلاب اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک زمین وآسمان کا پیمین امتزاج اسے تھ کم بنیاد فراہم نہ کرے۔

()الإسراء: • ٨

ہجرت کا آغاز

ہجرت کی سرگرمیوں کا آغاز کب سے ہوااس کی صحیح سحد یدتو شاید شکل ہے تاہم اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ جب رسول اللہ کا نظائیا کو اس بات کا مکل یقین ہوگیا کہ مکہ کی بت پرست قیادت کس طرح اس سنے انتقاب کو پر داشت کرنے والی نہیں ہے اور اب مکہ میں اس دعوت کے جھلنے چو لئے کا کو کی امکان نہیں ہے، تو اس وقت آپ اس فکر میں تھے کہ کی دوسر سے مقام کا انتخاب کیا جاتے، اور یہ اس لئے کہ آپ اچھی طرح جان چکے تھے کہ بنجرز مین میں اپنے دعوتی مشن کو جاری رکھنا دراصل اپنی صلاحیتوں کو ضائع کرنا ہے، لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ آپ نے یہ فیصلہ اس وقت کیا جب کہ سالہا مال کی طویل محنت اور بے لوث وعوت کے بعد آپ اس فتیجہ پر پہو پنچے کہ مکہ کے چو دھری اب سال کی طویل محنت اور بے کہ اس طرز عمل میں ایک داعی کے لئے بہترین اسوہ ہے، اس سے جہال یہ درس ملتا ہے کہ داعی کو مدعو سے فوراً دل پر داشتہ نہ ہونا چاہتے، جلکہ انتہائی صبر وضیط اور عمل کے ساتھ اپنی محنت کو جاری رکھنا چاہتے، و ہیں یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ داعی کو اگر طویل مدت کے بعد بھی مدعو سے متقبل میں کئی چیز کی امید ندر ہے تو وہ اپنی صلاحیتوں اور کاوشوں کو ان کر چیکے لئے کر خاک نے برکی کی میک جیز کی امید ندر ہے تو وہ اپنی صلاحیتوں اور کاوشوں کو ان کر چیکے لئے کر خاک نے ذکر کے۔

طائف کے سفر سے جب آپ کو ناامیدلوٹنا پڑا تو آپ پست ہمتی کا شکار ندہو سے بلکہ مزیدشدت وقت کے ساتھ اس فکر وکو سٹسٹ میں رہے کہ اللہ تعالی دعوت کے پھیلنے کی کوئی سبیل نکا لے چنا نچہ اللہ تعالیٰ کی مثیت سے بعثت سے محیارہ ویں سال پٹرب سے ایک وفد مکہ آیا، آپ ٹائٹائنا نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت، اس کی تعلیمات اور اس کے آفاقی پیغام کو پٹش کیا سمول نے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، ایک سال گزرا تھا کہ پٹرب سے بارہ آدمیوں پر شختل ایک اور وفد آیا، اس مرتبہ انہوں نے رسول اکرم سے اسلامی اقدار پر کا رہند رہنے اور اس کو اپنی زعد گی میں نافذ کرنے پر بیعت کی، آپ کی بھیرت اور شوس کمت مملی کا اندازہ دکا سیے کہ بیل مرتبہ ملا قات ہوئی تو صرف اسلام کی دعوت پٹش کی باوجو دید کہ انہوں نے اسلام کو مسیم قلب قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی لیکن آپ نے بیعت میں جلدی دیک، جب اسلام کو مسیم قلب قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی لیکن آپ نے بیعت میں جلدی دیک، جب

دوسر سے سال بارہ افراد آئے جن میں چھ پرانے تھے توان سے بھی صرف بیعت پراکتفا کیا، اب بھی ان کے سامنے اپنی بات مذرکی، اور مذبی اسپنے آنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، جب دوسری مرتبہ آنے پران کی سیائی اور اخلاص کے سلسلے میں مزید اطینان ہوا نیز ان سے بیعت ہوئی تو آپ اسپنے ایک قاصد کو بھی کر وہاں کے ماحول کو سازگار بنانا چاہا چتا سمجے مصعب بن عمیر "کوان کے ساتھ رواد کیا، حضرت مصعب "کی ایک سالگرفت سے مدینہ کی کایہ پلٹ محتی جس کے نتیجہ میں اگلے سال کا مرد اور دوعور توں پر محتقل ایک وفد اسلام سے مشرف ہونے کے لئے آپ کی خدمت میں عاضر ہوا، اب تیسری مرتبہ جب آپ کو مدینہ کے حالات کے سلسے میں پوراا طینان ہوا اور سارے خدشات ختم ہو گئے تو ان کے سامنے ہجرت کی چیش کش کی اور پوری صراحت کے ساتھ ان لوگوں مدات میں سامنے ایک حفاظت کی خاطر مرمشنے پر بیعت کی، اب حالات پوری طرح سازگا ہو چکے تھا، ()

مادی اسباب بالکلیداس کی اجازت دے دے دہے تھے کہ اب جوت کی جائے کین رسول اکرم فی اسپین ساتھیوں کو تو چیکے سے نکلنے کا حکم صادر فر ما یا اور خود آسمانی اشارے اور خدائی مثیت کے مشکر دہے، مادی اسباب اور آسمانی مدد میں کیسی عجیب ہم آ ہنگی ہے اس کا اندازہ آپ کی زعد گی کے ایک محوشے سے لگا یا جاسکتا یہ بیداس عظیم ذات کی سیرت ہے جو دنیا میں امام المتو کین کہلائی جس نے دنیا کو توکل کے مفہوم سے آشا کھیا لیکن آج اسی نبی کی امت سیرت کے اس عظیم پیغام کو فراموش کرے دردرکی محمود کریں تھا رہی ہے۔

مکہ کے چودھریوں نے جب دیکھا کہ مکہ سلمانوں سے خالی ہوتا جارہا ہے اور عنقریب رسول اکرم کاٹی آئی بھی مدینہ روانہ ہونے والے ہیں تو فوراً حرکت میں آگئے، وہ کیسے برادشت کر سکتے تھے کہ مدینہ جا کرمسلمان چین کی سانس لیس اور رسول اکرم محمسلی اللہ علیہ وسلم کا دین خوب تھلے بھولے، چتا مجہ ادھر جبرئیل امین ججرت کا پروانہ لے کرا تر سے اور کھارمکہ کے نایا ک عزائم سے مطلع کیا۔

⁽⁾ بيرة النبي تطلقة ١١٤٧ ()

شب ہجرت شب عثق وامتحان

جس اشارے کے آپ سخت منتظر تھے اب وہ مل چکا تھا نیز اس وقت آپ کو اللہ کی نصر ت وتا ئیداور غیبی حفاظت جوکا مل اعتماد رہا ہوگا اس کا کون اعداد و کرسکتا ہے، اب آپ کی راہ میں کوئی رکاوٹ دھی گئین اس کے باوجود آپ نے ہجرت میں جلدی عد کی اس لئے کدآپ کو پھین تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نصر ت اس وقت ہو سکتی ہے جب ظاہری اسب اور عقل و بھیرت کا بھی مطلوبہ استعمال معاون کے باوجود کی اس اللہ اور عقل و بھیرت کا بھی مطلوبہ استعمال معاون کے طور پر اپنے ایسے دوساتھیوں کا استخاب فرمایا جنہوں نے آپ پر سب سے پہلے ایمان معاون کے طور پر اپنے ایسے دوساتھیوں کا استخاب فرمایا جنہوں نے آپ پر سب سے پہلے ایمان الما تھا، حضرت علی ہو کہ اپنے ایمان معاون کے طور پر اپنے ایمان موقع پر اپنی معاون کے طور پر اپنے ایمان موقع پر اپنی اور والبہا دیجست کا جوت دیا ہے تاریخ انسانی میں بہت کم اس کی مطابس منتی ہیں، واقعہ ہجرت کا تھا جو اس کو میں داران ہو ہو سے منایاں نظر آتی ہو وہ یہ کہا گیا تھا وہ کون کا میان تو کو فانے کا تھا جو اس وقت تک آپ کے پاس باتی رہ گئی تھیں، یہ کما رسول اکرم مجموظ تھا ہیں اعتمالی والے کا تھا جو اس وقت تک آپ کے پاس باتی رہ گئی تھیں، یہ کہا اس مرام کہ آپ کے خون کا پیاما تھا اپنی دین میں جبکہ مرام کہ تا کہ جوت طبیعی مقصد کے مقابلہ میں ان جو تیات کو ترک میا جاسکاتھا کیکن آپ نے مال کہیں موجوز کر دیے مقابلہ میں ان جو تیات کو ترک میا جاسکاتھا کیکن آپ نے اس کو تک ہا مال کہیں کو تک کیا جاسکاتھا کیکن آپ نے مال کہیں۔ کو بھی گو ادار فر مایا کہ تھوڑی دیر دیر کے مقابلہ میں ان جو تیات کو ترک میا جاسکاتھا کیکن آپ نے اس کو کہی گو ادار فر مایا کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی لوگ آپ سے بدگمان ہو جاسکی ۔

مختصریک درسول اکرم تالیکی اور آپ کے رفیق حضرت ابو بکرصد کی دوافراد پر حیل چووٹاسا قافلہ چیکے سے مدینہ کی طرف نکل پڑتا ہے اس طور پر کہ اہل مکہ کو کا نوس کان خبر رند ہو، نگلنے سے پہلے مدینہ پینچنے تک پیش آنے والے سار سے خدشات ، ضرورتوں اور کھا ایمکہ کی طرف سے کی جانے والی امکانی سازشوں کا جائزہ لے کر اس کے مطابق نہایت منظم پروگرام مرتب کیا جاتا ہے ، سب سے پہلے ایسے راستے کا انتخاب کیا جاتا ہے جوغیر معروف تھا تا کہ دشمن تلاثی کے بعد بھی مطلع نہ ہو پائیں

پھر کچیرفاصلہ طئے کرنے کے بعدایک فاریس پناہ لیتے ہیں تین دن تک اِس میں قیام کیا جا تا ہے تاكد همن تلاش كرك تفك ما يس توبقيه بفراطينان سے طق كيا ماسكے، الرسلسل سفر جارى ركھا ماتا تواس كا قوى امكان تھا كہ چ راسة ميں متمن آ تھيريں،ادھرحضرت ابوبكر پي صاجزادي حضرت اسماءٌ كوضبح وشام غارييس كھانا پهونجانے كى ذمه دارى پہلے ،ى سونبى جاچكى تھى ، چنا نجيہ وقت پر كھانا پیونچ جایا کرتا تھا پھر دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہاس دوران تھارمکہ کی ہل ہل کی خبر رکھی جائے،اس کام پرعبداللہ بن ابوبکر کو مامور کیا گئیا وہ شام کومکہ کے سارے حالات سے آگاہ کرتے تھے، ابتداء سے انتہاء تک ان ماری تدابیر اور اسباب کو اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نصرت کی حجلکیال نظرآئیں، ﴿)سراقہ کے گھوڑے کے پیر دھنساد سئیے جانے کوتو ذہن میں خوب تاز ہ کیا جاتا ہے لیکن اسباب و تدابیر کے پہلوکو جو آپ کے ہراقدام میں نمایاں نظر آتا ہے بالکل فراموش کردیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں سیرت کامواد جوسراسر حرکت، بیداری بموج اور پیم کوسٹشش کا داعی ہے امت کے لیے جمود اور تعطل کا باعث بن جاتا ہے، چتانچہ آئے دن میرت کے عنوان سے جیسے، پروگرام اور سمینار منعقد کئے جاتے ہیں مگرعوام کی زندگی پروہ کوئی اڑ نہیں چھوڑتے، عالا تکه سیرت کا ہر گوشداس قابل ہے کہ زیر گئی میں انقلاب پیدا کر دے، واقعہ ہجرت ہی کا سرسری جائزه لياجاً يَة واس مين معلمانون وكيماعظيم بيغام ملتاب إكن بيسروساماني كيوالم مين الله کے نبی ٹاٹیا نے جرت کی اور پھر اللہ نے باس و ناامیدی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں کیسے امید کی پراغ جلائی؟ تحیا اس کے باوجو دمجی موجو دہ حالات میں مسلمان ناآمیدی کا شکار ہوسکتے ہیں؟ افسوس كه دوسرى ملحدقو مول نے اس گريمجھااوراس دنيا بيس اپناسكه جما تميس اورمسلمان ايسے مدبر اعظم نبی کریم کاٹی آئے کے مائنے والے ہو کربھی نبی کے معجزات کو پاڑھ کرلطف تو اٹھاتے رہے مگر آپ سائل این سرت کے حقیقی بیغام سے ناوا تعن رہے توکل کی غلط تقبیر نے انہیں جمود وتعمل کا شكار بناديا ـ

آج ضرورت اس بات کی ہے سیرت کے اس عظیم سرمائے کا اس نقطہ نظر سے مطالعہ کیا

⁽⁾ حياة السحابه ١١٨٣٥مرا

جائے اور آپ کا ٹیانی کی زندگی کے ان پہلوؤں پر زیادہ سے زیادہ تو جہ دی جائے جو اسباب کی نوعیت کے بیں جن سے آپ ٹاٹیانی کی شان تد ہر وفر است کا اظہار ہوتا ہے پھر اپنی حالت پر ایک سرسری نظر ڈائی جائے کہ ان دو پہلوؤں میں ہم نے کہاں تک توازن باتی رکھا ہے ہمیا یہ حقیقت ہیں کہ اگر امت کا ایک طبقہ تو کل محض کی دعوت دیتا ہے تو دوسرا اسباب ہی کو سب کچھ ہمی میں ہمیں ہے ہو ہمی کے است کا میاب ہمیں ہوسکتی ۔ ہوسکتی ۔

واقعة ہجرت کیءصری معنوبیت

جوت: لغت میں چھوڑنے، جدا کرنے اور ترک کرنے کو کہتے ہیں، چنانچہ قرآن وحدیث میں یہ لفظ اس معنی میں کٹرت سے استعمال ہواہے،ارشاد باری ہے:

"اورجن کی بدخوئی کاڈر ہوتم ان کو مجھاؤ اور جدا کروسونے میں '۔()

رسول اکرم کاٹی آئے نے فرمایا: "اور حقیقی مہاجر وہ شخص ہے جوان چیزوں کو ترک کرد ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے "۔ (۲) دوسری جگہ فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ ایپ نجائی سے تین دن سے زیاد وقطع کلام کرے "۔ (ریاض السائحین) عام محاوروں میں لوگ ججرت کے نقط کو ترک وطن کے لیے استعمال کرتے ہیں، چاہے وطن کا ترک کرناکسی بھی عرض سے کیوں میہ ہور ہے، جو مجبوب کی جدائی اور فراق جانال کیوں میں تعمل ہوتی ہے، شریعت کی اصطلاح میں دارالکفر سے دارالاسلام یا دارالامن جانے کا عرب مشکو ہیں ہے کہ کسی وطن کو دینی مجبوری کی بنا پر چھوڑ دینا بھی بجرت ہیں داخل ہے۔ (۴) مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے کہ کسی وطن کو دینی مجبوری کی بنا پر چھوڑ دینا بھی بجرت میں داخل ہے۔ (۴)

ہجرت قرآن میں

جرت قرآن کے ان موضوعات میں سے ہے جن کومتعدد جگہ بار بارد ہرایا گیا ہے، جہاد کے بعد کثرت سے جرت کی تاکید کی گئی ہے، جرت کی اہمیت کے لیے بھی کچھ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ

⁽⁾واهجروهن في المضاجع (النساء:٨٣)

⁽٢)"المهاجر من هجر مانهي الله عنه" (بخارى باب الانتهاء عن المعاصى: ٣٨٨٣)

^{(&}lt;sup>٣</sup>)"الخوو جمن دار الكفر إلى دار الاسلام" (روح المعانى ١٠٥٠/ رارالكتب أعلميه بيروت) (^۴)"و المراد هنا ترك الوطن الذى بدار الكفر إلى دار الإسلام" (مرقاة المفاتيح: انما الأعمال بالنيات، دار الفكر بيروت)

نے اپنی بختاب میں جگہ جگہ اس کا تذکرہ فرمایا: سورۃ البقرۃ کی آیت ہے' جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیاوہ اللہ کی رحمت کے امیدوار میں اوراللہ بڑا بخشنے والا مہر بان ہے''۔

اس آیت میں مہاجرین کی مغفرت اوران کے ساتھ رہم و کرم کے سلوک کا وعدہ کیا گیا ہے، ایک دوسری آیت میں مہاجرین کے لیے کامیابی کامژدہ سنایا گیا چنا نچہ ارشاد ربانی ہے"جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا وہ اللہ کے پاس بڑے درجہ میں بیں اور بھی لوگ کامیاب و بامراد ہیں'۔(')

پہلی ہجرت جب عبشہ کی طرف ہوئی تو حضرت خالد بن حزام بھی مکہ سے عبشہ کی طرف نکلے راستہ میں جب ان کو سانپ نے دئیس لیا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''جوشخص اللہ اور اس کے رسول کے لیے بہنیت ہجرت اپنے گھرسے نکل کھڑا ہو پھر اس کو راستہ ہی میں موت آگئی تو اس کا اجراللہ کے ذمہ ہوگیا''۔ (﴿)

قرآن میں جہال جرت کی افروی اہمیت کو اجا گریا گیا ہے وہی اس کے دیوی نتائج ومنافع کو بھی نظرانداز ہمیں کیا ہجرت آفرت میں کامیائی کا ذریعہ تو ہے ہی ساتھ ہی دنیا کی فلاح اور کامرانی کی بھی ضامن ہے ،لوگ بھی اکرتے ہیں کہ حرکت میں برکت ہے ،انسانی عقل بھی اس کو تسلیم کرتی ہے آدمی گھرباداور وطن چھوڑ دیتا ہے تو اس کے لیے ترق کی راہی گھلتی ہیں،قرآن نے بجرت کے دنیوی برکات کی طرف انثارہ کیا ہے،فرمان خداوندی ہے: ''جن لوگوں نے اللہ کے لیے بجرت کی بعد اس کے کہ ان پر فلم کیا گیا،ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا تو اب تو بہت بڑا ہے ،کاش پر گس کے اور آخرت کا قواب تو بہت بڑا ہے ،کاش پر گس کے گستے ،اس آیت میں خدا کی راہ میں بجرت کرنے والوں سے وعدہ کیا گئا کہ ان کو دنیا میں بہترین ٹھکا نہ عطا کیا جائے گا بھک کو کہ عمدہ ٹھکا نہ کی تقریر کس نے در ق صلال میں وحدہ کیا گئا کہ ان کا دنیا میں بہترین ٹھکا نہ عطا کیا جائے گا بھک کو کہ عمدہ ٹھکا نہ کی تقریر کس سے وربیع ہے ،اس میں ہر سے اور کسی نے عمدہ مکان یا دخمی نے دنی سے ،لین اس کا مفہوم بہت و ربیع ہے ،اس میں ہر سے اور کسی نے عمدہ مکان یا دخمی نے ان پر فلبہ سے کی ہے ،لین اس کا مفہوم بہت و ربیع ہے ،اس میں ہر سے اور کسی نے عمدہ مکان یا دخمی نے اس میں اس کا مفہوم بہت و ربیع ہے ،اس میں ہر

⁽⁾ الذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله بأموالهم وأنفسهم أعظم درجة عندالله (التوب:٢٠) () ومن يخرج من بيته مهاجراً إلى الله ثم يدركه الموت فقد وقع أحره على الله (النساء ١٠٠)

طرح کی دنیوی آسائش اور راحت شامل ہے،ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: ''جوشخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گاوہ زمین میں جگہاور کشاد گی پائے گا''۔(')

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو دنیا ہیں کے کردکھایا، چتا نچہ اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کی زندگی اس پر شاہد ہے جنہوں نے اللہ کی فاطر بحرت کی ،حضرات انبیاء علیم اسلام کی مشالیس ہمارے سامنے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وطن چھوڑ نے پرمجبور ہو فایڈ ابت پر مثانہ معالیہ ان کا مقالت بن چکا تھا جب انہوں نے تو حیدو دین کی فاطر عراق کو چھوڑ اتو اللہ نے اس سے بہترین وطن انہیں عطافر مایا، حضرت موئی علیہ السلام نے مصر کو چھوڑ اتو انہیں اور ان کی قرم کو شام میں عرب عطائی گئی پھر مصر بھی ان کے ہاتھ آگیا، نبی کریم ملی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس سلسلے میں روشن مثال ہے، مکہ میں نہایت متلیوں کا سامنا تھا، عرصہ حیات میگ ہوگیا تھا، سلمان کھار مکہ کے قالمہ تعالی نے گئی کو کشار مکہ سے بے مدید یہ بیان کے لیکن ہجرت کرکے مدید چلے گئے تو اللہ تعالی نے گئی کو کشاد گئی سے اور عسر کو یسر سے بدل دیا اور مسلمانوں نے چین کا سانس لیا، کو کہ جرت کے ابتدائی مرحلہ میں کچھ دشواریاں در پیش ہوتی ہیں بیکن بہت جلد حالات سازگار ہوجاتے ہیں۔

ہجرت احادیث میں

حنور ملی الله علیہ وسلم نے مختلف موقعول سے ہجرت کی اہمیت اور دین میں اس کے کلیدی مقام کی وضاحت فر مائی ہے، اس کا انداز وآپ کے ان ارشاد ات سے لگا یا جاسکتا ہے جو مدیث اور سیرت کی مختابوں میں ہمرے پڑے ہیں، ایک مگہ ارشاد فر مایا: "ہجرت ان تمام گنا ہوں کو دھاد بتی ہے جو اس سے پہلے کئے گئے ہوں'۔(۲) اس سے بڑھ کر ہجرت کی کیا فضیلت ہوسکتی خواد بتی ہے کہ اس سے پچھلے مارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اس میں کوئی شرنہیں کہ مارے اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے، بڑا ما بڑا عمل بھی اگر نیت کھوٹی ہوتو ہے قیمت ہوجا تا ہے، رمول اکرم کا شائیا ہے ومدار نیتوں پر ہے، بڑا ما بڑا عمل بھی اگر نیت کھوٹی ہوتو سے قیمت ہوجا تا ہے، رمول اکرم کا شائیا ہے اس میں طوعی نیت کی تا کید

^{(&#}x27;)"ومن يهاجو في سبيل الله يجدفي الارض مراغما كثير و سعة" (التماء ١٠٠٠)

⁽٢)"الْهجر قتهدم ماكان قبله" (مسلم بأب كون الاسلام يهدم ماكان قبله حديث: ١٢١)

کی ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ ہجرت کے عمل کا تذکرہ فرمایا ہے چنا نحچہ فرمان نبوئ ہے: اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے، جس کی ہجرت الله اور اس کے رسول تائیآئیز کے لیے ہوتو اس کی ہجرت الله اور اس کے رسول تائیآئیز کے لیے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی عورت سے نکاح کی عزض سے ہوتو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی''۔ (۱)

حضرات صحابہ جن کاعالم یہ تھا کہ مکہ بیس انہوں نے اسلام کی خاطر ہرطرح کی معیبتوں کو مول لیا تھا ظاہر ہے کہ ان کامکہ چھوڑ کرمد بینہ جانا صرف اسی عرض سے تھا کہ اسلام کی حفاظت ہو سکے اس کے لیے انہوں نے مکہ کی ساری جائیداد کو خیر آباد کہا، ایسے تھی افراد کے بارے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مدین کسی و نیوی مقصد سے جائیں کیکن اس کے باوجود آپ نے دولوک انداز میں کہد ویا کہ جرت بلا شبہ ایک عظیم عمل ہے لیکن اسی وقت جب کہ اس میں دوسر سے اغراض کا شائبہ مدہ ہوور نہ اس سے کچھ حاصل نہ ہو سکے گا، سوائے انتقال مکانی کے۔

دین میں ہجرت کامقام

⁽١) بخارى: كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله وَ الله عَلَيْكُ مُعَالِمُ مَا الله وَ اللهُ وَ اللهُ عَلَيْكُ مُعَالِمُ اللهُ عَلَيْكُ مُعَالِمُ اللهُ وَ اللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَاللّهُ وَا

پریشان میا گیا کہ ان کا مکہ میں وین پر باتی رہنا شکل ہوگیا، مجبوری کی حالت میں اپینے وین کی حفاظت کے لیے انہول نے مکہ سے نکانا طعے میا اس طرح ایک مسلمان ہجرت کے ذریعہ وطن ممال وجائیداد اور قوم وغیرہ تمام چیزول کی مجبت کو تھکما کر محض دین کی خاطرایک دوسرے مقام کا قصد کرتا ہے ظاہر ہے کہ وطن میں آدمی کو ہر طرح کی آسائش میسر ہوتی ہے حالات سازگار ہوتے ہیں ایک عرصہ سے قیام پذیر رہنے سے معاشی بنیادی سی تھکم رہتی ہیں پھر تعنقات کی وسعت اور آب وہوا کی مناسبت کی وجہ سے وطن سے ایک طرح کا قبی لگا قربیدا ہوتا ہے، ہجرت میں ایک مسلمان ان تمام چیزول کو قربان کر کے ایک ایسے مقام کی طرف سفر کرتا ہے ہواس کے لیے ہر طرح کے خدشات سے پڑ ہوتا ہے، سے وطن میں اس کا معاشی متلاغیر یقینی ہوتا ہے پھر وہال کی آب وہوا کی سازگاری بھی بڑی حد تک مشکوک ہوتی ہے خرضیکہ ایک پر دیس میں آدمی کو جن جن امکا نی خطرات کا سامنا ہو سکتا ہے ان تمام کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ صرف اپینے دین کے تحفظ کے لیے خطرات کا سامنا ہو سکتا ہے ان تمام کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ صرف اپینے دین کے تحفظ کے لیے جاتھا ہے۔ اس کما تا ہو سے ان کما گو کہ ہوتے میں اس کی خرین میں ان کا تا کہ بھرات کا میان ان میں ان کا کہ بین ان کا کی ان کا کہ بھرت ہوئے کہ میں اس کی خطرات کا سامنا ہو سکتا ہے اس کما تا ہو سے دین کے تعظ کے لیے ہوتے دو میں ون اسپیز دین کے تعظ کے لیے بھرات کی کرون گا ہیں کہ میں اس کریٹھتا ہے اس کما تا تھرت دین کے تعظ کے لیے ہوتے دو میں دن اسپیز دین کی کو تا سے کا کہ بھرت ہیں کہ کے تعظ کے کہ کو تا ہے کہ کمان کا کہ کی کہ کہ کا کہ کی کی کو تا ہوں کی کو تا کہ کہ کو تا کہ کو تا کہ کو تا کہ کو تا کہ کہ کو تا کہ کو تا کہ کو تا کہ کہ کو تا کہ کہ کمان کا کی کو تا کہ کو تا کہ کو تا کہ کی کو تا کہ کا کہ کو تا کہ کو تا

قرآن میں ہجرت کی تیاری کا حکم

جھرت کی ای اہمیت کے پیش نظر قر آن میں بار ہا ہھرت کے لیے ابھارا گیا ہے اور سلمانوں سے کہا کہ تمہارے پرور دگار کی زمین بہت کشادہ ہے آگر مکہ میں تمہارے لیے عرصہ حیات منگ کیا جار ہا ہے قو فکر کی بات نہیں تم دوسری جگہ ہجرت کر سکتے ہو جہاں تم آسانی کے ساتھ دینی شعار پر عمل کرسکو، چنانچے مور وعنکوت میں ارشاد ہوا: اسے میر سے بندو جو ایمان لاتے ہو میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ، () ہر منتفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، بھر تم سب ہمارا طرف ہی بیان کرلاتے جاؤ کے، (۲) جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیا ان کو ہم جنت کی بلند عمارتوں میں رکھیں گے جن کے بینچے سے نہر یں بہتی ہوں گی وہاں ہمیشہ دیں گے ہما عمدہ اجر عمارتوں میں رکھیں گے۔ کیا عمدہ اجر

⁽١) "ألم تكن أرض الله و اسعة فتهاجر و افيها" (النساء: ٢٩)

⁽٢) "كل نفس ذائقة الموت وإلينا ترجعون" (العنكبوت: ٥٤)

ہے عمل کرنے والوں کے لیے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے صبر کیا اور جو اسپنے پرور دگار پر مجروسہ کرتے بیں اور کنتنے ہی جانور بیں جو اپنارزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی ان کورزق دیتا ہے اورتم کو بھی ،اورو وسب کچھ مشتا جانتا ہے'۔ ()

ہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بجرت کی طرف الثارہ فرمایا ہے کے میری زمین بہت کشادہ ہے ا گرمکہ کی زمین تبہارے لیے تنگ ہورہی ہے تو سفر کر کے دوسری جگہ کا انتخاب کر سکتے ہو،سجامومن و ہی ہےجس کے نز دیک وطن سے بڑھ کر دین سےمجت ہو دین کی غاطروطن چھوڑ نے میں کئی طرح کا پس وپیش نہیں کرنا جاہئے،اس کے بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی راہ میں پیش آنے والے خطرات اور ہجرت کے لیے رکاوٹ بیننے والے خیالات کاذ کر فرمایاعموماً دوطرح کے خدشے آدمی کو چورت سے رو کتے ہیں ایک جان کا خطرہ دوسرارز ق اورمعاش کا خطرہ، وطن میں آدمی کے اقارب اور جائنے والوں کی بڑی تعداد ہوتی ہے ناگہانی صورت حال پیش آئے تو اپنو ں کی مدد سے محفوظ رہا جاسکتا ہے، اس طرح وطن میں انسان کو جان کے تحفظ کا احساس ہوتا ہے هجرت کی صورت میں اس کوخطرہ لاحق ہوتا ہے کہیں مفار پیچمانہ کریں اور راسة میں حملہ نہ کر بیٹھیں، اس خطرہ کو رفع کرتے ہوئے کہا گیا کہ جان کا امکانی خطرہ تہیں ہجرت سے مدرو کے،اس لیے کہ دنیا میں ہرآدمی اس لیے آیا ہے کہ اس کو ایک دن بہال سے جانا ہے ہرنفس کوموت کامزہ چکھنا ہے،اگر تم وطن ہی میں رہوتت بھی موت ہے چیٹکارا نہیں ہمومن کاعقیدہ ہے کہموت تو بہر حال وقت مقرر پر آتے گی ایک مومن کے لیے اہم متلہ یہ نہیں کہ جان کی حفاظت کیسے کی جائے بلکہ اہم ترین متلہ یہ ہے کہ ایمان کی حفاظت کیسے کی جائے اللہ تعالیٰ یہ واضح کرنا جاہتے ہیں کہ جان کی خاطرا یمان کھو کر آؤ گئے تو تمہارا آنارموائی کا باعث ہوگااس کے برخلات ایمان کی حفاظت کے لیے جان کھوکر اؤ کے تو جمیشہ کے لیے آرام میں رہو گے، آخری آیت میں جرت کی راہ میں رکاوٹ مینے والے دوسرے خدھے کا از الد کمیا گیا، آدمی کے لیے وطن میں معاش کے کئی ایک ذرائع ہوتے ہیں جو بدديس ميس ميسرنيس آسكت ،الله تعالى في فرمايا كدرزق كى فكربهي موس كو بجرت سے باز در كھے،

^{() &}quot;'وكأين من دابة لاتحمل رزقها الله يرزقها واياكم" (العنكبوت ٥٨:)

اس کے کدرزق توہم دیتے ہیں رزق کے اسباب تمہیں دھوکہ میں ندو الیں اور تم اس افسوس میں نہ گھر جاؤ کہ ہجرت کی وجہ سے تمہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ،اس کیے کہ بہت سے جانوروں کو ہم بلاسبب رزق ہم چاہتے ہیں گئنے جانور ہیں جہیں رزق کی فکر نہیں ہوتی مگر انہیں اللہ برابر رزق پہنچا تا ہے اس طرح تمہیں بھی اللہ بی رزق وے گا۔

آمدم برسرمطلب

او پر کی تفسیل کو مامنے رکھتے ہوئے ہوت کی اہمیت کا اندازہ لگ نے میں کمی قسم کی دھواری نہ ہوگی ایک طرف ہوت کے عظیم واقعہ ہونے کا اسمالہ میں قرآنی تا محد کو ذہن میں رکھتے اور دوسری طرف اسلامی تاریخ کے عظیم واقعہ ہونے کا استحفار کر لیجئے اور اس پس منظر میں رسول اکرم ٹائیڈیٹا کی مدینہ کی طرف ہجرت کا جائزہ لیجئے تو اس میں کئی پہلو ایسے ملیں کے جن سے است اسلامیہ رہنما یا منظوط حاصل کرسمتی ہے اور ان کی روشنی میں اپناسفر جاری رکھ سمتی ہے، ذیل کی سطرول میں ہم واقعہ ہجرت سے حاصل ہونے والے چند ایسے پہلوؤں کی نشاندہ کی کریں کے جوملت اسلامیہ کے لیے ہمیز کا کام دے سکتے ہیں، اس مضمون کا منصود ہی ہے کہ رسول اکرم ٹائیڈیٹر کی سیرت بلکہ پوری اسلامی تاریخ کا ایک عظیم باب جو ہجرت کی شکل میں پایا جا تا اس کے ختامت موثوں پر روشنی ڈالی جائے، سیرت نگاروں نے واقعہ ہجرت پر فاص تو جددی ہے بالحقوص جن اسلامی اسکاروں نے فقہ البیرة سیرت نگاروں بنایا ہے انہوں نے ہجرت پر نفصیل سے روشنی ڈائی ہے اور یہ عظیم واقعہ اس کا محتی ہی ہے۔

ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد

جوت سے قبل مسلمانوں کا کیا حال تھا؟ عسر ہی عسر نگی ہی نگی تھی ، کھار مکہ کی ریشہ دوانیاں نقطہ عروج کو پہنچ چک تعیں جو دین چہار دا نگب عالم میں پھیلنے کے لیے آیا تھا مکہ کی ناہموار فضانے اس کو مکہ کی گلیوں تک محدود کر رکھا تھا،مدینہ کی جانب ہجرت نے مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی اور قانون الہی کا یہ مرد و سنایا کہ ہر عسر میں یسر کا پہلو چھپا ہوا ہے، ہر نگی آنے والی فراخی اور کشادگی کا

پیش خمہ ہوتی ہے جہال معینتوں کی انتہا ہوتی ہے ویں سے آسانی کی رایس کھلتی ہیں، جہال آدی
ہرطرے کے دیوی اسباب سے مایوس ہوجا تاہے ویل نصر سے خداوندی اسے تھام لیتی ہے، جرت
ہرطرے کے دیوی اسباب سے مایوس ہوجا تاہے ویل نصر سے خداوندی اسے تھام لیتی ہے، جرت
ہیں سوچ سکتے تھے کہ مدینہ کی ہجرت انہیں ایک ایسے مقام پہنچا دے گی جہال وہ ایک اسلامی
حکومت تھیل دیں گے اور فتح مکہ کے موقع پر جن تفار نے مسلمانوں کے ساتھ قلم وزیادتی کا
سلوک تھا تھا وہ کی لوگ مسلمانوں سے سلامتی اور زندگی کی بھیک مانگیں کے لیکن دنیا نے دیکھا کہ
ہجرت کے بعد حالات کیسے سازگار ہوئے اور مسلمان کہال پہنچ گئے، آج مسلمان جن مشکلات سے
گذر دے ہیں اور عالمی منظر نامہ میں مسلمانوں کی جو حالت زاد ہے وہ تھی سے تھی نہیں ہے لیکن
انہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں واقعہ ہجرت مسلمانوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہوہ صبر سے کام لیس
اور ناامید نہوں اللہ چاہے تو بہت جلد حالات کی کا یا ہلٹ جائے گی ہونت سے تحت حالات میں بھی
بدۃ مومن کو اللہ کی ذات سے مایوس نہونا جائے۔

مسلم معاشره قنوطیت کی چاد رمیس

آج مسلم معاشرہ کا بجیب عال ہے، عوام تو عوام خواص اور قائد بن کا طبقہ بھی مایوی کا شکار ہے اور لوگ کو قوطیت اور ناامیدی کا درس دیتا پھر تاہے وہ جدھر نظر دوڑا تاہے اس کو بحران بی بحران نظر آتا ہے، مشکلات اور چیلنجوں کا ذکر چھیڑتا ہے تو ایسامحوس ہوتا ہے کہ یہ ایک میشم ہونے والی داشان ہے جب کہ اس رویہ کا حاصل اس کے علاوہ کچھیئیں کہ ملی قو تیں مفلوج ہوکرہ جاتی ہیں اور جذیات کی انگیرے میں کہ اس رویہ کا حاصل اس کے علاوہ کچھیئیں کہ ملی قو تیں مفلوج ہوکرہ جاتی ہیں اور جذیات کی انگیرے میں کہ میں کہ محلک نظر نہیں آتی، آپ کا پیڑھی نے نہا بیت نازک ملات میں بھی فرزندان اسلام کو ہمت دلائی مکہ میں کہی بھیا نک صور تحال تھی ہر طرف سے عرصہ حیات ملک کا جائزہ لیا تھا کو تی جیز آپ کو اپنے دعوتی منصوبے سے دوک میکی، ظاہر ہے کہ سلما نول کے موجودہ حالات سے قطع نظرا گرہم کے موجودہ حالات کا جائزہ لیس تو یہ کہنے میں کہی طرح نہیں کیا جاسکہ عالات سے قطع نظرا گرہم اسین ملک کا جائزہ لیس تو یہ کہنے میں کئی قسم کا تر دد یہ ہوگا کہ باوجود سینکڑوں مسائل کے جو یہاں اسین ملک کا جائزہ لیس تو یہ کہنے میں کئی قسم کا تر دد یہ ہوگا کہ باوجود سینکڑوں مسائل کے جو یہاں اسین ملک کا جائزہ لیس تو یہ کہنے میں کئی قسم کا تر دد یہ ہوگا کہ باوجود سینکڑوں مسائل کے جو یہاں

مسلمانول کو در پیش بین سلمان اسید دین پر درصر ف کاربندره سکتے بین بلکه غیرول بین اشاعت دین کا کام بھی کرسکتے بین، بشرطیکہ تکمت وصلحت کو ہاتھ سے جانے ددیں، اس کا یہ طلب نہیں کہ ہمارے اور ہمارے دین کے خلاف کی جانے والی سازشوں سے ہم بالکل ہی غافل رہیں اوراس اطینان میں رہیں کہ بہال کچھ نہیں ہور ہاہے، یہ حققت ہے کہ فرقہ پرست قرتی سائڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں کہ ہندو متان میں مسلمانوں کے اسلامی تخص کوختم کیا جائے اور انہیں قرفی دھارے میں بہنے پر مجبور کیا جائے اور انہیں قرفی دھارے میں بہنے پر مجبور کیا جائے ایک تبال اس قسم کے مسائل ہیں وہیں امکا نات بھی ہیں، اسلام دہنی اور پر وہیگنڈ ول کا سہارا لے کر آدمسلمانوں کا ایک طبقہ صرف واو بلا مجانے ہی کو وقت کا تقاضا سمجھ پیٹھا ہے اور نتیجہ اس کا یہ ہور ہاہے کہ مسلم قوم کی نظر صرف سازشوں اور چینجوں پر مرکوز ہو کر رہ گئی ہے جب کہ اس کے سامنے بہرت سے ایسے مواقع ہیں جن کو استعمال کر کے وہ تعمیری خدمات انجام دے سکتی ہے، واقعہ جرت سے تعمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہم ان صبر آز ما حالات میں امید کی شمع جلا کر عمل سکتی ہے، واقعہ جرت سے تعمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہم ان صبر آز ما حالات میں امید کی شمع جلا کر عمل بھی ہوں ہیں اسلام این اسفر جاری کو میں ۔

اسإب كاببهلو

دوسرانکتہ جو جوت کے سارے واقعہ میں کارفر مانظر آتا ہے یہ ہے کہ دیوی یاافروی کامیابی کے لیے اسباب سے بے نیاز نہیں ہوسکا، ظاہر ہے کہ بی کاٹیلی سے زیادہ ضدا پر بھر وسکس کو جوسکا ہے لین ان کا عال یہ ہے کہ جرت کے ہر مرحلہ پر خدائی اعتماد کے ساتھ پوری طرح اسباب کو اپنادہ یں چونکہ اللہ تعالی نے دنیا کا نظام بی کچھا ایسا بنایا ہے کہ ہر مقصد کی تحمیل کے لیے اسباب کو اپنانا ضروری ہے، نبی اکر م کاٹیلی کو جب جرت کی اجازت ملی تو عین دو پہر کے وقت سخت دھوپ میں حضرت الوبکر کے گھر کی طرف اس طرح نظتے بیل کہ آپ کچھا وڑھے ہوتے ہیں بقصود یہ خورت الوبکر کے گھر کی طرف اس طرح نظتے بیل کہ آپ کچھا وڑھے ہوتے ہیں بقصود یہ خورت الوبکر کے گھر میں داخل ہوتے تو فرمایا کہ تمہارے پاس موجود افراد کو باہر کردو تا کہ جب حضرت الوبکر کے گھر میں داخل ہوتے تو فرمایا کہ تمہارے پاس موجود افراد کو باہر کردو تا کہ مثورہ بالکل تنہائی میں طرح ہو، جب مکہ سے نگلے کا ادادہ ہوا تو آپ کاٹیلی نے خضرت کی مایا ورضرت ابوبکر کے ساتھ چیکے سے نکل گئے تا کہ لوگ اس مخالط میں دیں جگہ سونے کا حکم فرمایا اور خرس ابوبکر کے ساتھ چیکے سے نکل گئے تا کہ لوگ اس مخالط میں دیں

كدآب الطفيان آرام فرمارے ين، پھرآپ الطفيان في حضى كى روشى يس تكلنے كے بجائے رات كى تاریکی کومناسب سمجھااورالیسے راستے کو اپنایا جوغیر معروف تھا، پھرسفر کا ایک حصہ طئے کرنے کے بعدآب التلفيظ في فارتوريس قيام فرماياس كي وجديقي كه الرسفر متقل جاري ركها جاتا تو دهمن كتعاقب كا اندیشتفااس طرح از ابتداء تاانتها میوراسفرایک محل منصوبه بندی کی عکاس کرتا ب () جس سے امت کو اس بات کی رہنمائی ملتی ہے کہ کوئی دینی یا دنیوی مہم اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تك ايك منظم پروگرام كے تحت اس كوانجام ندديا جائے اور متقبل كے تمام خطرات كو سامنے ركد كر نہا بہت دوراندیشی کے ساتھ قدم ہذا تھا یا جائے، دوراندیشی منصوبہ بندی اورتظم وضبط ایک زمانے میں مسلمانوں کاطرة امتیاز تفاجس کے سہارے مسلمانوں نے بڑی بڑی ہموں کو سر کیاوہ جہاں ہلے جاتے کامرانی ان کے قدم چوتی بسااوقات وسائل کی قلت کے باوجو دعی عظیمی صلاحیت اور دور ا تدیشی کے ذریعہ مسلمانوں نے عظیم فتو حات حاصل کیں، نبی اکرم ڈاٹیا ہے اجتماعی یا انفرادی زندگی کا کوئی مح شدایسا نبیس جهال باضابطگی اور با قاعدگی شکتی مو،آپ تانیکی نے مومن کی شان پید بیان فرمائی که وه د وراندیش اورتظم وضع کا پابند ہوتا ہے آپ ملٹیکٹے نے مدصر ف اسپینے ارشادِ ات کے ذریعہ اس کی تغلیم دی بلکہ اس کے عملی نمونے بھی پیش فرمائے کیکن موجودہ مسلمانوں کی پیہ برسیبی ہے کہ تتاب وسنت سے انحراف نے انہیں اسلامی زندگی کے نمایاں خدوخال سے عاری کر دیا جب که دوسری قریس ایسی چیزول کواختیار کرے کامیابی کی سمت برهتی پیلی جارہی ہیں، آج ہمیں شکایت ہے کہ ہرمیدان میں نا کامی کاسامنا کرنا پڑر ہاہے کیکن مجھی ہم نے اس پرغور نہیں کیا کہ ہم نے ایس سے مسائل کے لیے کہال تک دانشمندی اور دورائدیشی سے کام لیا ہے ہمارا کونساا دارہ پانتظیم ہے جس نے مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے تندیبی اوم مکل نظم وضیط کا مظاہرہ کیا ہو،اختلاف وانتشاراور بنظمی کابیرهال ہے کسینکڑول تنظیمیں اوراد ارسے قائم ہوتے ہیں اور پھر بہت جلد نابو دبھی ہوتے ہیں کاش کہ ہم واقعہ ہجرت ہی ہے بین حاصل کرتے۔

() حياة العجامة جندا ول ص ٣٣٣

ایثاروقر بانی

ویسے وضرات صحاب کی پوری زندگی ایثار و قربانی سے عبارت ہے تاہم واقع ہجرت میں اس کی ہمر پور جھلک نظر آئی ہے، واقعہ ہجرت صحاب کی ہے مثال قربانیوں کا ایک روش باب ہے مکہ سے نظلنے سے لئے کر مدینہ ہے تھے تک اور قیام مدینہ ہا تا گھرا تنا آسان ندتھا کہ تقار مکداس پر کے تابنا ک نقوش ملتے ہیں، صحاب کا مکہ سے مدینہ بیلا جانا کچھا تنا آسان ندتھا کہ تفار مکداس پر فاموش رہتے اور انہیں بہ آسانی مدینہ جانے دسیت تفار مکہ یہ بہاں پر داشت کر سکتے تھے کہ ملمان مدینہ جا کسکون کی زندگی گذاری اور ان کی تکلیفوں سے تجات پائیں، چنا تھے ہجرت کے آفاذ ہی مدینہ جا کسکون کی زندگی گذاری اور ان کی تکلیفوں سے تجات پائیں، چنا تھے ہجرت کے آفاذ ہی وایمان کا سودا نہیں ہوسک تھا، نبی اکرم تائیق نے جب اسپنے ساتھیوں کو مدینہ ہجرت کا حکم دیا تو وایمان کا سودا نہیں ہوسک تھا، نبی اکرم تائیق نے جب اسپنے ساتھیوں کو مدینہ ہجرت کا تک تک ویا تو تعرب کے خوار ہوگیا تو تک عرب ملک ہے تھا کہ تھے مقر بانی بان ان کے لیے دھونا پڑا ہمی کو گھر بار نے ساتھ دھونا پڑا، ہجرت کی رات جب آپ نے ہے تھے سے نظنے کا راد و کیا تو حضرت کی ان خوار ہوگیا تو تک سے باتھ دھونا پڑا، ہجرت کی رات جب آپ نے ہوئے کی سے باتھ دھونا پڑا، ہجرت کی رات جب آپ نے ہی کہ سے نظنے کا اراد و کیا تو حضرت کی ان خوار ہوگیا تھی کہ میں بہت کہ اس کی مثالیں ملتی ہیں، جنورا کرم کا ٹیا تھا، خوار مان کی مثالیں ملتی ہیں، جنورا کرم کا ٹیا تھا، حضرت کی ان خوار موری ان کے میا و ان کو خطر و میں ڈالنا تھا، حضرت کی شائی ہیں، جنورا کرم کا ٹیا تھا، حضرت کی شائی ہو میں دورت گھا ہے کہ کو تھا دورت کی ان میں جنور کی کو ان خوار موری کی کو ان کو دورت کی ان کی مثالیں ملتی ہیں، جنورا کی می کی دورت کی ان کی میان کی مثالیں ملتی ہیں جنورا کی کو ان کی میان کی مثالیں ملتی ہیں جنورا کی کو ان کو خطر و میں ڈالنا تھا، حضرت کی شائی ہی جنور کی کو ان کی دورت کی کو ان کو میں دورت کی تو بیا کی دورت کی کی کو ان کی دورت کی کو تھی دورت کی تو کی کی کو تو کی کی کی کو تو کی کی کو تو کی کی کو تو کی کی کو تو کی کو کو کی کی کو تو کی کو تو کی کو کی کو تو کی کو کی کو کی کو کی کی کو کی کو کی کو کی کو کو کی کو کی کو کو کی کو کی کو کی کو کی کو کی کو کو کی کو کو کو کی کو کو کی کو کی کو کی کو کو کی کو کو کو کی

ہجرت کے لیے خاص طور پر حضرت ابو بکڑ نے دواونٹ خریدے اور سفر میں زادِ راہ کے طور پر گھر میں جو پونجی تھی سب کچھ ساتھ لے لیا بھر دوران سفر جس والہانہ مجت اور بے لوث ایٹار کا مظاہرہ کیا وہ صرف انہی کاحق تھا، سیرت کی کتابوں میں آیا ہے کہ چلتے چلتے راستے میں حضرت ابو بکر صد ان " مجھی پیچھے کو ہوتے اور مجھی آگے بڑھ جاتے ، حضور کا ٹائیل کے دریافت کرنے پر بتایا

^() سيرة النبي تأثيلِظ حصداول ص ١٧٩

که یارسول الله ناتی این الله اورجب همن کا تعاقب کاخوف جوتا ہے تو میں پیچے ہوجا تا ہول اورجب گھات کا درجوتا ہوتا ہے تو میں پیچے ہوجا تا ہول اورجب گھات کا درجوتا ہول، () فارٹور کے قریب کانچے تو حضور کاٹیا آبا کو باہر دینے کے لیے کہا اورخود اندر داخل ہوئے اور فارکو صاحب کیا اور پورے فارکا جائزہ لیا کہیں کوئی تکلیف دہ چیز نہ ہوجب مطمئن ہوئے تو حضور کاٹیا تھے سے آنے کی درخواست کی ۔ (۲)

عرض واقعہ جرت کے ہر پہلو سے حضرات صحابہؓ کی قربانیوں کی عکاسی ہوتی ہے،ان ساری تربانیوں کے پیچھے کونسا جذیبہ کار فرمانھا ٹاہر ہے کہ وہ صرف دین وایمان ہی تھا جس نے ان کے لیے ہر قربانی آسان کردی تھی،آدمی جب اسلام کے دائرہ میں داغل ہوتا ہے تواس کو طرح کی آزمائشوں کاسامنا کرنا پڑتا ہے، آفتیں اس کو گھیر لیتی ہیں مصیبتوں کے پیماڑ ٹو شے ہیں کیکن ایک سیے مومن کی شان پہ ہونی چاہتے کہ اس کا ایمان اس کو دین کے تحفظ کی راہ میں قربانی پر آمادہ كرے وطن، آل واولاد، مال ومتاع سب تجھ دين پر قربان كردے تھرسے اور كھو فے ميں امتیا زاس وقت ہوتا ہے جب دینی اور دنیوی تفاضول میں فکراؤ پیدا ہو، دین سے وابتگی کا تفاضا تجھ ہواورنفسانی خواہشات کچھ اور جاہتے ہول حقیقی مومن بلائسی پس وپیش کے ایمان کی آواز پر لبیک کہتا ہے جب کہ نام کامسلمان تذبذب کا شکار ہوجا تاہے،حضرات صحابہؓ نے مذسر ف ہجرت کے موقع پر بلکه تادم حیات دین کوتر چیح دی، آج سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم اس معیار پرکس قدر بورے اتر رہے ہیں تھا ہمارا ایمان دین کے لیے معمولی سی قربانیوں پر بھی آمادہ کررہاہے؟ زند كى میں مدجانے کتنے ایسے موڑ آتے ہیں جہال ہم دین کے تقاضوں کو تحض اس لیے بالائے طاق رکھتے ہیں کہ اس سے اپنی انا مجروح ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، صرف اپنی انا کی سکین کے لیے بسا اوقات ہم بڑے سے بڑے ملی مفاد کو قربان کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے ،کتنی وینی تحریکیں میں جو چندافراد کے ذاتی مفاد کی بھینٹ چردھ کتیں اور کتنے ادارے شکست وریخت سے دو جار ہوئے ایک طرف تو ہم اپنی غیرت ملی کا اظہار کرتے تھکتے نہیں اور دوسری طرف معمولی ہی بات

> () سیرت صلیبیه ج۲ نسعت اول ص ۹۵ (۲) سیرت حلیبیه ج۲ نسعت اول ص ۹۸

کے لیے اجتماعی مفاد کو نظر انداز کردیتے ہیں، واقعہ ہجرت آج سے چودہ سوسال بعد بھی ہمیں جھنجھوڑ رہاہے کہ ہم ایسے اعدر دین کے لیے مرمٹنے کی اسپرٹ پیدا کردیں۔

اسلامی اخوت

واقعہ ہجرت شروع سے اخیر تک اخوت اسلامی کا عکاس ہے جگہ جگہ اسلامی بھائی جارگی کے غدوخیال نمایاں ہیں، ججرت کے ابتدائی مراحل میں بھی مسلمانوں نے بے بناہ اخوت کا مظاہرہ کیا اور دوران ہجرت بھی، پھرمدین منتقل ہونے کے بعدانصار ومہاجرین نے اخوت کے جومناظر پیش کیے چشم فلک نے بھی ان کا نظارہ نہیں تھیااور شایدرہتی دنیا تک اس کی نظیم ملنی شکل ہے،اس ا خوت اور بھائی جارگ سے مدیرہ منورہ میں اسلامی معاشر تشکیل پایاا نصار کی بھائی جارگی کا پدعالم تفا کہ وہ اس سلسلے میں ایک دوسرے سے مبتقت نے جانے کی کوسٹسٹ کرتے ،نوبت قرمہ اندازی تک پہنچ جاتی ایک مہا جر کے تئی دعوی دارین جاتے۔ پھر قرمہ کے ذریعے تھی ایک کے حوالے کرنا پڑتا، انصاری اسپنے اسلامی بھائی مہا جرکو اسپنے گھرلے جا تا اور اپنی ساری جائیداد مال ومتاع کو دوحسول میں تقسیم کرتااورمہا جر کو اختیار دیتا کہ جو جا ہو نے لو،ا گرکسی مہاجر کے پاس بیوی مذہوتی تو انساری مہا جربھائی سے کہتا اگرتم جا ہوتو میں اپنی دو ہو یوں میں سے ایک کوجس کوتم پیند کروطلاق ديدول ايك طرف انصار كي طرف سے ايثار وقرباني كايه عالم تحاد وسرى طرف مهاجرين عرت نفس كا خیال کرتے ہوئے کہتے کہ اللہ تمہارے مال و دولت میں برکت دے جمیں صرف باز ار کاراسة بتاد و،اس سے اسلامی سماج کابنیا دی عنصر نمایاں ہو تاہے جب ایک انسان کلمہ تو حید کاا قرار کرکے دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ قومی، طنی بسلی ہرطرح کی جکڑیندیوں سے آزاد ہو کر عالم گیر وحدت میں شامل ہوتا ہے۔اب وہ اسینے آپ کو تنہا نہیں یا تابلکہ اسینے بیچھے ملت اسلامیہ کی ایک عظیم طاقت محسوس کرتاہے وہ دنیا کے جس خطہ میں بھی چلا جائے اسلامی رشتہ اس کو ایک مرکز سے جوڑ ہے رکھتا ہے اخوت اسلامی کی اس روح نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو بنیان مرصوص کی طرح مضبوط کردیا تضابس کے نتیجے میں مسلمانون کوجس چیز نے جوڑ سے رکھا تھاوہ بھی اسلامی رشة

تھاجوخونی رشۃ ہے بھی پڑھ کرتھا۔

مدينه كانصادكااسلام سيقبل مهاجرين سيحسى طرح كاكوئى تعلق يغضانه ولخنى مناسبست تحى نه ہی علاقائی نسبت مہاجرین کے مدیر نمٹنگل ہونے پر انصار نے محض اسلامی رشۃ کی بنیاد پر ان کا تعاون کیااورمہا جربھائیوں کو اسپیج حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر مجھا، واقعہ یہ ہے کہ اخوت اسلامی کے بغیر اسلامی معاشرہ کا تصور ہی نامکل ہے، مدینہ منتقل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جس کو رسول اکرم ٹاٹھا نے انجام دیا وہ انصار ومہاجرین کے درمیان موافات ہے،لیکن آج کے مسلمانوں نے یا تو اخوت اسلامی کے بنیادی تصور کو بالکل فراموش سردیا ہے یا پھر جانت ہو ہے اس سے تغافل برت رہے ہیں، چنانچہ ایک مسلمان اسیعے دوسر سے بھائی سے اس مال میں ملتا ہے کہ اس کا سینہ بغض وعناد ہے بھرا ہوا ہوتا ہے اتخاد وا تفاق، ہمدردی وخیرخواہی اخلاص وایثاراور باہمی تعاون جیسی عمدہ صفات جواخوت اسلامی کی بنیاد پریبدا ہوتی ہیں آج کے مسلم معاشروں سے ناپید ہوتی جارہی ہیں،جس کے نتیجے میں وحدت اسلامی کا تصور ایک خواب سا بن كرره كيا ہے ملكى اختلافات ايك طوفان كى شكل اختيار كرتے جارہے يى، ايك مسلك كافرد دوسرے مسلک کے فرد کے ساتھ ایساسلوک کرتا ہے جیسے غیرول سے کیا جاتا ہے، ہرمسلمان کی ایک مسلکی شاخت بن گئی ہے،اس کی ساری جمدردی اسینے مسلک کے او کو ان تک محدود رہتی ہے اورسب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ اسی کوعین دیں جمحتا ہے، تنگ نظری اور تعصب کا یہ عالم ہے کہ دوسری جماعت یامسلک سے منسوب شخص کوتھوڑی دیر کے لیے بھی برداشت نہیں کیا جا تااوراسے ایک طرح سے اچھوت مجھا جاتا ہے، جحریکیں اور تنظیمیں تو خدمت دین کے لیے ایک طریقہ کار کے طور پر قائم کی جاتی ہیں بھلا ان میں تعصب اور تنگ نظری کی محیا گنجائش ہوسکتی ہے، ہر ایک کامقصد خدمت دین هو تا ہے کین امت اسلامید کایہ کیساعظیم سانحہ ہے کہ ان ہی تحریکوں سے تعصب ونفرت کے شعلے بھڑک رہے ہیں جن تحریکوں اور جماعتوں کی بنیاد اخلاص وللہیت پر کھی گئے تھی ، آج وہی تحریکیں امت میں اختلات وانتشار کا ذریعہ بن رہی ہیں، چنانجہ آج ملت مختلف چھوٹے چھولے غانوں میں بٹ بھی ہے جس کی وجہ سے املامی اخوت کاصاف وشفاف چیرہ دھندلا ہوتا جار ہاہے

اورامت کاہر فردمسلی اور تحریکی خلیجوں کی بنیاد پرخود کو تنہامحسوس کرر ہاہے واقعہ ہجرت چو دہ سوسال بعد بھی ہمارے ذہنوں میں اخوت اسلامی کہ حقیقی مفہوم کو تازہ کرر ہاہے اسلامی اخوت سے بغیر غلبہ اسلام کے لیے جانے والی ہرکوسٹ ش سے کارہے اس کے دیر پانتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔

معراج كايس منظر

ر سولِ اکرم تالیجیجی سیرت کا کوئی مح شدایها نہیں ہے جسے جیرت انگیزاور عبرت خیز قرار نددیا جائے اور جس میں امت مسلمہ کے لیے کوئی سبت اور پیغام پوشیدہ ندہو، آپ کی مبارک زندگی کاہر واقعہ اسپنے اندر سامان عبرت کا ایک پوراجہان رکھتا ہے، بس ضرورت نگاہ عبرت شاس اور دلِ ہوشمند کی ہے جواس میں پنہال تعل وجواہر تک رسائی حاصل کرسکے۔

سيرت ورمول اكرم تَاثِلَا كاليك انتهائي نمايال واقعة معراج بيه، جوعام واقعات معيمختلف اورر رول مالتلالا کے عظیم معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے، یہ واقعہ روایات کے اختلاف کے ساتھ ماہِ رجب ہی میں پیش آیا موجود و حالات میں امتِ مسلمہ اس واقعہ سے بہت کچھ قوت وتوانائی حاصل کرسکتی ہے،اس وقت مسلمانوں کی عالمی صورت ِ حال انتہائی مایوس کن ہے، دشمنوں کی جانب سے ہونے والی سلسل بیغاراورمالمی سازشوں کے نتیجہ میں ساری دنیا کے مسلمان سخت مایوی کا شکار ہیں ،ایسے میں تھی طرح کے مثبت اقدام سے پہلے ملت کو مالوی کے دلدل سے نکالنا اولین تقاضہ ہے، واقعة معراج كابنيادي پيغام بي بيركمشكلات ومصائب اورنا كاميول كيسلس كود يكورمايوس نہیں ہونا جاہئے؛ بلکہ ان سے نیا عربم اور نیا حوصلہ اور نئی توانائی حاصل کرنی جاہئے؛ اس لیے کہ ہر شب تاریک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے کی پَو و پھوٹے کی خبر دیتے ہیں،اور ہر'عسر'''یسر''کا پیش خمہ ہوتا ہے، ہر شکل کے بعد آسانی کا مرصلہ آتا ہے،معراج کے معنی بلندی پر چروھنے کے آلہ کے ہیں ہمعراج کے ذریعہ نبی کو ہرطرح کی رفعتوں اور بلندیوں ہے سرفرا زنمیا محیاءایسی بلندیاں کہ آپ کے علاوہ کسی بھی بڑی سی بڑی جستی کومیسر مذہوسکیں بلیکن بلندیوں کی منزلوں پر آپ کو اجا تک نهين يهنجا يا محيا؛ بلكه اس سے قبل سخت حالات اور سنگين دشوار يول سے گذرا محماج سے قبل کے مالات پر ایک طائر اندنظر ڈالئے، اہلِ مکہ کی مخالفتیں انتہاء کو پہنچے چکی تھیں، آپ کے لیے عرصہ حیات تنگ نمیا جار یا تھا، آپ پر ایمان لانے والے متھی بھرصحابہ بھی قلم کی چکیوں میں یہے جارہے تھے، تاہم لوگوں کی ہزار مخالفتوں کے باوجو د دوسہارے ایسے تھے جن سے آپ محو بہت تقویت اور

تعاون عاصل تھا، ایک آپ کے پچا ابو طالب اور دوسری زوجہ صفرت خدیجہ ، یہ دونوں آپ کے بڑے ہمدرد اور خیر خواہ تھے، لیکن نبوت کے دسویں سال پہلے ابوطالب کا پھر حضرت خدیجہ کا اختال جوا، ان دونوں کا اختال حضور تا اللہ اللہ کا ہم حمولی سانحہ دخھا، نم وائد وہ کے ان لگا تار واقعات کی وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن پڑھیا، ان سہاروں کے اللہ جانے سے تفارومشرکین واقعات کی وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن پڑھیا، ان سہاروں کے اللہ جانے سے تفارومشرکین کی جرآت بڑھی ؟ اب وہ آپ کو جمانی افدیت و سینے سے نہیں چک سکتے تھے مکم مکر مہ یس جب ہر طرف سے انکار کاسامنا کرنا پڑا اور تا افتیاں اشہاء کو پہنچیں تو حضور تا اللہ اس خیال سے طاقت کا برخ کیا کہ ثاید وہاں پذیرائی ہو اور سر داران طاقت آمادہ ہوجائیں، تو دین کے پھیلنے کی سیل پیدا ہوجائے ، لیکن ظلاف تو قط طاقت میں مکہ سے کہیں زیادہ میکین صورت حال پیش آئی، وہاں کے ہوجائے ، لیکن ظلاف آپ کی بات سننے سے انکار کردیا: بلکہ آپ کے ماتھ اختہائی برتمیزی سے پیش خالموں سے جسم اطہر لہولہان ہوگیا، انتہائی شرفراز توں سے جسم اطہر لہولہان ہوگیا، انتہائی مرفراز کیا گیا گئے کے حالم میں آپ تا گیا گئے طاقت سے لوٹ نے تھے کہ اللہ کی جانے سے آپ تا گیا گئے کو معراج سے کسم بری کے عالم میں آپ تا گیا گئے طاقت سے لوٹ نے تھے کہ اللہ کی جانے سے آپ تا گیا گئے کو معراج سے مشکلات و مصائب انتہاء کو جانچہ تو واقعہ معراج کے ذریعہ آبانیوں اور فتح مندیوں کا دور شروع ہوا، اس کی منظر می منظر می منظر می منظر می منظر می منظر میں کی منظر میں اس کی منظر می منظر می منظر میں انہاء کو جانچہ تو واقعہ معراج کے ذریعہ آبانیوں اور فتح مندیوں کی دور شروع ہوا، اس کی منظر می مولانا سیدمنا ظراحین گیلائی نے نے اسے منظر میں کیا ہی نے اسے منظر می منظر میں منظر منظر میں منظر میں منظر میں منظر میں منظر منظر میں منظر منظر میں منظر منظر میں منظر میں منظر میں منظر منظر منظر میں منظر منظر میں منظر میں منظر میں منظر میں منظر میں منظر میں منظر منظر میں منظر میں منظر منظر میں

"یہ حیات طیبہ کا ایک بہت بڑا موڑ ہے، اب تک اللہ کا آخری نبی دشمنوں کے حوالہ تھا کہ جس طرح چاہیں پر کھ لیس ، میرت و کر دار کی کموٹی پر ، صداقت ولیاقت کے معیار پر ، چاہے طنز واستہزاء کے تیر چلا تیں، گالی و زبان درازی کے تازیانے برسائیں معاشی تاکہ بندی کا ہتھیار آزمائیں، بند منصوبے کی معاشر تی زنجیر س کاٹ دیں ، سرباز اردسواء کریں ، سنگ باری سے جسم اِطہر لہولہان کر دیں مظومیت کی اس کیفیت میں جو دعاء زبان و تی ترجمان سے نگی وہ عرش الہی سے جا جگرائی ، قولیت کا اولین مظہر پہاڑوں کا فرشہ تھا، جو تھیل حکم کے لیے حاضر ہوا تھا، اب نبی تمام آزمائشوں سے گذر کر کامیاب ہوتا ہے، دنیوی نقطہ نظر سے مظہاری اذبت کی انتہاء ہے اور روحانی اعتبار سے سرخرو تی ہے، بندہ آزمایا گیا، و بایا گیا، بلند کیا سرخرو تی ہے، بندہ آزمایا گیا، و بایا گیا، بلند کیا سرخرو تی ہے، بندہ آزمایا گیا، بلند کیا

گیا،معراج سے ہم کنارجوا،شعب بنی ہاشم کی نظر بندی اورطائف کے بازاروں میں رسوائی کاانعام، افلاک نظرنوا زاورعرش بریں پرعزت افزائی ہے''۔()

موجود ه حالات میں واقعهٔ معراج کا پیغام

اسلام کی ابتدائی دور میں جس طرح اسلام اور مسلمانوں کے لیے عرصة حیات تنگ کیا محیا تھا اوِرسنسل تیره برس تک آزمانش اور قربانیول کا بهسلسله چلتا رباهٔ تھیک بھی صورت ِ عال اس وقت دیھی جارہی ہے،اقطاع عالم میں ہر جگمسلمانوں کے لیے عرصہ حیات تنگ میا جارہا ہے، دشمنوں کی چیرہ دستیوں میں سلسل اضافہ ہور ہاہے ہیکن اس کے باوجو دھیں مایوں اس لئے نہیں ہونا جائے کہس طرح تیرہ برس کی مشکلات ومصائب کے بعدمعراج کے ذریعہ آسانیوں اور کامرانیوں کا سلسله شروع ہوا، اسی طرح مسلمانوں کی موجود ہ تاریک صورت ِ حال سے بہت جلدامید کی کرن بھوٹے گی اور حالات میں مثبت تبدیلی آئے گی، ایک مسلمان کو حالات کی ناساز گاری ہے اس لیے بھی پست ہمت نہیں ہونا جا ہئے کہ وہ خدا کی بے پناہ قدرت پریقین رکھتا ہے، واقعۂ معراج سے جہال اور بہت سے حقائق ثابت ہوتے ہیں وہیں یہ واقعہ ضدا کی بے بیناہ قدرت سے پر د ہ مثا تا ہے کہ زمان ومکان اور زمین وآسمان کا نظام سب کچھ تابع فرمانِ الٰہی ہے،اور خدا کی عظیم قدرت کے دائرہ میں ہے ہموں میں آسمانوں اور لامکانوں کی سیر کرائی گئی اور عالم بالا کامشاہدہ کرایا گیا، مكه كے انتہائی مایوں كن مالات ميں معراج جيسا مجير العقول وا قعدظا ہر فرما كرمسلما نول كواشاره ديا محیا کہ حالات کا بدلنا خدا کے لیے کوئی بڑی چیز نہیں ہے، جو خداا ہینے نبی کو انتہائی جیرت انگیز طور پر سفرمعراج کراسکتا ہے، وہ زمین پرمسلمانول کے حالات بدلنے پر بھر پور قدرت رکھتا ہے،اس طرح واقعۂ معراج کا ایک اہم پیغام قدرتِ خداوندی پریقین ہے،جس کے بعد ایک مومن بندہ کے لئے بڑی سی بڑی مصیبت تھی ہو آتی ہے، وہ انتہائی پریشان کن حالات میں بھی خوف وحزن سے محفوظ اور پوری طرح مطمئن رہتا ہے، چونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عسر کے بعدیسر لانے کی بھر

⁽⁾الني الخاتم: ٣٨

پور قدرت رکھتا ہے،مصر کے ممتاز عامل علامہ شعراوی واقعہ معراج کے اس پہلوپرروشنی ڈالتے ہوئے کھتے ہیں: ہوئے لکھتے ہیں:

"اس معجزة معراج سے جمیں کیا بین ملتا ہے؟ اس معجزہ سے جمیں اس بات کا بین ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بڑی ہے وہ اسپنے پرندیدہ بندول کے لئے جو چاہتا ہے کرنے پرقدرت رکھتا ہے، اس سے جمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسپنے آخری نبی کے لیے صرف زمین کی سلطنت ہی سخر نہیں کی تھی بلکہ آسمانوں کو بھی مسخر کردیا تھا، نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے حضرت موسی علیہ السلام کو زمین پرخدا سے لکم کا شرف حاصل ہوا، تو آخری نبی سائٹ آئی سے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے حضرت موسی علیہ السلام کو زمین پرخدا سے لکم کا شرف حاصل ہوا، تو آخری نبی سائٹ آئیل نے آسمان پراس شرف سے بہرہ ورہوئے '۔ ()

جب بندہ کمی بھی معاملہ پر اپنی محدود قدرت کے دائر ہے میں رہ کرغور کرتا ہے، تووہ اسے ناممکن محول ہوتا ہے اور وہ ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے، اس کے برخلاف جب کسی معاملہ کو خدا کی قدرت کے آئینہ میں دیکھتا ہے تو اسے کوئی چیز ناممکن نظر نہیں آتی، اس طرح بڑے سے بڑے مئلے کاحل اس کے لئے آسان ہوجاتا ہے؛ چونکہ خدا کی قدرت پرنظر اسے ہمت عطا کرتی ہے، پیس سے اس اعتراف کا بھی حل نکل آتا ہے جوبعض مادہ پرستوں کی جانب سے واقعہ معراج کی حقانیت پر کیا جاتا ہے، یعنی یہ اعتراض کے کھول میں آسمانوں کی سیر اور عالم بالا کامثابہ ہوسکتا ہے؟ یہ وسکتا ہے؟ یہ موال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی اسپے محدود قدرت اور عقل کے دائر ہے میں رہ کروا قعہ معراج پرغور کرتا ہے، لیکن جب اسے خدائی قدرت کے دائر سے میں دیکھا جائے تو میں اس کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔

عبدیت انسان کی معراج ہے

واقعہ معراج سے ایک بین یہ بھی ملتا ہے کہ مدا کے آمے جوجتنا جھکے گا اتنا ہی اونجا اٹھا یا جائے گا؛ اس لیے کہ عبدیت انسان کی معراج ہے، ہی وجہ ہے کہ نماز کومؤمنوں کی معراج قرار دیا

^()معجزة القرآك الكريم: ٣٣٩

محیا، نبی خدا کے آگے جھکتے گئے اور خوب جھکے عبدیت کا حق ادا کر دیا، تب اللہ نے بلندیوں سے سرفراز کیا، ایک خدا کے آگے جھکتا انسان کوئینکڑوں دردل پرجھکنے سے محفوظ رکھتا ہے اور بلندی کی چوٹیوں پر پہنچادیتا ہے؛ چتانجے دنیا میں بھی دیکھا جا تا ہے کہ اللہ کی بھی بندگی اور عبدیت کو اپنانے والے اٹل اللہ لوگوں کی نگاہ میں نہایت محترم ہوتے ہیں۔

كەتىرىپے زمال ومكال اورىھى ہيں

واقعة معراج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کاٹیائی کو ایک سنے عالم کا مثابدہ کرایا، جو عام انسانوں کی نگا جو سے اوجل ہے، جنت و دوزخ کے مناظر مختلف انبیاء علیم السلام سے ملاقات وغیرہ، سب کچھ عالم بالا میں جوا، جسے عالم روحانی کہا جا سکتا ہے، اس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ انسان کو صرف ماد بات ہی میں الجھ کرندر بہنا چاہئے؛ بلکہ اس کی نظر روحانیت اور عالم بالا پر بھی جونا چاہئے، علامہ اقبال مرحوم نے بہت سے کہا:

اسی روز وشب پیس الجھ کر نہ رہ جا کہ تیرے زمان ومکان اور بھی ہیں

موجود ہ مادیت کے دور میں جبکہ ہر جگہ مادیت ہی کا غلبہ ہے اور ماد ہ ہی انسان کا معبود بن گیا ہے، روحانیت کی طرف ڈخ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، ضرورت ہے کہ انسانیت کو مادیت کے دلدل سے نکال کر دومانیت کے صاف وشفاف سرچشمہ کی طرف لایا جائے۔

محدود دائر معقل کے لئے ذہنی ارتقاءراہ کشاد ہ ہو گی

سفرمعراج سے فارغ ہو کرجب آپ کاٹیا تشریف لائے اورلوگوں کے سامنے سارا ماہراسنا یا تولوگ نے سے مطابان رسول کاٹیا تی کا ستہزاء کرنے لگے بیکن جب صدیان انجر کو اطلاع ہوئی تو انہول سنے بلاتر دواس واقعہ کی تصدیلی کی ،اس سے مزاج وین مجھ میں آتا ہے ، یعنی سلیم وا تباع اور مان جانے کا نام دین ہے ، یعنی سلیم وا تباع اور مان جانے کا نام دین ہیں ہے ،لیکن نام نہا و تجدد پسند مسلمانوں کی جانب سے معراج پرجس قسم کے اعتراضات کیے جاتے ہیں ،ای طرح قربانی وغیرہ

دیگر شعائر دین کے تعلق سے جو نامعقولیت کی بات کہی جاتی ہے وہ سراسر مزاج دین سے ہٹی ہوئی ہے، دین کے ہر بات کاعقل انسانی عقل کا ہوئی ہے، دین کی ہر بات کاعقل انسانی عقل کا دائرہ محدود ہے، چیر پیکہ آدمی دین کے کام حکم کی معقولیت سمجھنے کا مکلف بھی نہیں ہے، نہ ہی اس مسلمہ میں اس سے باز پرس ہوئی؛ البعتہ دین کے ہر حکم کو ماشنے اور اس پر عمل کرنے کا مکلف

الم التحدید ا

سفرمعراج کے دوجھے ہیں، ایک مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک جے 'اسراء' کہا جا تاہے، دوسرابیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور عالم بالا کی سیر جے 'معراج' کہتے ہیں، مکہ سے جب آپ تا ٹیٹی ہیت المقدس جی تھے، نماز کے لیے مفیس بن چکی تھیں، آپ تا ٹیٹی ہی المامت فرمانی، انبیاء علیم السلام کی امامت فرمانی، انبیاء علیم آپ تا ٹیٹی ہی المام کی امامت فرمانی، انبیاء علیم السلام کی امامت فرمانی، انبیاء علیم السلام کی امامت میں آپ تا ٹیٹی ہی است امام الا نبیاء تھی رسے وہیں آپ تا ٹیٹی کی امت امام الام قراد دی گئی، اس طرح واقع و معراج امت محدید کوید پیغام بھی ویتا ہے کہ وہ اقوام عالم کی قیادت کرے ؛ اس لیے کہ وہ ی خدا کے آخری پیغام کی عامل امت ہے، اللہ نے اسی کو قیادت کی ذمہ داری تفویض فرمانی، وہ اقوام عالم کے درمیان پیملی صفول میں کھرے دہنے کے لیے نہیں برپاکی داری تفویض فرمانی، وہ اقوام عالم کے درمیان پیملی صفول میں کھرے دہنے کے لیے نہیں برپاکی

محی، بلکه اقوام عالم اور عالم انسانی کی قیادت کافریضه اسی وقت ادا ہوسکتا ہے جبکہ وہ اسپنے اندرعلم وغمل کی مطلوبہ صلاحیتیں پیدا کرہے اور خدا کے دین کے لیے کمر بت ہوجائے، ادشاد خداوندی ہے: کنتم خیر امن افرجت للناس آ مرون بالمعروف وحدہون عن المنکر (سورہ آل عمران :۱۱۰)"تم بہترین امت ہولوگوں کی نفع رسانی کے لیے برپائی گئی ہوہتم معروف کا حکم کرتے ہوا در منکر سے رکتے ہو' ہرسال شب معراج کی آمد حمیں احتماب کی دعوت دیتی ہے کہ آیا اقوام عالم کی قیادت کی ذمہ داری نبھارہ بی یا پنی برحملیوں کے نتیجہ میں قیادت کی باگ وردوسرول کے حوالہ کر بھی ہیں؟

وق واقعة معرائ میں بی طاقی کو مالم بالا کی مختلف چیزوں کا مشاہدہ کرایا میں ایک مصر مختلف برے اعمال میں بہتلا افراد کی سراؤں کا تھا، کچھو کو کو آپ تا ٹیا تیا نے دیکھا کہ ان کے سر پھرول سے کچھ جارہے ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اٹھنے نددیتی تھی، کچھا ور لوگ دیکھے جن کے کپرول میں آگے اور چھھے ہیوند لگے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح کھاس چررہے تھے، پوچھایہ کون ہیں؟ کہا گیا : یہوہ ہیں جواسین مال میں سے زکو ق، خیرات کچھ دوریت تھے، اس طرح اور بہت سے برے اعمال کی سراؤں کا آپ تا ٹیا تھے کو مشاہدہ کرایا گیا، اس سے یہ خص، اس ملتا ہے کہ دنیا میں آگرانسان کو کسی برائی کی سراؤس کا آپ تا ٹیس ملتا ہے کہ دنیا میں آگرانسان کو کسی برائی کی سرائیس مل رہی ہے تو اسے آخرت کی سراسے بیغام ملتا ہے کہ دنیا میں آگرانسان کو کسی برائی کی معراج میں مشاہدہ سے رسول تا ٹیلی کو حق النی برائی کی معراج میں مشاہدہ سے رسول تا ٹیلی کو حق النی ماس بروگیا اور آپ تا ٹیلی آئی است کے سامنے ان سراؤں کا ذکر فر مایا تا کہ وہ خود کو ان برائیوں سے محفوظ رکھے، اب جو معراج کو یقینی جانے گاوہ لا محالہ برائیوں سے فیجنے کی کو مشش برائیوں سے فیجنے کی کو مششش کر سے گا، اس طرح واقعہ معراج سے معاشرہ کی اصلاح کا پیغام بھی ملتا ہے۔

معاشرتي آداب كي تعليم

واقعة معراج كاايك انتهائى نمايال بيلومعاشرتى آداب كى تعليم ہے، الله تعالى فياس

واقعہ کے ذریعہ است کو معاشرتی زعدگی سے تعلق بہت سے آداب کی تعلیم دی ، براتی پر سوار ہوکر جب آپ ٹاٹیل نے بیت المقدس ہے تھے تو بہلے آپ ٹاٹیل نے بواری کو باغدھا، پھر بھی سیمانی میں داخل ہوتے، بہد سواری آپ ٹاٹیل نے بی سے آپ ٹاٹیل نے بی گئی ، اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کو اختیار کر کے اللہ پر بھروسہ کیا جاتے، جب آپ ٹاٹیل نم سیم میں داخل ہوتے، تو سارے انبیاء علیم السلام نماز کے لیے صف باغدھے ہوئے تھے، مگر کوئی آگے بڑھنے کے لیے تیار دھا، آپ ٹاٹیل نے نے امامت فرمائی ، اس سے یہ بین ملتا ہے کہ عہدے کے لئے خود کو پیش کرنا نہیں چاہئے، آج ہر شخص ادارہ یا کہ آدی عہدہ کا طالب نہ سبنے، بلکہ لوگ خود اسے منتخب کریں، جب آسمان کا سفر ملے ہوئے لاگہ تو خورت جبر تیل علیہ السلام نے اجازت چاہی بھراجازت دی تھی معلوم ہوا کہ آدی کو دوسرے کے خورت جبر تیل علیہ السلام نے اجازت چاہی بھراجازت دی تھی معلوم ہوا کہ آدی کو دوسرے کے خورت جبر تیل علیہ السلام نے ابنی سلام کیا، گھر جانے کی کو مورت جب السلام نے آپ ٹاٹیل کیا، اس طرح ہر آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کی اور انبیاء علیہ السلام نے آپ ٹاٹیل کیا، اس طرح ہر آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ٹاٹیل کیا، اس طرح ہر آسمان پر سلام کیا، اس معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے کو سلام کرنا چاہئے اور میز بان کو چاہئے وہ اسپنے مہمان کا اکر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے کو سلام کرنا چاہئے اور میز بان کو چاہئے وہ وہ اسپنے مہمان کا اکر ام کرے دوسرے اور اور انتھا افاظ سے اس کا استقبال کیا۔ اس معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے کو سلام کرنا چاہئے اور میز بان کو چاہئے وہ وہ اسپنے مہمان کا اگر ام

یہ اور اسی طرح کے دیگر بہت سے معاشر تی آداب واقعہ معراج سے مترشح ہوتے ہیں، آج واقعات پیرت کا نگاہِ بصیرت کے ساتھ مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، تا کہ موجود ہ مالات میں میرت سے بچے رہنمائی ماصل کی جائے۔

سبق ملاہے یہ معراج مصطفی سے مجھے

واقعہ معراج کے لامتناہی پیغامات ہیں،اوراس سے حاصل ہونے والے اساق ان گئنت ہیں،مگر شرط یہ ہے کہ اس واقعہ کا مجرا مطالعہ کیا جائے اور اس پر محض ایک واقعہ سے زیادہ ملی نزندگی میں رہنمائی کرنے والے سیرت کے ایک اہم مح شہ کے طور پرغور کیا جائے،اس واقعہ سے حاصل ہونے والے چنداسیاق سطور ذیل میں پیش کئے جائے ہیں؛ تاکہ نگاہ عبرت رکھنے والے انل ایمان ان سے فائد واشھا ئیں۔

(۱) طائف میں متانے والے تفاراور مکہ میں تھکرانے والے مشرکین پراس واقعہ کے ذریعہ واضح کردیا گیا کہتم نے بنی پرزمین کے دروازے بند کرد بیتے تو اللہ نے ان کے لئے آسمان کے دروازے بند کرد بیتے تو اللہ نے ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے تم نے بنی کی امامت واقتدار کو قبول مذکیا تو اللہ آپ کا اللہ سے انہیاء کی امامت کروائی اورسب نے آپ کی اقتدا کی ،اہل زمین نے آپ سے منھ پھیرا تو آسمان والے نے آپ کا استقبال کیا۔

ر) واقعهٔ معراج سے آخرت جنت و دوزخ اور وہاں کی نعمتوں اور کطیفوں کا یقینی ہونا معلوم ہوتا ہے؛ اس لئے کہ اللہ نے اس واقعہ میں اسپینے نبی کو جنت و دوزخ کی سیر کرائی اورائل جنت اورائل دوزخ کے حالات کامثایدہ کروایا۔

(۳) دین حق کاداعی جب متنایا جاتا ہے اور وہ لوگوں کی اذینوں کے باوجود اسپینے کام میں لگار ہتا ہے تواللہ تعالیٰ کائنات کی ساری طاقتوں کو اس کے لئے مسخر کر دیسیتے ہیں، واقعۂ معراج میں ساری کائنات آپ ٹاٹٹائی کے لئے مسخر کر دی گئی جتی کہ زمان ومکان بھی مسخر کر دیتے گئے۔

(۷) واقعة معراج بتا تا ہے کہ داعی اگراپنی دعوت میں ثابت قدم رہے تو آخر کار خدااس کا عامی ومددگار بن جا تا ہے، خدا اس بنے واعیوں کو آزما تا ضرور ہے مگر ہے یار ومددگار نہیں چھوڑتا، داعی کو دعوت کی راہ میں پیش آنے والی تکلیفول سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔اللہ کی مدد ضرور آئے گی۔ دعوت کی راہ میں پیش آنے والی تکلیفول سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔اللہ کی رفعت شان کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ نے

آپ کو ایسے مقام پر پہنچایا جہاں تک یو نی پیغمبر جاسکا اور نہ بی کوئی مقرب فرشۃ سارے نییوں میں یہ اور نہ بی کو ماصل جواجتی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی چھے رہ گئے، اللہ نے بیس یہ اعراز صرف آپ بی کو حاصل جواجتی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی چھے رہ گئے، اللہ نے بیوں کی امامت کروا کر ساری انسانیت پرواضح کردیا کہ اب سب کے مقتد اصرف نبی آخر الزمال بیں، آپ کادین سارے دینوں پرغالب ہے۔

(۲) واقعة معراج قبله اول بیت المقدس کے سلمہ پیس جمیں اپنی ذمہ داریوں کا احماس دلاتا ہے، بہیں سے آپ کومعراج نصیب ہوئی اور یہ آپ اور سارے مسلمانوں کا قبلہ اول تھا، جہاں آپ نے سارے نبیوں کی امامت فرمائی، حضرت عمر شنے معراج کے اس بنق کو یاد رکھا اور اس کے تقاضوں پرعمل کرتے ہوئے بیت المقدس کو آزاد کرایا لیکن افسوس موجود و دور کے مسلمان بیت المقدس کی آزادی اور قبلہ اول کی بازیابی سے بالکلیہ فافل ہیں، یہودی آئے دن اس کی تو ہیں اور اس کے حن میں موسیقی کی تحقیق منعقد کررہے ہیں اور اسے ڈھانے کی ساری تدبیر یں محل کر سے ہیں،اور اس کے حن میں موسیقی کی تحقیق منعقد کررہے ہیں اور اسے ڈھانے کی ساری تدبیر یں محل کر سے ہیں،ایکن عالم اسلام غفلت سے دو جارہے۔

(2) واقعه معراج جمیس اس بات کا بھی پیغام دیتا ہے کہ ہم روحانی طور پر اس قدرعروج کریں کہ ہم روحانی طور پر اس قدرعروج کریں کہ ہمیں وصول الی اللہ کی دولت حاصل ہوجائے ہموجودہ دورروح سے بے اعتبائی کا دور ہے، اس وقت ساری توانیائیاں صرف جسم کوسنوار نے پرجونکی جارہی ہیں مادیت کا اس قدرتسلط ہے کہ روحانی اقدار قصد پارینہ بن کررہ گئیں، معراج دراصل ظلمت سے نور کی جانب اورشک سے یقین کی جانب اورشک سے یقین کی جانب اورشک سے اطاعت کی جانب سفر ہے، یہاں نور ہی نور ہے، اورا طاعت ہی اطاعت ہی اطاعت ہی

(^) معراج کادا قعہ بتا تاہے کہ اللہ تعالیٰ اسپنے بندوں پر بے پٹاہ مہر بان ہے،اسی مہر بانی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاس نماز ول کوئم کر کے پانچ مقر دفر مائی اور کبیر ہ گئاہ کرنے والا موت سے پہلے سچی تو بہ کر لے تواس کے گئا ہول کی مغفرت کا اعلان فر مایا۔

(9) واقعة معراج استقامت اور ثبات قدمی کاپیغام دیتائے کہ دین کی راہ میں کیسی ہی د ثوار گھاٹیاں آئیں مسلمان کو ثابت قدم رہنا چاہتے، جس طرح نبی ٹاٹیٹیٹی پرمعراج سے پہلے انتہائی د شوار گھاٹیاں آئیں مگر آپ کے پائے ثبات میں کسی طرح کا تزلزل نہ آیا اور آپ دعوت دین پر ثابت قدم رہے۔

(۱۰) کائٹات میں اللہ تعالیٰ کا ضابطہ یہ ہے کہ ہرشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے، نبی کریم ٹائٹیٹیڈ کوسخت تکالیف سے گزارا گیا پھرمعراج کے ذریعہ آسانیوں کاسلسلہ شروع ہوا، ایک مسلمان کو پے دریے آنے والی دشواریوں سے مایوس نہیں ہونا جائے۔

(۱۱) واقعه معراج نماز کی اہمیت کو اجا گر کرتا ہے، تمام فرائض میں نماز ایک مہتم بالثان فریضہ ہے، سارے فرائض زمین پر فرض کئے گئے لیکن نماز کا تخفہ آسمان پر دیا گیا، نمازمومن کی معراج ہے، حالت نماز میں بندہ کو یااللہ سے ہم کلام ہوتا ہے۔

(۱۲) واقعہ معراح قیادت کی تبدیلی اور اس بات کا اثارہ ہے کہ عالمی قیادت بنی اسحاق کے ہاتھوں سے لے کر بنی اسماعیل کے حوالے کر دی گئی ہسجد اقصیٰ میں انبیاء کی امامت اس بات کا لطیعت اثارہ ہے کہ اب حضرت موسی علیہ السلام وحضرت علیمی علیہ السلام کی قوموں کے لئے نبی آخر الزمال کی انتباع کے بغیر کوئی چارہ کارنہیں، اب چھی ساری شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور ساری قرموں کو آخری پیغمبر کے تابع ہونا پڑے گا۔

(۱۳) واقعہ معراج اس بات کی بھی غمازی کرتا ہے کہ دنیا دارانھن ہے، یہاں انسان کو قدم قدم پر شفتوں کا سامنا کیا قدم پر تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نبی طالیق آئے ہے جہائے قدم قدم پر شفتوں کا سامنا کیا اس کے برخلاف عالم بالا اور عالم آخرت ایک مسلمان کے لئے راحت کا حقیقی مقام ہے ؛ اس لئے دارائھی میں پیش آنے والی تکلیفوں پر آزردہ خاطریہ ہونا چاہئے، یہاں کی چند روزہ تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے دین پرقائم رہیں میچو ہمیشہ ہمیشہ کی راحیتیں حاصل ہوں گئے۔

(۱۳) واقعد معراج میں اسلام کے دین فطرت ہونے کالطیف اشارہ پایا ماتا ہے، اسلام کی تیز رفنار اشاعت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور دین کی فطرت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ہر حال میں فطرت انسانی کو اپیل کرتا ہے، عالم اسلام کے معروف داعی ومظر شیخ سعیدرمضان بوطی اپنی شہرہ آفاق کتاب فقہ البیرہ میں لکھتے ہیں 'حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

بنی کاٹیار کی مدمت میں دو پیالے پیش کے ان میں سے ایک دودھ کا پیالہ تھا اور دوسر اشراب کا،

آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا، حضرت جرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام دین فطرت ہے اور اپنے عقیہ سے اور احکام میں فطرت انسانی کے حقیقی نظامتوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو انسان کی حقیقی فطرت سے بھراتی ہوا گر فطرت ایک جسم ہوتی تو دین اسلام اس کا موزوں لباس ہوتا، یہ ہاس چیز کا راز کہ بید دین کیوں تیزی سے بھیلٹ ہے اور لوگ اسے قبول کرنے کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھتے راز کہ بید دین کیوں تیزی سے بھیلٹ ہے اور لوگ اسے قبول کرنے کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھتے ہیں، اس لئے کہ انسان خواہ تہذیب و تمدن کے کنتے ہی مدارج مطے کرلے اور اسے کئنی ہی مادی آسائش عاصل ہوجائے لیکن وہ اپنی فطرت کے تقاضول کی تعمیل اور فطرت سے میل نے کھانے والے تنگلفات اور ویچد گیوں کے طوق سے آزادی عاصل کرنے کی جانب مائل رہتا ہے، اور اسلام بی وہ وامد نظام ہے جو فطرت انسانی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی جانب مائل رہتا ہے، اور اسلام بی وہ وامد نظام ہے جو فطرت انسانی کے تقاضوں کی پورا کرنے کی ایل ہے۔

(18) واقعد معراج کے کھے اور اسرار ورموز : نیخ سعید رمضان ہوئی نے واقعہ معراج پر روشی ڈائنے ہوئے اس کے کھے اور اسرار ورموز تحریر فرمائے ہیں؛ چنانچہ وہ گھتے ہیں : بیت المحقد س تک آنحضرت کا لیکھ کے سے اس بات کا واضح جوت ملتا ہے کہ اس گھر کو اللہ تعالیٰ کے نز دیک بڑی مظمت و تقدس حاصل ہے، اس سے اس کا بھی واضح جوت ملتا ہے کہ اس گھر کو اللہ تعالیٰ کے نز دیک بڑی مظمت و تقدس حاصل ہے، اس سے اس کا بھی واضح جوت ملتا ہے کہ حضرت عینیٰ ابن مربم اور حضرت محدا بن عبداللہ علیہ ماالملام کی تعلیمات کے درمیان گھراتعلق پایاجا تا ہے اور پر کہ تمام انہیاء کو حضرت محدا بن عبداللہ علی میں اور ہر آن اس اض مقدس کی حفاظت اور بیر و نی لوگوں اور دشمنان و دین کے ساتھ مبعوث کیا تھا اس سے اس بات کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ہر زمانہ میں اور ہر آن اس اض مقدس کی حفاظت اور بیر و نی لوگوں اور دشمنان و دین کے مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ اس مقدس سر زمین پر یہود کی جارجیت کے سامنے کمز ور اور بر دلی اور پست جمتی کا مظاہر و نہ کر ہی اور اسے ان کے ناپا کے تبلط آز اد کر کے اس پر اہلی ایمان کا جمنان کریں۔

(۱۲) واقعہ معراج دراصل لوگول کے ایمان کے چاہتے کی کھوٹی ہے؛ چونکہ یہ خرق عادت واقعہ معراج دراصل لوگول کے ایمان کے چاہتے کی کھوٹی ہوتا تھا لیکن آپ نے واقعہ تھا، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر اس زمانے میں دوجہینوں پر محیط ہوتا تھا لیکن آپ نے سکنڈول میں سطے کیا پھر عالم بالا کی سیر کرائی گئی، ظاہر ہے کہ ایسے جیرت انگیزوا قعہ پر یقین کرناعام انسان کے سلے شکل ہوتا ہے، چنا نچہ یہ واقعہ کا فرول کے کفر میں اضافے کا ذریعہ اور ایمان والول نے تصدیل کرکے اسپے ایمان کو پھند کیا۔

(21) معراج مسجد حرام کے بجائے مسجد آفسیٰ سے کرائی تھی اس میں اسلام کی عالم گیریت کی بانب انثارہ ہے، اور مسلمانوں کو بیغام دیا جارہ ہا ہے کہ وہ اسلام کو لے کرا قطاع عالم میں پھیل جائیں مسجد افسیٰ میں اندیاء کی امامت کا مطلب ہی ہے کہ اب اسلام ساری اقوام عالم کا واحد دین ہے۔ مسجد افسیٰ میں اندیاء کی امامت کا مطلب ہی جا کہ آدمی کو سابقہ لوگوں کے تجربات سے استفادہ کرنا چاہتے، پچاس نمازوں کی فرضیت کے بعد جب آنحنور تاثیا آئی ملا قات حضرت موئی علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو اللہ تعالیٰ سے نمازوں کی تحقیف کروانے کا مشورہ دیا، اور یہ فرمایا کہ میں نے بنی اسرائیل کے سلسلہ میں تجربہ کیا ہے، لوگ اس کے متحل نہیں ہوں گے، میں نے بنی اسرائیل کے سلسلہ میں تجربہ کیا ہے، لوگ اس کے متحل نہیں ہوں گے، کا مختور تاثیا آئی نے حضرت موئی علیہ السلام کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوتے اللہ تعالیٰ سے نمازوں کی تخفیف کروائی۔

(۱۹) معراج سے احتاد وا تفاق کا بھی درس ملتا ہے، وہ اس طرح کہ ہر آسمان پر نبی کریم کا گھڑائی کی مختلف انبیاء سے ملا قات ہوئی سارے نبیوں نے مرحبابالاخ الصالح کے ذریعہ آپ کا استقبال کیا جبکہ بیشترا نبیاء کی شریعتوں میں فرق پایا جا تاہے، اس کے باوجو دسب نے بھائی کہہ کر آپ کا استقبال کیا، اس میں اخوت وا تفاق کی جانب اشارہ ہے، آج امت کی عجیب صورت حال ہے ایک کلمہ ایک قرآن اور ایک کعبہ کی حامل امت باہم دست وگر بیال ہے، مسلمی تشدد بام حورج پر ہے، اس میں جانیں تک ضائع ہورہ کی میں، ہر جگہ مسلمانوں کا آپسی احتاد یارہ ہور ہا ہورہ ہور ہا ہے، پیغمبر اسلام نے جس ملت کو قدم قدم پر درس دیا تھا آج وہ مختلف خانوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ہے، پیغمبر اسلام نے جس ملت کو قدم قدم پر درس دیا تھا آج وہ مختلف خانوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ہو بیغمبر اسلام نے جس ملت کو قدم قدم پر درس دیا تھا آج وہ مختلف خانوں میں بٹی ہوئی ہے۔

ہے وہ ذات جواسینے بندہ کو رات لے چلی اس آیت میں نبی کریم کاٹٹیائے کے لئے لفظ عبد کا انتخاب اتفاقی نہیں ہے، مقام عبد بہت سے اوعیا مقام ہے، ہر فضیلت والے موقع پر اللہ نے آپ کے لئے لفظ عبد اختیار فرمایا ہے، جس میں اشارہ ہے کہ آپ عبد بہت سے نہا بہت بلند مقام پر فائزیں، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے یہاں ہر قسم کی سربلندی کامل عبود بہت سے حاصل ہوتی ہے۔

(۲۱) سفرمعراج میں مختلف آسمانول پرمتعدد انبیاء کرام سےملا قات ہوئی، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیدالسلام ہے دوسرے پرحضرت علینیٰ ویجیٰ علیہماالسلام ہے تیسرے پرحضرت یوسٹ علیدالسلام سے چوتھے برحضرت ادریس علیدالسلام یا بچویں پر ہارون علیدالسلام چھٹویں پرحضرت موئ عليدانسلام اورسا تويس برحضرت إبراجيم عليدانسلام سيملا قات جوئى ،ايك لا كهرسے زائدا نبياء كرام ميں ہے مذكورہ چندا نبیاء كرام كانتخاب ا تفاقی نہیں ہے بیضرت آدم علیہ السلام سے ملا قات میں حکمت یہ ہے کہ آپ کو ان کے ساتھ پیش آئی صورت حال سے کی حاصل ہوجائے انہیں بھی اسپنے وطن اصلی جنت سے نگالا محیا تھا اور آپ ٹاٹیانٹا کو بھی مکہ محرمہ سے نکالا محیا،حضرت عیسیٰ ویجیٰ عیبہما السلام کے ساتھ بہود یوں نے انتہائی درجد کی عداوت و حمنی کا مظاہرہ تھا، ان سے ملا قات کروا ک**رگویایه اشاره دیا محیا که آپ کوبھی مدینه منوره بیس یہود یوں کی عهد تنکنی اوران کی شازشوں کا** سامنا کرنا ہوگا حضرت ہوست علیہ السلام کوخود ان کے بھائیوں کی جانب سے قلم سہنا ہڑا تھا، اورانہوں نے اس پرصبر کیا، مکہ مکرمہ میں آپ کے ساتھ بھی اپنوں نے ہی بر تاؤ کیا اور آپ کو تا كرنع كانك منعوبه بناياءا دريس عليه السلام كوالله تعالى نے دفعت مقام عطا فرمايا تھا جہال تك پہنچنا ہرشخص کے لئے مکن نہیں تھا، آپ کومعراج سے سرفراز فرما کران سے بلندمقام عطا فرمایا عجیا،حضرت موی و ہارون علیہماالسلام کے ساتھ ان کی قوم نے بڑی بدتمیزی کامعاملہ کیا تھا،ان سے ملا قات کروا کرآپ کوسلی دی محکی ،حضرت ابراجیم علیدانسلام سب سے آخری آسمان پر ببیت المامور سے نیک لگائے بیٹھے،ان سے ملا قات کے ذریعہ اشارہ کیا گیا کہ آپ کی عمر کاا ختتا م بھی حج ہیت اللہ سر ہوگا۔

(۲۲) معراج کاواقعہ بتا تا ہے کہ ہدایت اللہ کے پاتھ میں ہے، جسے اللہ ہدایت مددیں وہ سارے معراج سے واپس لوٹے اور کفار مکد کو سارے معراج سے واپس لوٹے اور کفار مکد کو اس کی تفصیلات سنائیں تو کھار نے بیت المقدس کے متعلق مختلف سوالات کئے، اللہ نے بیت المقدس کی تفصیلات سنائیں تو کھار نے بیت المقدس کے جرسوال کا جواب دیا، مگر بھر بھی وہ ایمان نہیں المقدس کو آپ کے دو بروکر دیا آپ نے ان کے جرسوال کا جواب دیا، مگر بھر بھی وہ ایمان نہیں لائے، اس لئے ان کے حقد رنہیں تھی۔

(۲۳) واقعہ معراج سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی تھی کے گھر جاتے اور دروازہ کھٹھٹائے اور اندر سے آنے والے کے متعلق دریافت کیا جائے تو آنے والے کو اپنانام ذکر کرنا چاہئے،'' میں'' کہنا درست نہیں، حضرت جبرتیل علیہ السلام حضور کاٹٹائیٹا کے ساتھ پہلے آسمان پر پہوٹے آسمان پر بہونے آسمان کادروازہ بند تھافر شتول کے دریافت کرنے آپ نے جواب میں جبرتیل کہا۔

(۲۴) معراج میں حضرت موسی علیہ السلام سے ملا قات کے بعد جب آپ پر دخست ہونے گئے تو حضرت موسی علیہ السلام رونے گئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رورہے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میرے بعد مبعوث ہونے والے پیغمبر حمد کا اللہ آپ کی است میری است سے ذیادہ تعداد ہیں جنت میں داخل ہوگی (بخاری مسلم) حضرت موسی علیہ السلام کو حضور کا اللہ بالس قدر غبطہ اور درشک تھا مگر اس کے باوجود انہوں نے بنی کے ساتھ خیرخوابی اور ہمدردی فرمائی کی آپ بہاس نمازیں لے کو اٹنے میں اللہ تعالی سے تعظیف کروائے کا مشورہ دیاان کا طرزعمل یہ واضح کرتا ہے کہ کئی کو گئی تعمت مل جائے تو لوگ اس سے حمد کو ایسے ہوئی اس سے حمد کو ایسے باوجود اس کے ساتھ ہمدردی وخیر وخوابی ہوئی کرنے گئیتے ہیں اور اس نعمت کے دائل ہونے کی تمنار کھتے ہیں۔

(۲۵) خیرخوابی اور ہمدر دی ایسی چیز ہے کہ اس کی برکتیں ضرورظاہر ہوتی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام سنے خیرخوابی فرمائی تو ان کی اس خیرخوابی سے نماز دل میں تخفیف کی محتی اس طرح خیر خوابی بھی ضائع نہیں ہوتی۔

(۲۷) حضرت موی علیدالسلام کے مشورہ پرجب آپ نے اسپنے رب سے تخفیف کرائی اور

نمازیں پانچ کردی گئیں تو حضرت موئی علیہ السلام نے پھرمشورہ دیا کہ آپ مزید تخفیف کرائیے اس پر آپ کاٹی آئے نے فرمایا اب مجھے اسپنے رب سے حیا آتی ہے کہ پھر دوبارہ درخواست کرول، اس طرح واقعہ معراج سے یہ پیغام ملتا ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ سے حیا کریں، قرآن وصدیث میں حیا پر بہت زور دیا تھیا ہے۔

(۲۷) واقعہ اسراء دمعراج سے مساجد کی اہمیت اور مسلم معاشر ہیں مساجد کا کلیدی کر دار سمجھ میں آتا ہے؛ اس لئے کہ بیسفر مسجد سے شروع ہواا ورمسجد بن پراختنا م کو پہوعچا ایسااس لئے کیا عجیا تا کہ امت پرمساجد کی اہمیت کو اجا گر کھیا جاسکے۔

<u>چوتھاباب</u>

سیرت رسول کے چندنمایال گوشے

سلام اس پرکہ جس نے جھولیاں بھردیں فقیروں کی

صفات البى كامظهراتم

انسان الله تعالی کی صفات کا مظهر ہے، اس لیے الله تعالیٰ نے انسان کو اشر من المخلوقات اور ظیفۃ الله فی الارض کے منصب پر فائز کیا ہے، انسان میں خدائے تعالیٰ کی مختلف صفات کی جھلک پائی جاتی ہے، جو بندہ جس قد رخدا کا مقرب ہوتا ہے اس میں اسی قد رصفات الہیے کا انعکاس ہوتا ہے، بنی نوع آدم میں صفرات انبیاء خداسے سب سے زیادہ قریب تر ہوتے ہیں، پھر انبیاء میں بھی سیدالا تبیاء محد عربی کا لیکن قریب الہی کے اوپنے مقام پر فائز ہیں، آپ کا لیکن کی ذات ستودہ صفات ربانی کا جلوہ گاہ ہے، عفو و درگذر، علم دحلم، رآفت و رحمت اور انعام واکرام جیس اعلیٰ صفات کی جملکیاں ذات رسالت کی لیکن ہو ہے۔ الله تعالیٰ سفات کی جملکیاں ذات رسالت کی شخصات میں ایک حفات ہیں ہو دوسفات ہیں ایک حفات ہو دوسفات ہوں کا وافر حصہ عطافر مایا تھا۔

سخاوت وفیاضی اور عطا و بخش نبی کریم کاٹیائی کے اخلاق حمنہ کا بنیادی عنصر تھا، جود وسخا آپ ٹاٹیائی کی فطرت کا حصہ تھا، آپ ٹاٹیائی شروع ہی سے بڑے فیاض اور بخی واقع ہوئے تھے جس طرح نبوت سے قبل آپ کی صداقت وامانت معروف تھی کہ لوگ آپ کوابین وصادق کہہ کر یکارتے تھے، اس طرح آپ کی فیاضی اور شخاوت بھی ظاہر و باہر تھی۔

ا الله على الله ما يخزيك وى كن ول كى بعدجب آپ كالله بريشانى كے عالم ميں گھر آپ كالله بريشانى كے عالم ميں گھر آك اور اپنى رفيقة حيات حضرت خديجة سے سارا ماجرا سايا تواس وقت حضرت خديجة نے جن الفاظ كے ساقة آپ كولى دى وه آپ كالله في فطرى فياضى كے شاہديس، حضرت خديجة نے فرمايا:
"كلاو الله ما يخزيك الله ابدا إنك لتصل الرحم و تحمل الكل و تكسب المعدوم

و تقری الصیف و تعین علی نو اثب المحق" () ہر گزنیس، خدائی قسم الله تعالیٰ آپ کو ہے مدد نہیں چھوڑ ہے گا، کیول کہ آپ مہمان نواز ہیں، صلہ رتمی آپ کا شیوہ ہے اور نا توال اور در مائدہ لوگوں کے آپ دستگیر اور سکینوں کے کارساز ہیں اور راوی میں پیش آنے والے مصائب ومشکلات میں آپ لوگوں کے مددگار ہیں، حضرت خدیجی ہے یہ الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ لوگ آپ کو روز اول سے خی، فیاض اور انسانیت نواز کے طور پر جانے تھے۔

سخاوت کی تعریف

ہ علامہ سیدسلیمان ندوی سخاوت کی تعریف کرتے ہوتے رقمطراز ہیں: "سخاوت کے حقیقی معنی اسپے تھی حق کو خوشی کے ساتھ دوسرے کے حوالہ کردینے کے ہیں اور اس کی بہت ہی صور تین ہیں۔ اپناحق تھی کو معاف کردینا، اپنا بچا ہوا مال کسی دوسرے کو دینا، اپنی ضرورت کا

خیال کیے بغیر دوسرے و دینا، اپنی ضرورت کو روک کرکسی دوسرے کو دینا، دوسرے کے لیے اسپینے جسم کی قت کوٹر چ کرنا، اپنی آبر وکوٹ طرہ میں ڈالنا، اپنی جان کوٹ طرہ میں ڈالنا، اپنی جان کوٹ طرہ میں ڈالنا، دوسروں کو بچانے کے لیے یاحق کی حمایت میں اپنی جان دے دینا یہ سب سخاوت کی ادفی اوراعلی تمیں ہیں، جن کے امتیاز کے لیے الگ الگ نام دکھے گئے، (() مولانا سریمیمان عدوی کی وضاحت کی روشنی میں سخاوت صرون کسی سائل کے مانگنے پر وقتی طور پر کچھ عطا سریمیمان عدوی کی وضاحت کی روشنی میں سخاوت اسپنے اعدر بڑی جامعیت رکھتی ہے، نبی رحمت کا تیائی جو دوسخا کر نے کا نام نہیں ہے بلکہ مخاوت اسپنے اعدر بڑی جامعیت رکھتی ہے، نبی رحمت کا تیائی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں ''اعطاء میں بڑی جامعیت تھی ۔ بہتی رحمت کا تیائی کی کے باوجود اپنی مال کی فراوائی پر عطا کرنا سخاوت نہیں ہے بلکہ مال کی کمی کے باوجود اپنی ضرور یات کو پس پشت ڈال کرعطا کرنا سخاوت نہیں ہے، پھر یہ صرون مال و دولت یاد نیوی اشام کا عطا کرنا ہی سخاوت میں اس خودت یاد نیوی اشام کا عطا کرنا ہی سخاوت میں داخل کرنا ہی سخاوت میں داخل کرنا ہی سخاوت میں اسپنے پر اے کی تیز نہیں ہوئی۔

خالی بدلوٹاجس کے درسے وئی

نبی رحمت الطفالا اس جامع اور وسیع معنی میں تی تھے،آپ کسی سائل کورو نہیں فرماتے تھے، چنانچہ حضرت جابرٌ فرماتے بی : "ماسئل النبی الطفائی شینا قط فقال لا" (") (مجمی ایرا نہیں ہوا کہ حضور الطفال اسے کسی نے مالگا اور آپ الطفائی نے اس کو نہیں عطا فرمایا ہو) چاہے آپ الطفائی کے پاس وہ چیزموجو دجویانہ ہو، آپ الطفائی بہرصورت سائل کو خالی ہاتھ مذلو ٹاتے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ الليل سے مجمد مانگا،آپ الليل نے فرمايا:اس وقت

^()سيرةالنبي ۲: / ۱۷۹

⁽۲) فتح الباري أول الكتاب اسامر ادارالمعرفة بيروت

⁽۲) بخاری باب حن الخلق مدیث: ۲۰۳۴

میرے پاس کچھ نہیں ہے، تم میرے نام پرقرض لے وہ میں پھراسے اداکر دول گا، حضرت عمر بھی ساتھ تھے، عرض کیا کہ آپ کے پاس کچھ موجود نہیں ہے تو پھر آپ پر کیا ذمہ داری ہے؟ آنحضرت کا ٹیٹی آئے ہے یا کہ آپ اور انساری حاضر تھے، انہوں نے کہا : یارسول اللہ کا ٹیٹی آئے ایک درسے اور انساری حاضر تھے، انہوں نے کہا : یارسول اللہ کا ٹیٹی آپ دیسے جائے اور عرش والے خداسے ندور سیے وہ آپ کو محتاج نہیں کرسے گا، یہ ن کرآپ کا ٹیٹی اور کی اور گا، یہ ن کرآپ کا ٹیٹی اور گھریں آکراس کو بہت کچھ نوازا۔ ()

الله بنی رحمت کاشیانی کی مفاوت مال و متاع اور دیوی اشیاء تک محدود رقی بلکه صرات صحابه مختلف قسم کی ضرور یات آپ کاشیانی سے عرض کرتے اور آپ کاشیانی ان کی بخمیل فر ماتے ، حضرت میدنا جرید بن عبداللہ نے آپ سے عرض کیا کہ یار مول اللہ کاشیانی اجب میں گھوڑ ہے پر سوار ہوتا ہوتو گرجا تا ہوں ، جریر کہتے ہیں کہ آپ سے عرض کیا کہ یار سے سینے پر دست مبارک مار کر فر مایا: "اللهم فبعه و اجعله ها دیا مهدیا "(۱) حضرت جریر کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے انگشت ہائے مبارک کا اثر اسینے اندر محموں کیا، اسے کے بعد میں بھی گھوڑ ہے سے تہیں گرا۔ (۳)

فی حضرت ابوہریہ گئے بیں کہ میں نے عرض کیایار سول اللہ کاٹیائی ایس آپ سے احادیث سختا ہوں اور پھر بھول جاتا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا : اپنی چادر پھیلادو، میں نے پھیلادیاں بیس ایک پھولادی میں نے پھیلادیاں بیس ایک پسوڈ الا (جس میں ظاہراً کوئی چیز ہوگی) پھرفرمایا :اس کوسمیٹ کوسمیٹ کرسینے سے لگالیا،اس کے بعد میں بھی کوئی بات نہیں بھولا اور صحابہ میں ان سے زیادہ صدیتیں یادر کھنے والا کوئی دختا۔ (۴)

کی آوگ بیاہے کتنے ہی خی داتا کیوں مہوں لیکن اپنی ضرورت کی اشیاء دوسروں کوعنایت نہیں کرتے لیکن مختن اعظم کا شاہلے کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ شدید ضرورت کی اشیاء عنابیت کرنے میں

⁽⁾ اخلاق بوی تایین واقعات کے آمیندیس

⁽۲) صحیح بخاری مدیث نمبر :۳۰۷۹

⁽ کاری باب البشار قفی الفتو حدیث $Y \rightarrow Y$

⁽۴) فمانسیت شینابعد (بخاریباب-حفظ العلم حدیث ۱۱۹

و المراقط الم

علی تجھی عطا و بخش کی ایسی بارش ہوتی کہ جو کچھ ہوتاسب نواز دیا جاتا اور گھر میں فاقد کرلیا جاتا، چنا بچہ ایک صحابی گاوا قعہ ہے کہ انہوں نے شادی کی اور طعام ولیمہ کے لیے گھر میں کچھ مذتھا، آنحسرت کا شاہی نے ان سے فرمایا کہ عائش کے پاس جاؤ اور آئے کی دلیا ما نگ لاؤ، وہ گئے اور

^{()&}quot;ماأحسن هذه فاكسنيها فقال: نعم" (بخارى بابحسن الخلق و السخاء حديث ٢٠٣٢) (٢)مسلم باب ماسئل رسول الله شيئا قط مريث ٢٣١٢

جا كرنے آئے،جب كە تھريىس اس ذخيره كے سواشام كے تھانے كو كچھ دہتھا۔ ()

کہ ایک مرتبہ آپ کاٹی آئے گئے میں رات کے کھانے کے لئے صرف بکری کادود در کھا تھا کہ ایک غفاری مہمان آگئے، آپ کاٹی آئے نے مہمان داری کے طور پر سارا دودھاس کو پلادیا اور گھر والوں نے بیدات فاقدسے بسر کی۔ (۲)

المجان اوقات عطاو بخش اتنی زیاده ہوئی کہ لینے والے کے لیے اور کر چلنا دشوار ہوجاتا تھا، چنا نچہ ایک دفعہ بحرین سے خراج آیا وہ اس قدر کثیر رقم کی تھی کہ اس سے پہلے دارالاسلام میں بھی نہیں آئی تھی، آپ کا شائی نے سے مراح آیا کہ اس کو حن مسجد میں ڈالو، اس کے بعد جب آپ کا شائی مسجد میں تشریف لاتے تو اس پر مراکز تک نظرند ڈالی، نماز سے فارغ ہوکر آپ کا شائی نے سے شروع کی ہو سامنے آتا اس کو دیستے جلے جاتے، حضرت عباس می جو غروہ بدر کے بعد دولت مند نہیں دہے تھے، انتادیا کہ اٹھ کر جل نہ سکتے تھے۔ (۳)

کی جہاں تک تھانے پینے کی بات ہے تومعمولی چیز بھی تنہانہ تھاتے تھے، بلکہ محابہ کرام می کو شریک فرمالیتے تھے، بلکہ محابہ کرام کو شریک فرمالیتے تھے بھی غروہ میں ایک ۱۳۰ / صحابہ ساتھ تھے، آپ تا ٹائی نے ایک بحری خرید کر ذری کے کرڈالی اور کیجی کے بھونے کا حکم دیاوہ تیار ہوئی تو تمام محابہ توتقسیم فرمایا، جولوگ موجو دید تھے ان کا حصہ الگ رکھا۔ (۴)

⁽⁾ لاوالله إن أصبح لناطعام غيره (مسندا حمد حديث ربيعه بن كعب اسلمى)

⁽۲) فبيت الليلة كما بتنا البارحة (مسنداحمدحديث ابي بصره الغفارى حديث ٢٢٢٢)

⁽٣) "م احتمله فألقاه على كاهله ثم انفلق" (بخارىبابالقسمةحديث ١٣١)

^(*) اخلاق نبوى تَنْ الْأِيْرُ واقعات كے آئيديس

گھرتشریف لاتے تو جہرہ متغیر تھا، بے چینی کے آثار ہوبدا تھے، میں نے عرض تھا یارسول الله کاٹلیلی اخیر تو ہے؟ آپ کاٹلیلی نے فرمایا: ''کل جوسات دینار آئے تھے شام ہوگئی اوروہ بستر پر پڑے دو گئے''۔

الله وفعدریک فدک نے چارفلہ برداراونٹ خدمتِ بوی کا ٹیل کیے، حضرت بلال کے فلہ بازار میں فروخت کرکے ایک ہیودی کا قرض ادا کیا، پھر آنحضرت کا ٹیل کی خدمت میں آکراطلاع دی، آپ کا ٹیل کی فدمت میں آکراطلاع دی، آپ کا ٹیل کے جانج کی کیے ہے گئے ہائی رہے گا میں گھر نہیں جاسکا، حضرت بلال نے بی کی اس کی کو باقی رہے گا میں گھر نہیں جاسکا، حضرت بلال نے بی کی سائل نہیں، آنحضرت کا ٹیل لیے مسجد میں رات بسر کی، دوسرے دن حضرت بلال نے آکرکہا: یارسول اللہ کا ٹیل اورا کھر کا شریف اے آپ کو گئے سائل کا شکرادا کیا اورا کھر کر تھر بیف کے سرک کے گئے ہے۔

ایک بارعصر کی نماز پڑھ کرخلاف معمول فوراً گھر کے اندرتشریف لے گئے اور پھرفوراً نکل آئے، لوگوں کوتعجب ہوا، آپ تاٹیلیٹا نے فرمایا: مجھ کو نماز میں خیال آیا کہ کچھ مونا گھر میں رکھا گیا ہے، گمان ہوا کہ بیں ایسانہ ہوکہ رات ہوجائے اورسونا گھر میں پڑارہ جائے،اس لیے جا کراس کوفوراً خیرات کرد سینے کو کہدآیا۔ (۲)

مرنے والوں میں اگر کوئی مقروض مرتا تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ کا اُلیے اسپنے ذمہ لیتے اورا گروہ کچھ مال ترکہ میں چھوڑ جاتا تو اس کے وارثین کو تلاش فرماتے ہیں کا آزاد کردہ فلام اگرانتال کرجائے تو قاعدہ کی روسے آزاد کرنے والا آقااس کے ترکہ کا حقد ارجو تا ہے ، ایک مرتبہ آپ کا اس قیم کا فلام افتال کرگیا، لوگ اس کا منز وکہ مامان آپ تا ایک ہے پاس انتخال کرگیا، لوگ اس کا منز وکہ مامان آپ تا ایک ہاں انتخال کرگیا، لوگ اس کا بہاں ہم وطن ہے؟ لوگوں نے کہا : ہال انتخالاتے، آپ تا تا ایک ہے بیاس کے والے کردو، آپ تا تا ایک ہوگیا گرکوئی کی اس کے حوالے کردو، آپ تا تا تی فرمایا : بیتمام چیزی اس کے حوالے کردو، آپ تا تا تا فرمایا : بیتمام چیزی اس کے حوالے کردو، آپ تا تا تا تا تھے کہا گرکوئی

^{﴿)} اثلاق بُوي تَالِيَكُمُ واقعات كَاكِين عِن "فكبر وحمد الله شفقاً من أن يدركه الموت " (ابو داؤ دفي الامام تقبل هدايا المشركين حديث ۵۵ - ۳:)

⁽٢) "فكرهتأنيبيتعندنافامرت بقسمته" (نسائي باب الرخصة للإمام حديث ١٣٢٥)

شخص مقروض مرجائے اور کوئی مال چھوڑ کرنہ جائے تو ہم اسے ادا کریں گے اور اگر کوئی مال چھوڑ کرمرجائے تو وہ وارثوں کاحق ہے۔'()

سخاوت کرنے والوں کا طرزعمل پیرہوتا ہے کہ ایک شخص جب بار بار ما تکتا ہے تو وہ اس سے بددل ہوجاتے ہیں اور ہا تہ تھینچ لیتے ہیں لیکن نبی کریم ڈاٹٹٹٹٹے کا حال پہتھا کہ بار بارمانگنے پر بھی عطا فرمادیا کرتے تھے، تا آنکہ آپ ٹاٹالٹا کے پاس پیسے ختم مدہوجائیں،البنتہ لوگوں کو مانگنے کی عادت سے باز رکھنے کے لئے تعیمت بھی فرمایا کرتے تھے،ایک دفعہ چندانسارنے آپ ٹاٹیا ہے کچھ مانگا،آپ تالٹیلئے نے دے دیا، بھرمانگا بھردے دیا،جب تک رہا آپ تالٹیلئے دیے رہے، یہاں تک کہ آپ ٹالٹا کے ساتھ کچھ ندر ہارلیکن وہ باوجود اس کے ماضر ہوتے اور درخواست کی ،آپ ٹاٹٹائٹا نے فرمایا بمیرے پاس جو کچھ ہوگا اس کو تم سے بچا کرنہیں رکھوں گا بمگر جوشخص اللہ تعالى سے كدا كرى سے فكنے كى دما كرے كالله تعالى ضرورات ال لعنت سے بجاديتا ہے۔ (٢) جود وسخا ہمارے نبی کریم ٹاٹیائی کا خاص وصعت تھا، آپ ٹاٹیائی نے ملی زندگی کے ذریعہ بھی اس کا نمونہ پیش سیا اور زبانی طور بھی است سو اس کی تاسید فرمائی، چنانچہ آپ تالیا نے فرمايا: "السنحى قريب من الله قريب من الناس بعيد من النار "(") سخى الله اورلوگول ٍ سے تریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے، آپ ٹاٹٹا کٹڑ نے کٹرت کے ساتھ انفاق پرزور دیا ہے کہیکن افسوس! سخی نبی کی نام لیواامت آج سخاوت سے دورنظرِآر ہی ہے،لوگ شادی بیاہ اورتقاریب اور خواہشات کی محمیل میں تو یانی کی طرح بیبہ بہاتے ہیں لیکن محاجوں اور ضرورت مندول کے لیے ان کے خزانے بندر ہتے ہیں، دینی تقاضول پر خرج کرناان کے لیے دشوار ہوتا ہے، آئے ہم سب مل کرعبد کریں کہ سخاوت کے شعبہ میں بھی ہم اسپنے نبی ٹاٹیا ہے کونمونہ بنا کران کے نقش قدم پر چلیں مے!

 ⁽⁾ ومن ترک دیناً او ضیاعاً فلیأتنی فأنا مولاه (بعادی،باپالصلاةعلی،من ترک دینا: حدیث: ۲۳۹۹)
 (۲) ومن یستعف یعقه الله (بخاری باپ الاستعفاف عن المسألة حدیث ۱۹۶۹)
 (۳) ترمدی،باپ،ماجاءفی،السخاءحدیث: ۱۹۲۱

خدمتِ خلق – سيرت ِ رسول كاجلى عنوان

حضرات انبیاء کرام علیهم السلام انسانیت کے سب سے بڑے خیرخواہ ہوتے ہیں، ان کی بعشت کامقصد ہی سکتی انسانیت کو تھامنا ہوتا ہے، وہ پورے انسانوں کو دنیا وآخرت کی بھلائیوں سے سر فراز کرنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں، دنیا میں انسانیت کاسب سے بڑا خیرخواہ اور مجات دہندہ نبی موتاہے، بھی و جہ ہے کہ حضرات انبیاء علیهم السلام کی زندگی میں خدمت خلق کا پہلو بہت نمایاں نظرآ تاہے، انبیاء کے بہال خدمتِ خلق کا تصور کافی وسیع ہے، انبیاء کے جذبہ خدمت کا تعلق صرف د نیاوی زندگی ہی ہے نہیں بلکہ وہ اس دنیا میں بھی انسانیت کومشکلات سے نجات دلاتے ہیں اور عالم آخرت کی دائمی پریشانیول سے بھی جھٹکارا دلاتے ہیں ، نیزان کاجذبہ انسانیت اعراض ومقاصد کے لیے نہیں ہوتا بلکہ وہ بے عرض و بے لوث ہو کر انسانیت کی نجات کے لیے کو شال رہتے ہیں، قران مجيد ميں جن جن مقامات پرحضراتِ انبياء كرام عليهم السلام كي دعوت كا تذكره كيا محيا سيا۔ و بال اس بات کی سراحت کردی گئی کدوه اپنی قوم سے بھی بدلے کے تمنی ہوتے ہیں اور نداسینے کام کی اجرت جاہتے ہیں، ہرزمانہ کے پیغمبرول نے اپنی تعلیمات میں توحید کے ساتھ انسانیت سے ہمدردی اور مخلوق کی خدمت اور حقوق کی ادائیگی پرزور دیا ہے، قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا تذكره كرتے ہوئے كہا گيا: ''واذا خذنا ميثاق بني اسرائيل لا تعبدون الا الله و بالوالدين احمانا وذي القربي واليتامي والمساكين وقولوللناس حنا" (البقرة ٨٣٠) ياد كروجب بم نے بني اسرائيل سے پیختہ عبدلیا تھا کہتم اللہ کے سوائسی کی عبادت مذکرو کے اور والدین کے ساتھ حمن سلوک کرو کے اور اس طرح قرابت دارول ، پتیمول اورمسکینول کے ساتھ بھی اور عام **لوگو**ل کے ساتھ اچھی بات کروگئے'۔اس آیت میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے جہال توحید کا عہدلیا تھاو ہیں انسانیت کے ساتھ حن سلوک اورمختلف طبقات کے حقوق کی ادائیگی کاعبدلیا تھا۔ 🥸 الغرض خدمت خلق حضرات ِ انبیاء کرام کی سیرت کا جلی عنوان تھا،جس کا انداز وان کے کر دار سے بھی تھیا جاسکتا ہے،حضرت موئی علیہ السلام نے سفر مدین کے موقع پر تنویں کے ہاس

دیکھا کہ لوگ اسپینے جانوروں کو پانی پلارہے تھے اور دولڑ کیاں لوگوں کے اڈ دیام سے پریٹان ہے بسی کے عالم میں کنارہ پر کھڑی ہیں، تو فوراً آگے بڑھے اور کنویں سے پانی کینیچ کران جانوروں کو پلایا،جس کا تفصیل تذکرہ سورہ قسص میں دیکھا جاسکتا ہے، حضرت موی علیہ السلام کا پیمل ان کی سیرت کے خدمت کے پہلوکونمایاں کرتاہے۔

ہ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے قیام زعدال کہ دوران جیل کے دو پریشان حال ساتھیوں نے خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں ان سے مدد حاصل کرنی چاہی تو حضرت یوسف نے انتہائی ہمدردی اور جذبہ خدمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں آخرت کی تباہی سے فیجنے کی دعوت دی، پھران کی ضرورت کی چھمیل فرمائی، سورہ یوسف میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کاذکر بار ہا کیا گیا ہے۔

المجانبیاء کے سر دارسیدالاولین والآخرین کمن انسانیت کانٹیکی کی زندگی میں بھی خدمت خلق کا محشہ بہت نمایال نظر آتا ہے، آپ کی سیرت از اول تا آخر خدمت خلق کی مظہر ہے، کتب سیرت میں بیٹ میٹمار واقعات میں جو آپ کے بے پناہ جذبہ خدمت کی عکاسی کرتے میں، نبوت سے قبل آپ ٹانٹیکی نے اپنے اخلاق و کرد اراور انسانیت کی خدمت اور ظالمول کے خلاف مظلوموں کی مدد میں پیش پیش رہتے تھے، 'مطف الفضول' کا واقعہ اس کا بین جوت ہے، 'سیرت ابن ہمام' کے مطابق جب مکہ کے سر دارعاص بن وائل سے بنو زبید سے تعلق رکھنے والے ایک پردیسی نے مامان فروخت کیا اور بعد میں قیمت کا مطالبہ کرنے پر عاص بن وائل نے صاف انکار کردیا تو اس اسان فروخت کیا اور بعد میں قیمت کا مطالبہ کرنے پر عاص بن وائل نے صاف انکار کردیا تو اس ان فریاد کو کی مدد کرنے کا عہد کیا تھا ان میں سر فہرست محد عربی ٹائٹیکی تھے۔ ()

نبولت سے سرفراز کئے جانے کے بعد ایک مرتبدائ واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ٹاٹٹاٹی نے فرمایا: '' میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ہونے والے معاہدہ میں شریک تھا، اگر اسلام کے بعد آج بھی اس میں بلایا جائے تو ضروراس میں شریک رہوں گا،اس معاہدہ میں انہوں نے

^() ميرة ابن برثام بعلف الفنول ٢٧٥ را

اس بات کاعبد کیا تھا کہ وہ حقدار تک اس کاحق پہنچائیں گے اور یہ کہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر قالب نہ آئے'۔() اس واقعہ سے نبی رحمت کا وہ پہلونمایاں ہو تا ہے جو عام طور پرلوگوں سے اوجھل ہے، یعنی مظلوموں کی مدد سے دکچیسی اور خدمت خلق ۔

ام المؤمنين كے تاریخانہ جملے

آپ تا اللہ کے بذیہ فدمتِ علی کا اظہار ان جملوں سے بھی ہوتا ہے جو حضرت فدیجہ کی زبان سے اس وقت نکلے تھے جب آپ تا اللہ ایک باروی نازل ہوئی تھی اور آپ تا اللہ اللہ اسکے ہوئے ان کے پاس آئے اور اپنی گھر اہٹ کا اظہار فر مایا تھا، چتا نچے حضرت فدیجہ نے کی دسیے ہوئے ان کے پاس آئے اور اپنی گھر اہٹ کا اظہار فر مایا تھا، چتا نچے حضرت فدیجہ نے کی دسیب المعدوم و تھیں علی نوائب الحق " ۔ (۲) فدا کی قسم ہر گز اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا نہیں کرے گا، آپ رشتہ داروں کا حق ادا کرتے ہیں، ناداروں کو کما کرلاتے ہیں، لوگوں کا بوجھا تھاتے ہیں، مہمانوں کی مہمان تو ازی کرتے ہیں، ناداروں کو کما کرلاتے ہیں، لوگوں کا بوجھا تھاتے آئے ، صفرت فدیجہ نے جن با توں کا ذکر کیا ہے وہ خالص فدمتِ غلق کی نوعیت کے ہیں، یہ تو نوازی جن باتوں کا ذکر کیا ہے وہ خالص فدمتِ غلق کی نوعیت کے ہیں، یہ تو نوازی جنل عال تھا نبوت کے بعد کی زعد گی تو ایک بحر نا پید کنار ہے، جس میں انسانیت نوازی جنل عال تھا نبوت کے بعد کی زعد گی تو ایک بحر نا پید کنار ہے، جس میں انسانیت نوازی جنل عالی خال تھا نبوت کے بعد کی زعد گی تو ایک بحر نا پید کنار ہے، جس میں انسانیت نوازی جنل عال میں مرقع ہے، آپ کا طاب کو ایک کی زعد گی کے ذریعہ بھی فدمتِ خلق کا زعد گی عدمتِ خلق کا خدمتِ خلق کی تعدمتِ خلق کا میک کو خدمتِ خلق کا خدمتِ خلق کی تعدمتِ خلق کا خدمتِ خلق کا خدمتِ خلق کا خدمتِ خلق کی خدمتِ خلق کا خدمتِ خلق کی خدمتِ خلق کا خدمتِ خلق کی خدمتِ خدمتِ خدمتِ خلق کی خدمتِ خدمتِ خدمتِ خلق کی خدمتِ خدمتِ

خدمت خلق كالحملي مظاهره

جہاں تک خدمتِ فلق کے عملی مظاہرہ کا تعلق ہے تواس کے لیے آپ کی سیرت سے بیپیول

^() سيرت مصطفيٰ جلداص ٩٥

⁽۲)بخاری :کیف کانبدءالوحیعلی رسول الله ﷺ حدیث:۳

واقعات کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، صرت جریر دوایت کرتے ہیں کہ ایک دن پہلے پہرہم لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک قبیلہ مسافر اندا تدازییں حاضر خدمت ہوا، ان کی ظاہری حالت اس درجہ خستہ تھی کہ کسی کے بدن پر کوئی کپڑا ثابت مذتھا، برہند بدن، برہند پا، کھائیں بدن سے لپٹی ہوئیں، تلواریں گلوں میں پڑی ہوئیں، ان کی بدحالت دیکھ کرآپ ٹاٹیا گئے بہت متأثر ہوئے، چیرہ مبادک کارنگ بدل گیا، اضطراب میں آپ ٹاٹیا گئے گھر کے اندر گئے بھر باہر آئے ادر صفرت بلال موالات کی انداد کے بھر باہر آئے اور صفرت بلال کی امداد اور مائی، تب کہیں جا کہ اور اعامت کے لیے آماد و کہا، چنا خی صحابہ کرام نے ان کی بہت کافی امداد فرمائی، تب کہیں جا کہ آخصرت بائی ایک امداد فرمائی، تب کہیں جا کہ آخصرت ٹاٹیا گئے کا چیرہ مبادک مسرت سے سرشار ہوا۔ ()

جن لوگول نے آپ کاٹی آئے کو متایا تھا آپ کاٹی آئے نے ان کے ساتھ بھی خدمت فلق کامظاہرہ کیا،
چتا مجے قریش جنہول نے تین برس تک شعب ابی طالب میں سلسل آپ کاٹی آئے کو محصور رکھا اور غلہ کے
ایک ایک وانے کے روادار نہ تھے، ان کی شرارتوں کی یاداش میں خدائے و والجلال نے جب
رحمت کاسایہ ان سے اٹھالیا اور مکہ میں اس قدر قحط پڑا کہ لوگ بڑی اور مردار کھانے گئے، ابوسفیان
نے آپ کاٹی آئے گئے کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ: محمد! تمہاری قوم ہلاک ہور ہی ہے، خداسے دعا
کیجھے کہ یہ صیبت دور ہو، آپ کاٹی آئے واقعات کے ایک باتھ اٹھائے اور خدانے اس مصیبت سے
خیات دی۔ (اخلاق نبوی کاٹی آئے واقعات کے آئینہ میں)

کے آپ ٹاٹیا آئے اوگوں کے کام آنے میں پہل کرتے تھے، کوئی بھی شخص بے تکلفی کے ساتھ آپ کے ساتھ اپنی ضرورت بیان کر تااوراس کی ضروت کو پوری کرتے ۔ (۲) کا حضرت خباب آبک جنگی مہم پر گئے ہوئے تھے، ان کے گھر میں کوئی مردموجود مذتھا،

^()حتى رأيت وحه رسول الله اكأنه مذهبة (مسلم باب الحث على الصدقة حديث (١٠١٧:) (٢) فتذهب به حيث شاءت من المدينة،فما تدعه (مكارم الأخلاق للخرائفي باب ماجاء في اصطناع المعروف حديث (١١١)

آپ گائی آباندی سے ان کے پاس تشریف لے جاتے اور بکر یوں کادودھ دو ہے۔ ()
حضرت عدی بن حاتم جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے و دیکھا کہ بے تکلف ایک باندی
نے آپ گائی آبا کو روک لیا اور اپنی ضرورت سنائی اور آپ گائی آبائی نے اس کی ضرورت پوری فرمائی،
حضرت عدی نے اس کیفیت کو دیکھ کرفیصلہ کیا کہ یہ کسی بادشاہ کاعمل نہیں ہوسکتا، یہ کسی نبی کاعمل
ہوسکتا ہے۔ (۲)

خدمت خلق کی تا تحید

عملی نمورد پیش کرنے کے ساتھ آپ ٹاٹٹائٹا نے اسپنے ارشادات کے ذریعہ بھی سحابہ کو خدمتِ خلق اور انسانیت سے ہمدردی کی تاکید فرمائی، آپ ٹاٹٹائٹا نے فرمایا: او حموا من فی الاوض یو حمکہ من فی المسسماء"(۲) زمین والول پررخم کروآسمان والا تم پررخم کرسے گا۔

عرصہ من فی المسسماء "(۲) زمین والول پررخم کروآسمان والا تم پررخم کرسے گا۔

علی نیز فرمایا: "جوانسانول پررخم نمیس کرتا اللہ تعالیٰ اس پررخم نمیس کرتا"(۴)

علی ایک موقع پر فرمایا: خدا کی مخلوق اس کا کنبہ ہے، خدا کو وہ مخص سب سے زیاد ہمجوب ہے، جواس کے کنبے کے ساتھ حن سلوک کرے ۔ ﴿)

اس ہے۔ اور جو کئی آئی آئی ہے۔ اور مد دوسر ول کا مظلوم یننے کے لئے اس کو بے بار ومددگار پہوڑ اس لیے) مخود اس پر ظلم وزیاد فی کرے اور مد دوسرول کا مظلوم یننے کے لئے اس کو بے بار ومددگار چھوڑ ہے، اور جو کئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا، اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت و ور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کسی مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کسی مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری

^() وكان رسول الله ☐ يتعاهدنا حتى نحلب لنا، كان بحلب في بعضه (منداسحاق، تنراجويهديث ٢٣٨٢)

⁽٢) يا عدى أتته قبل أن يسبقك إليه " (المعجم الاوسط من اسم محمد حديث ٢٤١)

⁽٣) ابوداؤد باب في الرحمة حديث ٣٩۴١ :

⁽۴)من لايرحم لايرحم (بخارى باب رحمة الوالماه هايث

^{(°) &}quot;الخلق عيال الله أحب العباد إلى الله أنفعهم لعياله" (شعب الايمان مديث: ٢٥٠٥)

()_"B___*S*

المن انول میں جو کمز ورطبقات ہیں ان پر آپ گئی آئی نے خصوصی توجہ فرمائی اور ان کی حاجت روائی کی تلقین فرمائی، جتائج فرمایا : نحسی ہیوہ یائسی سکین حاجت مند کے لیے دوڑ دھوپ حاجت روائی کی تلقین فرمائی، جتائج فرمایا : نحسی ہیوہ یائسی سکین حاجت مند کے برابر ہے (راوی کہتے کرنے والے بندہ (اللہ کے نز دیک) راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے (راوی کہتے ہیں) میرا گھان ہے کہ یہ بھی آپ گئی آئی نے فرمایا اس شب بیدار بندہ کی طرح ہے جو عبادت میں مستی نہ کرتا ہو۔ (۲)

کی بینیموں کے بارے میں آپ ٹاٹیائیٹا نے فرمایا: جس شخص نے سی بینیم کے سرپر صرف اللہ کے لیے ہاتھ پھیرا تو سر کے مبتنے بالوں پراس کا ہاتھ پھراہر بال کے حماب سے اس کی نیکیاں خابت ہوں۔ "

کی مکرمکرمہ سے جب سحابہ نے ہجرت فرمائی توانسار ومہا ہرین کے درمیان موافات کا رشۃ بھی آپسی تعاون اور ایک دوسرے کی مدد کا مظہر تھا، نبی تاثیقی کی زندگی میں قدم قدم پر خدمت خلق اور انسانیت سے ہمدردی کے نمونے ملتے ہیں، خدمت خلق کے ذریعہ ایک مسلمان داعی کی حیثیت سے دیگر مذاہب کے بیروکاروں کو اسلام کے قریب کرسکتا ہے، اس لیے کہ خدمت خلق وہ مؤثر ہتھیا ہے جس سے برآسانی دلوں کو فتح سیا جاسکتا ہے، دیگر مذاہب سے تعلق محمد والی قویس اس ہتھیار کو بھر پور طریقہ پر استعمال کررہی ہیں اورلوگوں کو اسپنے مذہب سے قریب کرنے میں کامیاب ہورہی ہیں، عیمائی مشزیز کی کامیابی کا ہی راز ہے، وہ علاج معالجہ، قرض کی ادائی میں تعاون اور تعلیم کے ذریعہ اپنے مقاصد کے لیے راہ ہموار کررہی ہیں، ضرورت ترض کی ادائی میں تعاون اور تعلیم کے ذریعہ اپنے مقاصد کے لیے راہ ہموار کررہی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ پیغمبر انسانیت سے تعلق رکھنے والی امت آپ تاثیق ہی سیرت کے اس کو شہ پر بھی توجہ دے اور خدمت خلق اوراع کی اخلاق کے ذریعہ دعوتی راہ ہموار کرے۔

⁽⁾ من ستر عن مسلم ستر ه الله يوم القيامة (بخارى باب لا يظلم المسلم المسلم حديث ٢٣٣٢) (٢) الساعى على الارملة كالمجاهد في سبيل الله (بخارى باب فضل النفقة على الأهل حديث ٥٣٥٣) (٣) كان له بكل شعرة مرت عليها يده حسنات (مند اتمد مديث الى امامة الهالى مديث ٢٢١٥٣)

لوح بھی تو ،قلم بھی تو ، تیراوجو د الکتاب

(سیرت رسول میں تعلیم کی اہمیت)

شاعر مشرق علامه اقبال " نے اسپے" مولائے کل دانائے مبل اور ختم الرمل" کا تعلیم کے حوالہ سے تعارف کراتے ہوئے مذکورہ بالا مصرہ بہا ہے۔ شاید آپ کی سرایاعلمی شخصیت کے تعارف کے لئے اس سے بہتراوراس سے جامع تعبیر ممکن ہیں، آپ مالی اقاب تھے مگر آپ کا وجود النحما ب تضابلوح وقلم كو آپ يرناز تضاءآپ تاشيكا كوجهي آلات علم كي احتياج رقتي كيكن آلات علم كو آپ اللي النظائظ نے زينت بخشى ،آپ كى آمد سے پہلے علم كى يزم سونى تھى ،آپ اللي الله نے اپنى آمد سے اسے رونی عطائی، آپ النظام کی آمدے پہلے اقطاع عالم میں جہالت کی تاریکیوں نے اپنا ڈیرا جمائے رکھا تھا معلم انسانیت کے ورو دمسعود کے ساتھ جہل کے بادل چھٹ گئے، آفناب علم ساری د نیا کومنور کرنے لگا،آپ ٹاٹٹائٹ سے قبل انسانیت د ورجابلیت سے گذررہی تھی ،آپ ٹاٹٹائٹائی کی آمد کے ساتھ دنیا میں دورعلم کا آغاز ہوا، قاران کی چوٹی سے طلوع ہونے والا آفاب علم جب علم ومعرفت کی شعاعیں بھیرنے لگا توانسانیت کو جہل کی گلمتوں سے چھٹکارا حاصل ہونے لكا،آب الثلاثيل في بعثت سے قبل انساني معاشره برقهم كى اخلاقي وروحاني بيماريوں يس جكوا ہوا تھا، تلم وجبرعام تفاقبل وغارت گری عروج پرتھی ، چوری د کیتی کمز وروں پرزیاد تی کامعمول تھا، ناموس زن پر ہروقت خطرات منڈلاتے رہتے تھے بحوالی بیٹی کی جادرعصمت بار بارتار کی جاتی رہتی تھی ، شراب نوشی، جوا، سٹرزند کی کالازمی حصہ بن چکا تھا،ان میں سے ہر برائی انسانیت کے لئے سوہان روح بن چکی تھی،جس سے یورے انسانی وجود ہی کوخطرہ لاحق ہور ہاتھا، ایسے میں آپ ٹاٹٹالٹا پر نازل ہونے والی سب سے بہلی وحی کا آغاز جس لفظ سے ہوا وہ لفظ ا قرائتھا محویااشارہ دیا جارہا تھا کہ پڑھائی اورخواند گی سے محرومی ہی ان ساری اخلاقی ہیماریوں کی جردہے، نیزلفظ''ا قر اَ'' سے پہلی وحی کا آغاز کرکے قیامت تک آنے والی انسانیت کو بتادیا گیا کہ عالم انسانی کوعطا کئے جانے والے پیغمبر دراصل پیغمبرعلم واخلاق میں ،اوران پرنازل ہونے والی آخری مختاب مختاب علم ومعرفت ہے،جس

کاسب سے پہلامین تعلیم سے تعلق ہے، اورجس کی اولین آیتوں میں دو مرتبہ پڑھنے دومرتبہ سکھانے اورایک مرتبہ ملم کے آلہ قلم کاذکر کیا گیا ہے، پہلی وی کے لئے یہ موزوں تھا کہ اس میں شکرک و بت پرستی کا شکار تھے، اس پس منظر میں اولین وی کے لئے یہ موزوں تھا کہ اس میں خدائے واحد کی وحدانیت کی تامحید کی جائی لیکن اس کے بجائے" پڑھئے" کی تامحید کرکے یہ اشارہ دیا گئیا کہ ماری خرابیوں کی جربہ الت ہے، معلم انسانیت پرنازل ہونے والی کتاب میں سب سے بہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کا تعارف یول کرایا گیا کہ اللہ نے انہیں علم الاسماء عطافر مایا، فرشتوں پرآدم علیہ السلام کے آگے تھے اور جب فرشتے عاجز آگے تو پھر آدم علیہ المسلام کا تعارف کا حتم دیا ہے، معلم انسانیت پرنازل کی گئی کتاب میں سات مو بہاس بارعلم اور اس سے مشتق الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، ہی نہیں بلکہ لفظ علم کو قرآن میں دین کے معنی میں بھی استعمال کیا گئا، یہ تا اثر دینے کے لئے کہ مذہ ہاسام سرا سرعلم ہے۔

پیغمبرعلم واخلاق پر نازل ہونے والی مختاب برملا اعلان کرتی ہے کہ عالم اور جائل دونوں برابر نہیں ہوسکتے ،جس طرح روشی اور تاریخی برابر نہیں ہوسکتے ،جس طرح مرد سے اور زند سے برابر نہیں ہوسکتے ۔قرآن کہتا ہے کہ ایمان والوں میں نہیں ہوسکتے ۔قرآن کہتا ہے کہ ایمان والوں میں جو اصحاب علم بین ان کے عام مومنوں کے مقابلہ میں درجات بلند ہیں،قرآن مجید میں مختلف پیغمبروں کی دعائیں نقل کی گئیں ہیں،آخری پیغمبر معلم انسانیت کو اللہ تعالیٰ نے جس دعا کی تلقین فرمائی وہ "دب ذدنی علما" () ہے اسے میرسے پروردگا میرسے علم میں اضافہ فرما معلم انسانیت کا شائداز واس بات سے لگا یا جاسکتا ہے انسانیت کا شائداز واس بات سے لگا یا جاسکتا ہے کہرسے دشتہ کا انداز واس بات سے لگا یا جاسکتا ہے کہر انسانیت کا شائداز واس بات سے لگا یا جاسکتا ہے کہر انسانیت کا شائداز واس بات سے لگا یا جاسکتا ہے کہر انسانیت کا شائداز واس بات سے لگا یا جاسکتا ہے کہر آن نے تعلیم کتاب و کھت کے اساسی مقاصد میں شمار کیا۔ار ثادر بانی ہے:

"هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتابو الحكمة"(٢)

وبی خدا ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول کا اللہ مجیجا جو انہیں مختاب

وسكمت كى تغليم دسينة بيس،خود نبى كريم نے بھى حن اخلاق كى يحميل اور تغليم كو اپنى بعثت كے بنيادى مقاصد قرارديا،ارشاد فرمايا: "انما بعثت معلما" ()

ایک اور موقع پرآپ ٹاٹیا ہے ارشاد فر مایا اللہ نے مجھے علم اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (۲)

نَيْرُآپِ النَّلِيَّةِ سِنَهُ النِيْ لِيَّةُ مَدِينَةُ العَمُ "يَعْنَى عَلَمُ كَاشْبِرِ كَالْقَبِ لِهِنَدُومِ ايا ، جِتَانِحِدُومِ ايا : "انا مدينة العلم و على بابها "(")

میں شہر علم ہول اور علی اس کا دروازہ بیں، شہر علم کالقب اسپے لئے موزول سمجھنے والے پیغمبر
کی نگا ہول میں نغلیم کی کس قدرا ہمیت ہے، اس کا اندازہ اس باب سے لگا یا جا سکتا ہے کہ آپ نے
بقدر ضرورت دینی نغلیم کو ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے ضروری قرار دیا، چنا نچہ آپ کا
ارثاد "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" (") زبان زدغاص وعام ہے، آپ نے علم کوروشنی
قراردیا۔

طلب علم كى ضلتين

آپینے حصولِ علم کی راہ مطے کرنے والے طالب علم کے بارے میں فرمایا کہ فرشتے اس کے لئے اپنے پر پچھاتے ہیں، خدا کی ساری مخلوق طالب علم کے لئے دعا کرتی ہے حتی کہ بلول میں رہنے والے زہر میلے جانوراور سمندر کی مچھلیاں تک اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔(۵)
آپ ماٹی آئی نے فرمایا کہ جو طالب علم حصول علم کے راستہ پر چلتا ہے وہ دراصل جنت کا راستہ

⁽⁾ ابن ماجه باب ففل العلماء مديث ٢٢٩

⁽٢) انما بعثت معلما ولم ابعث متعنتا (المنن الكبرى ليبيه في باب ماوجب من تغيير النماء مديث ١٣٢٦٥)

⁽٣) المعجم الكبير للطبراني ، مجاهد عن ابن عباس حديث ١١٠۶١

^(*) ابن ماجه باب قشل العلما معديث: ۲۲۴

⁽٥) حتى الحيتان في الماء (ابن ماجدياب فنل العلماء مديث: ٢٢٢)

طے کردیا ہے۔()

آپ ٹاٹٹائٹائٹانے فرمایا کہ علم کی نفنیلت عبادت کی نفنیلت سے زیادہ ہے۔(*) نیز آپ نے فرمایا کہ علم اس کثیر عبادت سے بہتر ہے جو جہالت کے ساتھ ہو۔(*) آپ نے حضرت ابو ذر میں مایا اے ابو ذر مسلح ہوتے ہی تم اللہ کی کتاب سے ایک آیت سیکھ لو،اس سے بہتر ہے کہ تم ایک ہزار کھتیں ادا کرو۔(*)

مدیث کی بیشر کتابول میں علم سے متعلق پورے باب ملتے ہیں، مثلاً کاری شریف کو کیجئے جس میں وقی اور ایمان کے ابواب کے بعد علم کاباب شروع ہوجا تا ہے، جس میں مافظ ابن مجر کے قول کے مطابق ۸۹ / مرفوع مدیش ہیں اور صحابہ و تابعین کی ۲۲ / روایات ہیں، پیغمبر علم وافلاق نے روز اول سے صول علم پر زور دیا آپ نے علم کو مومن کا گمشدہ خزانہ قرار دیا، گمشدہ دولت وہ ہوتی ہے جسے پانے کے لئے ہرآدی ہر لمجہ بے قرار رہتا ہے اور اس کے لئے متعلق مدوجہد میں لگارہتا ہے اور اس کے لئے متعلق مدوجہد میں لگارہتا ہے وائی ہے، اور جب وہ مل جا تا ہے توان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی ۔ بی حال ایک مسلمان کا ہونا جا ہے۔

ہیلی اسلامی درسگاہ

تغلیم کی اہمیت کے پیش نظر مکم مکرمہ میں اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام کے لئے آپ نے وار ارقم میں نظیم کی اشظام فرمایا جوکوئی مسلمان ہوتا وہ چیکے سے دار ارقم پہنچ جاتا اور وہ حضور کا انتظام فرمایا جوکوئی مسلمان ہوتا وہ چیکے سے دار ارقم پہنچ جاتا اور وہ حضور کا تیکی سے اسلامی عقائد کی ضروری تغلیم لیتا،مدین منورہ ہجرت کرجانے کے بعد ہجرت کرنے والے مہاجرین کے بینکروں مسائل مل کرنے کے بجائے آپ نے مرکز تغلیم مجد نبوی کی تعمیر پر

^()سلک الله به طریقاً اِلی الجنة ﴿ اِبُوداؤوبابِ الحِثْعَلَٰظِبِ اَعْلَم مدیث: ۳۹۳۱) (۲)العلم افضل من العبادة ﴿ الْجَيمِ الْجَيمِ لِحَالَاسَ عَنِ اين عباس مديث: ۱۰۹۹۹)

⁽۲) قليل العلم خير من كثير العبادة (بحمع الزوائد باب في فضل العلم حديث٢٧٧)
(۴) خير لك من أن تصلى ألف ركعة (ابن ماحه باب فضل من تعلم القلل حديث٢٠٩)

توجہ فرمائی اور مسجد سے لگ کرایک چہوترہ بنایا محیا جس میں تعلیم کا بندو بست کیا محیا، پیغمبر علم واخلاق کی تکا ہوں میں تعلیم کس قدرا ہمیت رکھتی ہے، اس کا اعدازہ اس بات سے لگا یا جاسکا ہے کہ جنگ بدر میں قید کئے کھا دکی رہائی کے لئے پہلا فدیہ مقرد کیا محیا کہ گھنا پڑھنا جانے والے قیدی دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا ہیں، اگر چہ شیقی علم وہ ہے جو بندے کو خدا کی معرفت عطا کر کے لیکن آپ تائیلی نے انسانیت کے لئے مفید ہرعلم نافع کی حوصلہ افزائی فرمائی، آپ تائیلی نے نے صحابہ کو سریانی اور عبرانی زبانیں سیکھنے کی تلقین فرمائی، زید بن ثابت و دیگر صحابہ کرام نے نے کہ ایت پر عبرانی زبانی سیکھنے کی تلقین فرمائی، زید بن ثابت و دیگر صحابہ کرام نے بنگی کے اس تعلق اہم خلوط وضع فرماتے بنگی معاملات میں ماہرین کی رائے کو اہمیت دی، ایک مرتبہ آپ حضرات محابہ کے پاس تشریف معاملات میں ماہرین کی رائے کو وقع فرمایا، دونوں بھلائی پر ہیں، بھر آپ تعلیم کے علقہ میں بیٹھ مصر و و ن تھا، آپ ٹائیلی نے تھا کہ عہد رسالت اور اس کے بعد زمانوں میں تعلیم کا سلسلہ آگ مصر و و ن تھا، آپ ٹائیلی ملسلہ آگ بھر آپ تو ہوئی میں علم کے درائع محدود تھے، زمادی رفار کے ساتھ ان میں تابی ہوتی ہوئی می ۔ گئے، آپ کی اس تر بیت کا تیجہ تھا کہ عہد رسالت اور اس کے بعد زمانوں میں تعلیم کا سلسلہ آگ بڑھا بھر و ن اول میں اول میں تعلیم کا درائع محدود تھے، زمادی رفار کے ساتھ ان میں تابھی ہوئی میں۔ بھر آپ تعلیم کا مسلسلہ آگ بھر تابی بھر آپ تو دن اولی میں علم کے درائع محدود تھے، زمادی رفار کے ساتھ ان میں تابی ہوئی می ۔

خلافت عباسيه ميس علم كى الهميت

عباسی ظیفه مامون رشید نے ۲۱۵ میں بیت الحکمة قائم کیا جوگویا کمی ایمی ایک رسد فانداور پبلک لائبریری تھی ،اس کام کے لئے مامون نے دولا کد درہم فرج کئے، جواس زماند کے اعتبار سے سات ملین سے زیادہ ہوتے بی اور مترجمین کا ایک ایما گروہ ملازم رکھا جو مختلف زبانوں اور علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ () اس طرح مامون نے این طریل اور تجاج بن مطرح عید لوگوں کو جو مختلف زبانوں کے ماہر تھے، دوسر مما لک اس لئے بھیجا کہ وہاں سے ہون کی علی مختابیں مشلاً طب، فلسفہ، ریاض کی تصانیف جو عبر انی ، یونانی میں کھی تھی میں ،خرید خرید کر بغداد رواند کریں ، ان لوگوں نے بہت قیمتی کتابیں خرید کر بغداد رواند کیا، مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان

⁽⁾ تاریخ تمدن ۱۱/۷ ۱۳

تختابول كوسواونۇل پرلاد اعجيا تھا۔ ()

یورپین مسنفین نے بھی اس کا اعترات نمیا ہے، ڈاکٹر محوط نے لیبون لکھتا ہے کہ جس زمانہ میں سختاب ولا تبریری یورپ والوں کے لئے کوئی اہمیت نہ دکھتی تھی، اور تمام کلیساؤں میں را جبول کے پاس سوسے زائد کتابیل نہ تھیں، اور وہ بھی مذہبی تھیں، اس وقت بھی اسلامی ممالک میں کافی سے زائد کتابیل اور لائبریری تھیں، خود بغداد کی لائبریری بیت الحکمۃ میں چار ملین اور قاہرہ کی لائبریری میں تین ملین کتابیل تھیں، اور تنہا انہین میں میں تین ملین کتابیل تھیں، اور تنہا انہین میں مالانہ سرای ہزار کتابیل اکھٹا کی جاتی تھیں۔ (۲)

پیغمبرعلم واخلاق کے تعلیمی انتقاب کا اثر تھا کہ دنیا سائٹس کھنالوجی سے واقف ہوئی اور اہل
یورپ نے اولین مسلم سائٹ دانوں کی مبادیات پر سائٹس وکھنالوجی کی عمارت کھڑی کر دی ، اس
وقت سارا عالم جس علی انتقاب کی وجہ سے جگمگ جگمگ کر ہاہے، وہ اس الکتاب کی شان رکھنے
والے پیغمبر کی دین ہے، اگر اسے علم کا بیا آفاب طوع دجو تا تو آج دنیا سائٹس وکھنالوجی سے کوسول
دور ہوتی ، نبی کے علی انتقاب کا اثر ہے آکہ مسلم اہل علم نے کتابوں کے انبار لگاد سیے۔ امام محمد کی
تابی الکھا تھا وان ہزار اور اق لکھے، امام غرائی نے ۲۷ کتابیں گھیں، جس میں صرف یا قوت
تین لاکھا تھا وان ہزار اور اق لکھے، امام غرائی نے ۲۷ کتابیں گھیں، جس میں صرف یا قوت
البادیل پالیس جلدوں میں ہے، ابن جوزی کے آخری مل کے واسطے پائی گرم کرنے کے لئے
اور طبیب این سینا کی تصانیف میں الحاصل وانحصول ۲۷ جلدوں میں، الا نصاف ۲۰ جلدوں
میں، الشفاء ۱۸ جلدوں میں ہیں، اسان العرب ۱۰ جلدوں میں ہے، نویس صدی کے مشہور ما فظ
میں، الشفاء ۱۸ جلدوں میں ہیں، اسان العرب ۱۰ جلدوں میں ہے، نویس صدی کے مشہور ما فظ
جلدوں میں اور اسان المیزان ۲۷ جلدوں میں جم جلدوں میں العاصاب ۵ کے حسل جلدوں میں العاصاب ۵ کے حسل والمین المیزان ۲۷ جلدوں میں الحب نہ ہیں، الاصاب ۵ کے حسل والمین المیزان ۲۷ جلدوں میں الحب المین المین

^()دائرة المعارف القرن العشرين

⁽۲) تاریخ اسلام وعرب ۳۲۹/۳

٠٥ ملين بي علم سع محروم

مگر افسوس جس پیغمبرعلم واخلاق اورمعلم انسانبیت ٹائٹیلٹر نے اپنی امت کونتعلیم واخلاق کی بنیاد ول پرکھڑا کیا تھا، آج وہ امت علم سے اپنارشۃ تو ٹرتی جار ہی ہے، جب تک مسلمان علم کی تلاش میں سرگرداں رہے پوری دنیا میں سرفراز رہے بمسلمانوں نے مدتوں علم کی بستیاں بسائیں،اور مدتوں علم کی بستی کی حکومت ان کے ہاتھوں میں رہی ہیکن آج وہ دوسروں کی بسائی ہوئی بستیوں میں ان کےلب ولہجہ اور ان کے افکار ونظریات میں علم پڑھ رہے ہیں، آج پورے عالم میں مسلمان سب سے زیاد و پسماند و قوم مجھی جانے لگی ہے، اس وقت دنیا بھرییں ۶۰ /ملین ہیے بنیادی تعلیم سے محروم ہیں بتعلیم واخلاق ہماری زندگی کے بنیادی عناصر ہیں مسلمانوں میں تعلیم کا شعور پیدا کرنااورعصری تعلیم کے اثرات بدیے ان کی حفاظت کرناوقت کا تقاضہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایسے روثن ماخی سے عبرت حاصل کریں، وہ ہمارے آباء تھے جنہول نے سائنسی علوم کی بنیاد و الی، جابر بن حیان نے کیمسٹری کے علم کے ابتداء کی، اور آ مخصید یول تک اس كى تنابيں دنيا كى ہرزبان ميں پڑھائى جاتى رہيں،اس نے دھاتوں كے اجزائے تركيبى بيان كتے، ابوعثمان جاحظ نے تتاب الحیوان لکھ کر بیالوجی کے مضمون کا آفاز کیا،موی خوارزمی نے ریاضی میں صفرکا آغاز کیااورایک ہےنو تک ہندسول کوعلیحدہ تر نتیب دیا،ابن فرناس متاروں کی گردش کاماہر تھا جس نے سب سے پہلے تھر بال اور ROCHCRYSTAL ایجاد کئے، طب میں اسحاق بن حنين الجبرامين الماهاتي فلكيات مين سناني جغرافيه مين الحمداني كوفراموش نبين كياجاسكتا،المجوي نے شریانیوں کاعلم دریافت کیااور ہلی دفعہ دندان کاعلم دنیا تک پہنچایا، ابوالقاسم زہراوی نے سرجری کا آفاز کیااوراس کے آلات بنائے،ابن انہیٹم نے بصارت کے ممل تیمرہ اورکشش تقل پر بحث کی جسے بعد میں نیوٹن کے کھاتے میں ڈال دیا محیا،الغرض ہمارے آباء کے کمی کارناموں کی طویل فہرست ہے ہمیں بھی ان کے قتش قدم پر چلتے ہوئے اپنی عظمت رفتہ کو بحال کرنا ہے بہمی ہم معلم انسانیت کے حقیقی امتی کہلائیں گے۔

حضور مالنتاليز دونول عالم ميس سهارا

جہلاء عرب ایک بے سہارا قوم

حضورا کرم کا این با می بعث سے قبل کے دورکو زمانہ جاہایت کہا جا تا ہے، اس وقت انسانیت کن حالات سے گذر دی تھی، میرت نگاروں نے بڑی تفسیل سے اس پر بحث کی ہے اوراس دور کی اطلاقی، میاسی اورسماجی حالی کے ماقع جائزہ لیا ہے، رسول اکرم کا این آخر کی میرت پاک اطلاقی، میاسی اورسماجی حالت کا مجرائی کے ماقع جائزہ لیا ہے وہ بن بیس بعث سے پہلے کے مارے واقعات کھوم جاتے ہیں، وہ پہلے دورِ جالی کی ایک ایک خرابی کو تفسیل سے ذکر کرتا ہے، اب کا ایک ایک خرابی کو تفسیل سے ذکر کرتا ہے، آپ کا ایک ایک خرابی کو تفسیل سے ذکر کرتا ہے، آپ کا ایک ایک خرابی کو تفسیل سے ذکر کرتا ہے، آپ کا ایک ایک خرابی کو تصویر نہیں ہے، بلکہ اس دور کی میں ایک نے دورِ جا بلیت کی صحیح تصویر نہیں ہے، بلکہ اس دور کی صحیح تصویر نہیں ہے دبی تصویر یہ ہوئی تھی ان سے جو نگارا دلایا، ارشادِ ربانی ہے: "ویضع عنهم اصر ہم والا غلال النبی سے ان سے جو نگارا دلایا، ارشادِ ربانی ہے: "ویضع عنهم اصر ہم والا غلال النبی سے انت علیهم "() (ربول) ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے آئیں دور کرئے ہیں'۔

رسول اکرم کاٹیانے کو اللہ تعالی نے سارے عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، یعنی آپ کاٹیانے قیامت تک آف کاٹیانے قیامت تک آف والی انسانیت کے لیے اس عالم میں بھی سہارا ہیں اور عالم آخرت میں بھی، آپ کاٹیانے کا پیش کردہ نظام رحمت ہر طرح کی کامیابی کا ضامن ہے، اس میں ہر طرح کی انسانی مشکلات کاحل ہے، اس کے سہارے انسانیت تمام مصائب وآلام سے نجات یا سکتی ہے، جب

()الأعراف: ١٥٤

تک آپ گاتی آیا اس عالم آب وگل میں رہے سارے انسانی طبقات کے لیے سہارا اسبنے رہے اور ایک ایسانظام چھوڑ گئے جو قیامت تک انسانیت کے لئے سہارے کا کام دے گا، اور جب اس دنیا سے چل بسے تو است کو بے سہارا نہیں چھوڑا، بلکہ فر مایا: تو کت فیکم امرین لن تصلو ما تمسکتم بھما کتاب الله و سنة دسوله () (میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جب تک تم انہیں تھا ہے رہوگے گراہ نہ ہوگے، ایک الله کی کتاب دوسرے اس کے رسول کا طریقہ اور جب است عالم آخرت میں علیجے گی تو وہاں بھی رسول کا تی سہارے کی محتاج رہے گئے۔
گئے۔

برمظلوم طبق كاسهارا

⁽١) مؤطا أمام مالك النهي عن القول بالقدر حديث ٤٧٨: (٢) المبقر الم

دیااورمعاشرہ بیں مرد کے مساوی اس کے حقوق متعین فرمائے، مورتوں کے ساتھ حن سوک کے ساتھ حن سوک کے ساتھ جا کہ سلہ بیں مردول کو سخت تا کی فرمائی، چنا خچہ آپ جا تھا تھا کا ارشاد ہے: "عورتوں کے ساتھ بھی نصبحت سے کام کو'۔ ایک روایت میں فرمایا: "تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اسپ اہل وعیال کے لیے تم سب سے بہتر ہو'۔ () ججة الوداع کے موقعہ پرعورتوں کے حقوق بالتفسیل بیان کرتے ہوئے مایا: "تی ہوتے فرمایا: "تی ہوئے اس کے ساتھ بہتر سے بہتر معاملہ کرو، ان کے معاملہ میں بہتر نے اور کھلانے میں تم نے اللہ کی ضمانت پر ان کو اسپنے لیے حلال کیا ہے، ان کے معاملہ میں اور مہذب ہوگا اتنا ہی وہ اسپنے ایمان میں کامل ہوگا' (") مال کے قدموں کے بنے جنت قرار اور مہذب ہوگا اتنا ہی وہ اسپنے ایمان میں کامل ہوگا' (") مال کے قدموں کے بنے جنت قرار دیا، دور جا بلیت میں لاکی کی پیدائش کو کو مار بھیا جاتا تھا اور ولادت کے ساتھ ہی اس کو زندہ درگور دیا، دور جا بلیت میں لاکی کی پیدائش کو کو مار بھیا جاتا تھا اور ولادت کے ساتھ ہی اس کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا، حضور تا گھائے نے اس کا لمانہ رسم کا خاتمہ کیا اور لاکیوں کی پرورش کے بڑے فضائل بیان کئی آئی تو فرمایا: " جس شخص کی تین لائی ہوں وہ ان کو پالے، پرورش کرے اور کی کون کون کون کیا کہ بول کی اور لیے ہی ہی بین الزم کی کون کہا : اگرایک لاکی اور کیا ہوگائے نے فرمایا دو والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے، پھر کسی نے کہا : اگرایک لاکی ہوں؟ آپ تا ٹھائی نے فرمایا : ایک لاکی والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے، پھر کسی نے کہا : اگرایک لاکی والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے۔ بھر کسی نے کہا : اگرایک لاکی والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے۔ بھر کسی نے کہا : اگرایک لاکی والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے۔ بھر کسی نے کہا : اگرایک لاکی والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے۔ بھر کسی نے کہا : اگرایک لاکی والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے۔ بھر کسی نے کہا : اگرایک لاکی والے کے لیے بھی ہی بین ادرت ہے۔ (*)

غلامول كامولى

فلاموں کا طبقہ ہر دوریس مظلوم رہا، بعثت سے قبل فلاموں کے ساتھ بڑا نارواسلوک تیاجاتا تھا، بڑی بے رحمی کے ساتھ آقاان سے کام لیا کرتے تھے،حضور کٹائیلئے نے اس مظلوم طبقہ کو بھی مکل

⁽⁾ حيد كم خيد كم لاهلى (ترمذى باب في فسل از واج الني تأثيل مديث: ٣٨٥٩)

⁽۲) ابو داؤ دباب صفة حجة النبي الشيئة حديث: ۵ • 9 ا

^{(&}quot;) اكملكم ايمانا احسنكم محلقا (مكارم الاخلاق باب الحث على الاخلاق مديث: ٣٩)

^(*)قال: وواحدة (شعب الأيمان حقوق الاولاد مديث: ١٦٣١)

سہارادیا،سب سے پہلے توالیہ قرانین مرتب فرمائے جن سے زیادہ سے زیادہ اوگ فلا می کے طوق سے آزاد ہوسکیں، چنانچہ بہت سے گناہوں کا کفارہ فلاموں کی آزادی قراردی، پھر فلاموں کے حقوق متعین فرمائے، ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرمایا اور دوسروں کو اس کی تاکید کی، آپ ٹاٹیا آئے نے فرمایا : یہ فلام تمہارے بھائی ہیں جوخود کھاتے ہوان کو کھلا و اور جو پہنتے ہوان کو پہنا و ،ان پرکسی ایسے کام کا بوجھ نہ ڈالوجو وہ نہ کرسکیں، آپ ٹاٹیا آئے کہ کمکیت میں جوفلام آتے ان کو آپ ٹاٹیا آئے کا کی یہ بہتا و ،ان پرکسی ایسے کام کا بوجھ نہ ڈالوجو وہ نہ کرسکیں، آپ ٹاٹیا آئے گی ملکیت میں جوفلام آتے ان کو آپ ٹاٹیا آئے کا کی یہ کہنے آزاد فرماتے ،فلاموں کو فلام کا لفظان کر ذلت محس ہوتی تھی ،آپ ٹاٹیا آئے کو ان کی یہ تکیف بھی گوارانتھی ،اس لیے فرماتے کوئی میر اغلام، میری لونڈی کہ کرنہ پکارے، میرا بچہ میر نہ کی سب سے آخری صیب نے آخری وسیت یہ فرمائی: ''غلاموں پر شفقت اس قد ملحوظ تھی کہ مرض الموت میں آپ نے سب سے آخری وصیت یہ فرمائی: ''غلاموں کے معاملہ میں خداسے ڈراکرنا''۔ (*)

ا حضرت ابو ذر غفاری بڑے صحابی ہیں، حضور کا اللہ نے ان کی راست مح تی کی مدح فرمائی ہے۔ انہوں نے ایک عجمی آزاد فلام کو بھلا کہا، فلام نے حضور کا اللہ ہے۔ انہوں نے ایک عجمی آزاد فلام کو بھلا کہا، فلام نے حضور کا اللہ ہے۔ ایک ہے ہوئے فرمایا کہتم میں اب تک جاہلیت باقی ہے، یہ فلام تہارے کھائی ہیں، خدانے تم کو ان پرفضیلت عطائی ہے، اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق مذہوں تو ان کو فرصایا نہ کرو۔ (۲)

ایک مرتبہ ابومسعود اسپنے غلام کو ماررہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی : ابومسعود! تم کوجس قدراس غلام پراختیارہے خدا کو اس سے زیادہ تم پراختیارہے ۔

﴿ اِبُومِعُودٌ نَّے مِرْكُر دِيكُما تُو آنحَصُورِ تَأْثَلِنَا تَقِيءَ عُنْ كَمَا يَارِمُولَ اللَّهُ تَأْثَلِنَا عِنْ مَنْ كَاللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ الْمُؤْلِقُلُمُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللْمُوالِي اللللْمُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ الللللِّلِي اللللْمُ الللْمُ الللِمُ الللْمُ اللَ

⁽⁾ اتقوالله فیما ملکت لمانکم (الوواؤوباب فی حق المملوک مدیث) ۱۵۹۵ (۲) إنک امرأ فیک حاهلیة (مسلم باب اطعام المملوک عمایا کل حدیث (۲) انک امرأ فیک حدیث (۲) کسک النار (مملم باب صحبة الممالیک مدیث ۱۲۵۹)

مرتبه معاف کرول؟ آپ تالیاتی خاموشی رہے، تیسری بار پوچھنے پر فرمایا : ہر روز ستر بار معاف کیا کرو۔()

کون ہے؟ وہ کہے گی میں ایک ہوہ ورت ہوں میں اور وہ اس کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرتا تھا،

منور کا ٹیکٹی ساتھ غیر انسانی سلوک کرتا تھا،

منور کا ٹیکٹی نے ہوہ عورتوں کو بھی سہاراد یااور سماج میں انہیں عربت کا مقام عطا کیا، اس کے لیے

منور کا ٹیکٹی نے آٹھ ہوہ عورتوں کو اسپنے نکاح میں لیااور ہوہ عورتوں سے نکاح کو اپنی سنت عادیہ

بنادیا، ہوہ کی خدمت کو جہاد کے برابر قرار دیا، ایک حدیث میں فرمایا : میں قیامت کے دن سب

سے پہلے جنت کا درواز وکھولوں کا کہ ایک عورت جھے سے پہلے اندرجانا جا جی ہے۔

کون ہے؟ وہ کہے گی میں ایک ہوہ عورت ہوں جس کے چند نضے نیسے ہے تھے۔

يتيمول كاوالي

^()واعفوا عنه في كل يوم سبعين مرة (ابوداؤد باب في حق المملوك حديث ٢٥١٥٣)

مسلمانوں میں سب سے اچھا گھرانہ وہ ہے جس میں کمی بنتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے ادر مسلمانوں میں سب سے براگھرانہ وہ ہے جس میں کئیم کے ساتھ بدسلو کی کی جائے۔ (`)

بي محسول كاسهارا

 ⁽⁾ وشر بیت فی المسلمین بیت فیه پتیم یساء إلیه (ابن ماحه باب حق الیتیم حدیث۳۶۷۹)
 (۲)وقر بحم فإن الله یقربک یوم القیامة (ترمذی باب ماحاء أن فقراء المهاجرین یدخلون الجنة قبل أغنیاءهم حدیث۲۳۵)

⁽منداتمد مندالي استاق من الا بضعفاتكم (منداتمد مندالي اسحاق مديث ١٣٩٣)

عيا، جب كيرول اوراناج كادُ هيرجمع جوهيا تو آپ مَالْفِيْلِيْ كاچير وكل المحا_()

ایک دفعه حضرت ابوبکر شنے کئی بات پر حضرت سلمان اور بلال کو جن کا شمار فقراء مہا جرین ایس ہوتا ہے، ڈانٹا، حضورت ابوبکر سے فرمایا : تم نے ان لوگول کو آزردہ تو نہیں کیا؟ یہن کر حضرت ابوبکر سے فرمایا : تم نے ان لوگول کو آزردہ تو نہیں کہا؟ یہن کر حضرت ابوبکر ان لوگول کے پاس آئے اور معافی مانگی اور ان لوگول نے معاف کیا۔

السی بھی آپ بڑا نے اور ان کا ہا تھ اور ان کا ہا تھ کہ کو تی تفریات میں ساتھ دیسے اور ان کا ہاتھ بٹاتے ، اس میں امیر عزیب چھوٹے بڑے کی کوئی تفریات نے فرماتے تھے، مدسیعے کی ہائدیال آپ بڑا تھے اور ان کا ہائم کو تی اندیال اللہ بڑا تھے اور ان کا کام کرد سیعے کی ہائدیال اللہ بڑا تھا اور ان کا کام کرد سیعے گ

کولیا، آپ تا نظی ایک پاگل او نگری تھی، وہ ایک دن حاضر ہوئی اور آپ کا دستِ مبارک پکولیا، آپ تا نظی ایس نے مبارک پکولیا، آپ تا نظی ایس نے مبارک ہوئی میں بیا ہے بیٹھ میں تیرا کام کروں گا، چنانچہ آپ تا نظی اس کے ساتھ مدیرنہ کی ایک گلی میں جا کر بیٹھے اس کی ضرورت پوری کی۔(۱) کی ایک دفعہ آپ تا نظی ایل نماز کے لیے تھڑ ہے ہو بچکے تھے، ایک بدو آیا اور آپ تا نظی کا دامن پکو کر بولا : میرا ذراسا کام رہ گئی ہے، ایسانہ ہوکہ میں بھول جاق پہلے اس کو کر دو، آپ تا نظی اس کو کر دو، آپ تا نظی اس کے ساتھ فرا مسجد سے باہر نکل آتے اور اس کا کام انجام دے کر نماز ادا کی۔

ابن ابی او فی " ایک سحا بی میں ، فرمائے میں کہ بیوہ اور سکین کے ساتھ جل کران کا کام سے میں آپ کو عاریہ تھا۔ (*)

🕸 حضرت خباب ایک جنگی مہم پر گئے ہوئے تھے،ان کے گھر میں کوئی مرد رخھااورعورتیں

⁽⁾حتى رأيت وحه رسول الله الله الله الله الله الله الكنة على المسلم باب الحث على الصدقة مديث ١٠١٤) (٢) لمسك النار (مملم باب محية المماليك مديث ١٩٥٩)

^{(&}quot;)مسلم باب صحبة المعاليك حديث

^{(*) (}مسلم باب صحبة المماليَّة كاكريث

دودهد وبنانبیس جانتی تھیں، رسول الله کالله الله کالله الله کالله کالله

سهاراامت کا آخری سهارا

بلاشبر حضور تا شیاری و است مادی و معنوی ، ظاہری و باطنی ہر لحاظ سے دصر ون امت مسلمہ کے لیے بلکہ ساری انسان و نیا میں بھی ہے سہارا نہیں رہتا اور آخرت میں بھی ، جب تک آپ تا شیارا محابہ کے درمیان رہے اسپین طرز زندگی سے یہ ثابت کر دھایا کہ آپ ہے سہاروں کا سہارا کیسے ہیں ، جہاں تک آخرت میں سہارا کا سوال ہے ، آپ تا شیارا کو امت کی اخروی کامیا بی فکر کس قدر لاحق رہتی تھی ، اس کا انداز و قرآن کی ان آیات سے لگایا جاسکتا ہے ، جن میں امت کے سلمہ میں آپ تا شیارا کی اور بے چینی کا اظہار کیا گیا، سورہ کہفت میں ارشاد ہے : "فلعلک باخع نفسک علی آفار ھم ان لم یو منو ا بھذا المحدیث اسفا" ﴿) لگی ہے کہ آپ افوس کے مارے ان کے پیچھے اسپین آپ کو بلاک کر ڈالیس گے اگر یہ لوگ ایمان مذلا تیں 'اس صفون کو کئی مارے ان کے پیچھے اسپین آپ کو بلاک کر ڈالیس گے اگر یہ لوگ ایمان مذلا تیں 'اس صفون کو کئی مارے ان کیا گئی آپ کو بلاک کر ڈالیس کے اگر یہ لوگ ایمان مذلا تیں 'اس صفون کو کئی ایک جگہ بیان کیا گئی امت کی مغفرت کے لئے رات بھر دو تے گئر گڑا ہے ، انڈر تعالیٰ آپ کو کئی مانے ، آپ تا شاکھ اس احاد بٹ میں احاد بٹ میں کا کہ کا تھا کہ جی ہیں۔

()ولا يألف أن يمشى مع الأرملة (نسائى حديث:١۴١٣) (٢) *الشعرام: ٣* 🕸 حضرت ابوذرغفاری مسے روایت ہے کہ ایک سفر میں حضور تا ایک سے عثامی نماز ادا کی ، فرضوں کے بعد حضرات ِ صحابہ فوافل میں مشغول ہو گئے بھوڑی دیر بعد تشریف لائے،اب وہ خیمہ غالی تھا جس میں نماز ادائی جارہی تھی، آپ نے اس میں تھرے ہو کرنماز شروع کر دی،اتنے میں میں بھی آملیا اور آپ تاشین کے پیچھے کھڑا ہوگیا، آپ تاشین نے اشارہ کرکے ایپ و ائیس جانب کھڑا کرلیا، پھر ابن مسعود ؓ آگئے، وہ بھی پہلے آپ ٹاٹٹالٹا کے پیچھے کھڑے ہو گئے،لیکن آپ ٹاٹٹالٹا نے انہیں بھی اشارہ کرکے ایسے بائیں طرف کھڑا کرلیا، اب ہم نتیوں الگ الگ اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے، اپنی اپنی نماز میں ہم قرآن بھی اپنی مرضی کے مطابق تلاوت کررہے تھے جمنور کا اللہ اللہ نے اس نماز میں ایک بی آیت تمام رات تلاوت کی مجے کو میں نے حضور کا اللے سے سوال کیا: حنور! آپ نے ایک ہی آیت کی تلاوت میں ساری رات جتم کردی ،آپ کا اُلِیَا تو پورے قرآن پر عادی ہیں، ہم میں سے اگر کوئی ایسی بات کرتا تو ہم پر آپ خفکی ظاہر فرماتے، آپ تا اللہ نے فرمایا: مجھے وہ جواب ملا: اگر میں اسے ظاہر کرد ول توائیژنماز پڑھنا چھوڑ دیں، میں نے کہا: تو نماییں لوگون کوخوشخبری سناد ول؟ میں چل پژا بھوڑی ہی د ورگیا تھا کہ حضرت عمر ؓ آگئے اور پیسارا دا قعی^س کرانہوں نے بھا : اگرآپ یہ خبر**لوگ**وں کے پاس جیجیں تو وہ اس پر بھروسہ کر کے عبادت کو ترک كرديل محيره و آيت يقي : "إن تعذبهم فانهم عبادك و إن تغفرتهم ف إنك انت العزيز الحكيم" (اے اللہ اگرآپ الہمیں مذاب دیں توبہ آپ کے بندے میں اور اگرالہمیں معاف کردیں تو آپ کی ذات غالب اورحکمت والی ہے''۔()

خضرت عمر بن العاص من روایت کرتے میں کہ آپ تا الله الله الله الله کو مایا : اللی میری امت کا کیا ہوگا؟ یہ کہہ کر آپ نے رونا شروع کردیا، خدا کی طرف سے حضرت جبر بیل علیہ السلام کو حکم ملا، جبر بیل جاؤاور محد سے بوچھو کیابات ہے؟ خدا کو اگر چیعلم ہے کیکن جاؤتم بھی پوچھ کر آپ نے بر بیل علیہ السلام آئے اور سوال کیا : آپ نے فرمایا : میرارب جانتا ہے کہ میں کیوں آہ و بکا کردیا ہوں، جبر بیل علیہ السلام واپس آگئے، کردیا ہوں، جبر بیل علیہ السلام واپس آگئے،

 ⁽⁾ إنك أن تبعث إلى الناس بهذا فكانوا عن العبادة (مشراهمرسديث أفي درالعقارى مديث ٢١٣٩٥)

اورالٹد تعالیٰ نے حکم دیا : جاؤ اور محمد سے کہد دواے رسول! ہم آپ کو آپ کی امت کی طرف سے خوش کر دیں گے،اور آپ کو تکلیف پہنچنے نہیں دیں گے۔(`)

🕸 ایک اورطویل مدیث میں حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ٹاٹٹائٹا گھرسے باہر نکلے، ہم نے مجھا کہ آج حضور تا طالع قطعاً باہر نہیں آئیں گے، پھر ایک دفعہ حضور تا طالع کی روح قبض کرلی گئی، پھر آپ ٹاٹیائی نے سجدہ سے سراٹھایا اور فرمایا : جھے سے میرے رب نے میری امت کے بارے میں مشورہ کیا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا : میں کیا جا ہول گااہے میرے رب! وہ آپ کی مخلوق میں اور آپ کے بندے میں، دوبارہ جھے یو چھا، میں نے پھروہی جواب دیا، پھرجواب میں فرمایا :اے محد! میں تم کوتہاری امت کے بارے میں رموانہ كرول كا، قيامت كے دن جب حشر بريا ہوكا تواس وقت بھى لوگوں كو آپ تا اللہ اكسادے كى ضرورت ہوگی،لوگ پریشان ہول کے مختلف انبیاء کے پاس جائیں مے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں ہمکن ہرنبی ہجے گا کہ پیمیرے بس کی بات نہیں، پھرسب حضور کاٹھائیل کی خدمت میں آئیں کے اور حضور طالق اللے سے دریافت کریں کے مصور طالق فرمائیں کے: میں یہ کام کرول گا، حضور ﷺ إليَّا سجده ميں گرجائيں مے، اور الله تعالیٰ فرمائے گا محمد! سراٹھاؤ اور ما نگوتمہيں عطا سميا جائے گا جنورا بنی امت کی سفارش کریں کے اور آپ کی سفارش قبول کی جائے گی ،سفارش کے بعد ہی حساب و کتاب کا آغاز ہو گا، شفاعت کی تفصیلی اجاد بیث کتب مدیث میں مذکور ہیں () یہاں تفصیل کا موقعہ نہیں ہے، مختصر یہ کہ انسانیت دنیا وآخرت دونوں عالموں میں آپ ماٹیٹائٹ_ا کے سہارے کی محتاج ہے، آج انسانیت دردر کی تھوکراسی لیے تھارہی ہے کہ آسمانی بدایت اور دبانی رمنمائی سے دور بے سہارا ہے جب تک اسلام میں داخل ہوکرا سینے آپ کو دامن نبی ماللے اللے سے وابستہیں کرلے کی دنیا میں تباہی اس طرح دندناتی رہے گی۔

⁽⁾ انا نرضیک فی امتک ولانسوءک (مسلم باب دعاء النبی طلط حدیث ۲۰۲) (۲) یا محمد ارفع رأسک سل تعطه (ترمذی باب ما جام قی الشفاه تر بیث ۲۳۳۳)

بے کسول کی دستگیری اور اسوۃ رسول رحمت

مظلومول كامييحا

الکھول درودوسلام ہواس نبی رحمت پر جواس دنیا میں بے سول، مجبورول اور مظلوموں کا میحا بن کرآئے اور جن کی آمد نے انسانیت کے جن مردہ میں نئی روح پھونگی اور ظلم وجود کے ایوانول میں زلز لے آئے، آپ کی آمد سے پہلے کمز ورول اور معاشرہ کے خستہ عال افراد کا کوئی پر سانِ عال نہیں تھا، طاقتورول کا راج تھا کمز ور مزید کمز ور ہوتے جارہے تھے، مظلوم ظلم کی چئی تلے خوب پسے جارہے تھے، مظلوم ظلم کی چئی تلے خوب پسے جارہے تھے، مطاشرہ کے سارے کمز ور طبقات موت وحیات کی مشکش سے دو چارتھے، خواتین کی جارہ عالمت زارتا قابل بیان تھی، ان سے جن زعر گی بھی چھین لیا جار یا تھا شیرخوار پھیال زعرہ درگور کی جاری عالمت زارتا قابل بیان تھی، ان سے جن زعر گی بھی چھین لیا جار یا تھا شیرخوار پھیال زعرہ درگور کی جاری تھیں، خاتدان کے بوڑھول کا کوئی پر سان عال نہیں تھا، پنیمول کے ساتھ ان کے سر پر ست انتہائی ظالمانہ سلوک روار کھتے تھے، مسکینول اور خریوں کو دھتکارا جاتا تھا، ایسی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں فاران کی جو فیول سے وہ آقاب عالم طلوع ہوا جس کی ضیام پاشیوں سے ہر انسانی طبقہ متنفید ہوا بھی وہر کی تاریکیاں چھٹ گئیں،

آپ نے اعلان فرمایا: او حمو اهن فی الاریو حمکم هن فی المسماء () تم الم زین پرتم کروآسمان والا (قدا) تم پررتم کرسے گا، نیز آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا "الله اس پررتم نیس کرتا جولوگوں پررتم نیس کرتا "انتاہی نیس آپ نے اس شخص کو بد بخت قرار دیا کہ جس سے رحمت چین لی جائے، آپ بیس غریبوں سے الفت اور تلق فداسے شفقت ورحمت اس قدررج بس محی تحی کہ فدانے آپ کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا: لقد جاء کم دسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتیم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف و حیم "(۲) تمهارے پاس تم میں سے ایک رسول آئے جریص علیکم بالمؤمنین رؤوف و حیم "(۲) تمهارے پاس تم میں سے ایک رسول آئے بیس تمہاری پریشانیال ان پرگرال گذرتی ہے وہ تمہارے فیرخواہ میں اور رتم کرنے والے ہیں، آپ

کومسکینوں سے اس قدرمجت تھی کہ اکثر اول دعا فرماتے"اللّٰہم احیینی مسکینا و توفنی مسکینا و توفنی مسکینا و اوسکینی میں مسکینا و احشو نبی فی زعر قالمسا تین" (اے الله جھے سکین بنا کرزندہ رکھ اور سکینی میں موت دے اور میراحشر مساکین کے ساتھ فرما مضرت عائشہ نے جب اس کی وجہ دریافت فرمائی تو فرمایا مساکین اغذیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں کے عائشہ! تومسکین کو تھے ورکا پھوا ہی کیوں نہ دے مگر اسے خالی ہاتھ واپس نہلو ٹا، اے عائشہ مسکینوں سے مجبت کرتی رہا کر اور انہیں اسپے قریب کرائڈ تعالی قیامت کے دن تھے قریب رکھے گا۔ ()

پنے کمز ورول میں تلاش کروہمہیں اسپنے ضعفاء کی ایک موقعہ پر آپ نے اور تمہیں اسپنے ضعفاء کی بدولت روزی دی جاتی ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (۲)

﴿ آپِ کَی نگاہ میں غرباء اور معاشرہ کے کمزور افراد کی بے پناہ قد رہی ایک مرتبدایک شخص کو دیکھ کر آپ ٹاٹھ آئے اپنے پاس بیٹھے ایک صاحب سے پوچھا کداس شخص کے بارے میں تہماری کیارائے ہے، ان صاحب نے کہا یہ معز زلوگوں میں سے ہے، اس لائی ہے کدا گروہ نکاح کا بیغام دے تو اسے قبول کیا جائے اور سفارش کر ہے تو قبول کی جائے، سرکار دو مالم ٹاٹھ آئے فاموش رہے، کچھ دیر بعد ایک غریب آدمی کا گذرہ واتو اس کے بارے میں ان کی رائے پوچھی تو وہ کہنے لگے یہ ایک فقیر مسلمان ہے جس سے کوئی مذکاح کرے گااور نہ کوئی اس کی سفارش مانے گااور نہ کوئی اس کی سفارش مانے گااور نہ کوئی اس کی بات سے گا، اس پر نبی رحمت تا ٹھ آئے آئے نے فرمایا یہ ایک ان جیبوں سے بھری دنیا سے بہری دنیا سے بھری دنیا سے بہری دنیا سے بھری دنیا سے بھری دنیا سے بہری دنیا سے بہری دنیا سے بھری دنیا سے ب

کی آپ جمیشہ غرباء کو اسپنے ساتھ رکھتے تھے قریش کے لوگ غریبوں کے ساتھ آپ کے غیر معمولی رویہ کو دیکھ کر ناراض ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم میں سے اللہ نے انہی پر احسان کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ عمرو بین عاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ کا اللہ کا اللہ کا اللہ کا اللہ کی اللہ کا اللہ کا اللہ کی مرتبہ سرکار دوعالم کا اللہ کا اللہ کی کا اللہ کا اللہ کا اللہ کی کا اللہ کی کہ کا اللہ کی کا اللہ کا کہ کی کہ کا کہ کو کا کہ کا کہ کا کہ کے کہ کی کے کہ کی کہ کا کہ کا کہ کی کے کہ کا کہ کو کہ کو کہ کا کہ کا کہ کے کہ کا کہ کی کے کہ کہ کیا کہ کی کے کہ کا کہ کا کہ کا کہ کیا کہ کی کی کہ کا کہ کی کہ کا کہ کا کہ کا کہ کی کہ کی کہ کہ کی کار دوعالم کا کہ کی کہ کی کا کہ کی کے کہ کی کہ کی کہ کی کا کہ کو کہ کا کہ کی کے کہ کی کی کے کہ کی کی کہ کی کے کہ کی کا کہ کی کے کہ کی کی کے کہ کی کہ کی کے کہ کی کی کے کہ کی کی کے کہ کی کی کی کے کہ کی کی کہ کی کی کے کہ کی کے کہ کی کی کی کی کی کی کی کے کہ کی کے کہ کی کے کہ کی کے کہ کی کی کے کہ کی کی کی کے کہ کی کی کی کے کہ کی کے کہ کی کہ کی کے کہ کی کے کہ کی کے کہ کی کے کہ کی کی کی کے کہ کی کی کے کہ کی کی کے کہ کی کی کی کے کہ کی کی کے کی کے کہ کی

⁽⁾ وقريهم فان الله يقربك يوم القيال (ترمذى باب أن فقراء المهاجرين حديث٢٣٥٢) (٢) أبغوني في ضعفاءكم (ترمذى باب ماجاء في الخ حديث ١٧٠٩) (٣)هذا حير من ملء الأرض مثل لكذا (بخارى باب فضل الفقر حديث ٤٣٣٧)

ہوئے اور فقراء کے سافقہ بیٹھ گئے، آپ نے انہیں جنت کی بشارت سنائی تو خوشی سے ان کے چیر سے کھل اٹھے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص پھی کہ مجھے یہ منظر دیکھ کرافسوں ہوا کہ میں اس میں مذتھا۔ (۱)

پ کے لیے یہ بات نا قابل ہر داشت تھی کہ کوئی مسکین کو ذلیل کرے، ایک مرتبہ آپ کے لیے یہ بات نا قابل ہر داشت تھی کہ کوئی مسکین کو ذلیل کرتے دیکھا توان سے کہا کہ جو نیکی اور مددان کو حاصل ہوگی و ہانبی فقراء کا نتیجہ ہوگی اور و ہان مساکین کے منون ہوں گے۔()

مانختول کے ساتھ حن سلوک

بے کس اور تنگ حال لوگوں میں ایک طبقہ پتیموں کا ہے، آپ تائیا آئی پتیموں کے ماتھ بڑی مثققت فرماتے تھے، اور اپنی امت کو پتیموں کے ساتھ حمن سلوک کی تا تحید فرماتے تھے، ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا: "انا و سحافل المیتیم سمجھاتین "(") میں اور پتیم کی تفالت کرنے والا قیامت کے دن استے قریب ہوں مے جیسی یہ دوانگلیاں ہیں۔

فادموں اور ملازین کے ساتھ بھی صد در جد شفقت فرماتے تھے، حضرت معاویہ بن سوید کہتے ہیں کہ رسول اللہ کاٹنا آئے ہے عہد میں ہم بنی مقرن کے پاس ایک ہی فادمہ تھی جس کو ہم میں سے کسی نے مارا جب رسول اللہ کاٹنا آئے کا خبر ہموئی تو آپ نے ان سے فرمایا اسے آزاد کر دولوگوں نے بتایا کہ ان کے پاس صرف وہی فادمہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب تک کام ہے اس سے کام لیس ورندا سے آزاد کردیں۔ (۴)

🚳 حضرت ابوممعود سے روایت ہے کہ میں نے کوڑول سے اسپینے غلام کو مارا تو پیچھے سے

^() فلقد رأيت ألوانهم اسفرت (سنن الدارمي باب في نفس الخ حديث ٣٠٥٣)

⁽۲)هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم (بخارى باب من استعان بالضعفاء حديث ۲۸۹۶:

⁽۳) بخاری باب فضل من یعول یتیما حدیث ۶۰۰۵

⁽⁴⁾ فليستخدموها فاذا استغنوا عنها فليخلوا سبيلها (ملم باب محبة المماليك مديث ١٩٥٨)

ایک آوازسنی، مؤکر دیکھا تورسول گاٹیآئے کو پیفر ماتے ہوئے سنا کہ ابومسعود! بیرجان لوکہ اللہ تعالیٰ کوتم پرتمہار سے غلام سے زیادہ قدرت حاصل ہے۔ ()

فلامول کی بارہے میں حن سلوک کی تا تحید کرتے ہوئے فرمایا کہ فلام تمہارے بھائی ہیں جہنگ ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماسخت کردیا ہے توجس کے پاس فلام بھائی ہو جو کھائے اس کو کھلائے اس کو پہنا ہے، اور اس کی سکت سے زیادہ اس سے کام مذیف، اور اگر لے تو اس کی مدد کرے ۔ (۱)

ت معاشرہ کا ایک ہے بس طبقہ بوڑھوں اور عمر رمیدہ افراد کا ہے، آپ نے ان کے تعلق سے احترام اور اکرام کا حکم دیا، اور فرمایا کہ کہ جو بڑوں کا احترام کمحوظ مذر کھے وہ ہم میں سے نہیں (۴) ایک روایت میں ہے کہ جو بڑی عمر دالوں کے حقوق کو مذجانے وہ ہم میں سے نہیں ۔ (۴)

ہے۔ یوہ خوا تین کی بھی آپ خبر گیری فرماتے تھے اُدرلوگوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے، چتاخی فتح مکہ کے موقع پر حضرت سراقہ بن معشم "سے فرمایا کہ کیاتم کو بتلاؤں کہ سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ انہوں نے عض کیا ضرورار شاد فرمائیں ، آپ کا شائی ہے نے فرمایا تم اپنی اس بیٹی کا خیال رکھو جو تمہارے پاس لو ٹادی تھی ہوا در تمہارے علاوہ کوئی اس کی گلہدا شت کرنے والا نہ ہو۔ (۵) اس طرح ایک موقع پر آپ ٹاٹیا آئے نے فرمایا ہوہ اور مکین کی گلہدا شت کرنے والا (ان کے کام کرنے والا) ایسا ہے جیسے اللہ کے داستہ میں کوئی جہاد کرنا یا ایسا شخص جو دن کے دوزے درکھتا ہے اور دات کوعیادت کرتا ہے۔ (۴)

🐿 الغرض بير محمول بيد بسول اورخسة حالول كي دستگيري رسول الله كالي كاوصف خاص تفا

^()الله اقدر عليك منك عليه (مسلم باب صحبة المماليك حديث: ١ ٢٥٩)

⁽۲)قليطعمه نما يأكل وليلبسه نما يلبس (بخاري باب قول النبي□ العبيد احوانكم حديث٢٥٤٥)

⁽٢) ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا (الأدب باب فضل الكبر المفرد حديث ٣٥٨:)

^(*) ليس منا من لم يعرف حق كبيرنا وترحم صغيرنا (الأدب المفرد باب فضل الجبير عديث ٣٥٥)

^() فليستخدموها فاذا استغنوا عنها فليخلوا سبيلها (مملم باب محية المماليك مديث ١٩٥٨)

^() وكاالذي يصوم النهار ويقوم الليل (الأدب المفرد باب فضل من يعول يتيماً له حديث ١٣١)

بی و جہ ہے کہ جب پہلی وتی کے زول کے بعد آپ اسپے گھر آتے اور اپنی پریشانی کا اظہار فرمایا تو آپ کی زوجہ محتر مہ حضرت خدیجة الکبری شنے کی دسینے ہوئے فرمایا : واللہ لا یخز یک اللہ ابدا انکل تصل افرح محمل الکل و تقری العنیت و تعین علی نوائب الحق (خدا آپ کوہر گزر روا نہیں کرے گا اسلئے کہ آپ صلہ دحمی کرتے ہیں اور کمز ورول کا بوجھ اسپینے سر لیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اسلئے کہ آپ مسلوں کی دستگیری کرنے والے بنی کی امت کو بھی دنیا بھر کے ضعیفوں کمز ورول اور معاشر سے کے کچلے ہوئے طبقات کی دستگیری کے لئے آگے بڑھنا چاہئے، ایسے عظیم المرتبت بنی سے نبیت رکھنے والے ہم مسلمان کا حال اس قدر گیا گذرا ہوگیا کہ بڑوی کی تک خبر نہیں لیتے افراد خامدان میں بیٹے واراد خامدان میں بیٹے مارک کے دو بول تک میں بیٹے مارک کے دو بول تک بیس بیٹے مارک کے دو بول تک بیس بولئے ، آج جمیں اسپنے رمول کو اسوہ بنانے کی ضرورت ہے ۔ الطاف حین حالی نے کیا خوب کی ا

وہ نیموں میں رحمت لقب پانے والا مرادی غریبوں کی برلانے والا مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ ایسے برائے کا غم کھانے والا فیروں کا منی ضعیفوں کا مادی میں غلاموں کا دالی خلاموں کا دالی غلاموں کا دالی غلاموں کا دالی خلاموں کا دالی کا دالی

دعوت حق اوراسوة رسول مناشقيهم

دورحاضر میں است مسلمہ جن حالات سے گذررہی ہے وہ کسی سے خفی نہیں ہیں، ہر طلوع ہونے والا سورج ایک سنے فتنہ کے ساتھ طلوع ہوتا ہے، آتے دن سنے سنے چیلنجوں کا سامنا ہے، مشکلات ومسائل کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے، جس نے مسلمانوں کی کمر توڑ دی ہے، اخلاقی اور معاشرتی بگڑاس قدر جو پہلاچکا ہے کہ مسلم سماح کی بنیاد س کھو تھی ہو کررہ گئی ہیں، مفاد پرستی ، ہوس معاشرتی بگڑاس قدر جو پہلاچکا ہے کہ مسلم سماح کی بنیاد س کھو تھی ہو کررہ گئی ہیں، مفاد پرستی ، ہوس دانی بتعصب اور بغض ونفاق کے مرض نے ملت مرحومہ کے شیرازہ کو بھیر کررکھ دیا ہے، دنیا کے

جن جن خطول میں مسلمان رہتے ہیں، انہیں مسائل کا سامنا ہے، ایک طرف مسلم اقلیتوں کی مشکلات ہیں اور دوسری جانب عالم اسلامی کی غیریقینی صورت حال ہے، ان سب سے بڑھ کرخو دہمارے اندرونی مسائل کی نوعیت کچھرایسی ہوگئی ہے کی کی کی تی صورت نظر نہیں آتی۔

ایسے نازک مالات میں امت مسلمہ کے لئے صرف ایک راست رہ جاتا ہے اوروہ پرکہ مسلمان اس مقدس ہتی کی سیرت کی طرف رجوع کریں، جس کو خالق کا نئات نے ساری انسانیت کے مسائل مل کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا تھا اور ایک ایسے دقت میں جب کہ انسانی برختی اپنی انتہاء کو مہتی کر بیٹھے جمی کی مور کی مائی آئی نے اس کی میحائی کی اور اس کو ہلاکت کے گرھے میں گرھے میں گرنے میں کرنے میں بھی ایسانہ و رجا بلیت میں وہ کونسا مسلم تھا، جو انسانی اس کی میحائی کی اور اس کو ہلاکت کے سال کے مختصر عرصہ میں اس عظیم المرتبت ہستی نے جو عظیم انقلاب پر پا سے، تاریخ انسانی اس کی مطال پیش کرنے سے قاصر ہے، زندگی کا کوئی مسلم ایسانہ میں کہ محمد عربی کا شاخت کی طرف جاری مطال پیش کرنے سے قاصر ہے، زندگی کا کوئی مسلم ایسانہ میں کہ محمد عربی کا شاخت ہے، جانی اطوار نبالبادہ اوڑھ کر سامنے آرہے ہیں، دور جابلیت کی وہ کوئی سماجی، اخلاقی یا اجتماعی برائی ہے، جس کی ترتی یا فت شکل آج کے معاشر سے جابلیت کی وہ کوئی سماجی، اخلاقی یا اجتماعی برائی ہے، جس کی ترتی یا فت شکل آج کے معاشر سے میں نبیس پائی جاتی، ایسے محمد عربی حالت ہے۔ جس کی ترتی یا فت شکل آج کے معاشر سے میں نبیس پائی جاتی، ایسے محمد عربی حالت کی برت سے ملی استفادہ بی تھیں سارے مسائل سے مجات دلا سکتا ہے۔

رسول اکرم کالی کے سے ساری انسانیت کے لئے اور بالحضوص مسلمانوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہے، جس سے مسلمان بحر پوراستفادہ کرسکتے ہیں اوراس کی روشنی ہیں اسپنے مسائل کا حل تلاش کرسکتے ہیں، آپ کی سیرت دراصل ۲۳ / سالدزندگی کی طویل جدو جہد، دعوتی واصلا تی تجربہ، تلی صلاحیت بہم وفر است اور عظیم قائدانہ کر دار کا ایک جیمین مرقع ہے، اس میں جلال بھی ہے اور جمال بھی ، شان توکل کا عروج بھی ہے اور احوال وظروف کا سحیح ادراک بھی ، سپا ہیانہ جفائش اور ترک واحت کا سوز وگداز بھی اور خوات کے روح ترک واحت میں میں اینوں کے ایٹار قربانی کے لاز وال نقوش بھی ہیں اور چشنوں کی عداوت کی تیز و تند پر ورمنا ظربھی ، اینوں کے ایٹار قربانی کے لاز وال نقوش بھی ہیں اور چشنوں کی عداوت کی تیز و تند پر وحد کی عرب کے والہانہ جذبات بھی ہیں اور بغض ونفاق کی دہمتی آگر بھی ہمشکلات

بعد سے اول اکرم کاٹی آئے کی اوری زعدگی دا عیارہ جہد سے عبارت ہے، اولان نبوت کے بعد سے وصال شریف تک کا عرصہ آپ کی دعوت کے مختلف مراحل کی عکائی کرتا ہے، آپ کو جمیشہ مخلوق خدا کو دورخ کی راہ سے بٹا کر جنت کی طرف لے آنے کی فکر ابتی تھی ، اسی تؤپ اور بے بیٹنی کو دیکھ کریروردگار عالم آپ سے یوں مخاطب ہوا' لگتا ہے کہ اگروہ لوگ اس بات بدایمان ملا تیں تو آپ افسوس کے مارے مان کے بیچھے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیس کے'() قرآن مجید میں آپ کو بار بارسی وی محقی کہ آپ ان کی حالت پر دیجیدہ مذہوں، چنا سمجہ ایک جگر قرمایا'' آپ سبر بھی اور آپ کا صبر اللہ کی مدد سے ہوگا، اور ان پر غم حالت اور ان کی مازشوں سے تنگ مت ہوجائے'())

حنور تالی از وحت دین کی اس ذمدداری کے سلسے میں اس قدر متفکر رہتے تھے کہ آپ کے مصاحبین نے آپ کا صلیہ بیان کرتے ہوئے کہ ان آپ کا کوئی لمحدو عوتی فکرسے خالی مدہوتا، جب قرآن کریم کی یہ آبت کہ جو حکم تمہیں ملاہ وہ ولوگوں کو مناد واور مشرکوں کی کوئی پرواہ مذکرو 'نازل ہوئی تو آپ نے مکہ کے مخالفان ماحول میں بلاخو ف وضطر کفار مکہ کو دین کی وعوت دی ، مکہ کی بت پر متاند فضا میں کھلے عام تو حید کا پیغام دینا کچھ آسان مذتھا، آپ نے یہ نہیں سونچا کہ مخالفین کیا کچھ ملاک کرگذریں گے، بلکہ ڈیکے کی چوٹ پر تو حید کا اعلان کیا، مورہ شعراء میں جب آپ کو یہ حکم ملا کہ اس سے قربی رشتہ داروں کو ڈرائیں' تو آپ نے بیکے بعد دیگرے دومر تبدا ہوں، اس میں تمہاری کھانے پر مدعو کیا اور آخر میں ان سے فرمایا''جو دین تمہارے لئے الے کرآیا ہوں، اس میں تمہاری

⁽⁾ سورة كهف: ۲ (۲)ولاتك في ضيق عما يمكرون (سورة تحل: ١٢٧)

د نیا و آخرت د ونول کی محلائی ہے، لہذا میری بات مانو اور اللہ کے دین کو قبول کرو اور میرا ساتھ دؤ'۔ ()

دعوت حق کے باب میں نبی کا اسوۃ حمنہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے، دعوت آپ کی سیرت کا ایک ایماوصف امتیازی ہے جو پوری ۲۳سالہ زندگی پر حاوی ہے۔

^{() &}quot;فاسلموا تسلموا "(المعجم الكبير للطبراني عبدالله، حديث ٢٩١٩)

سيرت رسول سلالتاتيا ميس حسن اعتدال كي حجلكيال

اس میں وجمیل کائنات کو وجود بخشے والے پرورد گارنے اسے جن اصولوں پر قائم فرمایا ہے،
ان میں ایک اہم ترین اصول' توازن واعتدال' ہے، زمین وآسمان کی شکل میں پاتی جانے
والی دنیاا گرعالم الحبرہے تو حضرت انسان کا وجود عالم اصغرہے، اور بید ونوں عالم خداوند قدوس کے
حن اعتدال کے مظہر ہیں، اعتدال کا ربانی اصول' آفاق' میں بھی کارفر ماہے، اور 'افس' میں بھی
، اور بھی وہ اعتدال ہے جس کے بغیر مذاقاق قائم رہ سکتے ہیں، اور مذافس، زمین ہوکہ ہسمان،
مورج ہوکہ چاند ہمندر ہوں کہ پیاڑ، حیوانات ہول کہ نبا تات، سب کو اللّہ نے اعتدال کے ماتھ بنایا
ہے۔ و حلق کل دشی ء فقدرہ تقدیر ا()اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھرسب کا الگ اندازہ

عالم اكبر كاجيرت انگيزمنظر

ذراز مین پرخورتو تیجے، چرت انگیر توازن نظرآئےگا۔ زمین فضا میں لگی ہوئی گیند کی طرح ہے جو ٹی گھنٹد ایک ہزار میل کے حماب سے تھوم رہی ہے، اور ۲۴ / گفتے میں وہ اپنا ایک چکر پورا کرلیتی ہے، اور ۲۴ / گفتے میں وہ اپنا ایک چکر پورا کرلیتی ہے، اور اگر اس کی ٹی گھنٹے دفار ایک ہزار میل کے بجائے دوسومیل ہوجائے تو ہمارے دن رات دی مختابر ھوجائیں گے۔ انٹابی ہیں سورج کی گرمی سے ساری ہریائی جل کر ہے سم ہوجائے گا۔ اس کی، اور را توں کی شخت کر سے سارے درختوں اور سبزیوں کا وجود خطرے میں پڑجائے گا۔ اس طرح زمین اس وقت جتنی بڑی ہے، اگر اس سے دوگئی ہوجائے تو اس کی قت کشش میں دوگئا اضافہ ہوجائے گا اور ہوا جو اس وقت زمین سے پانچ سومیل کی بلندی پر ہے، کھینچ کر بہت نے آجاتی ، زمین اور سورج کے درمیان کا فاصلہ بھی اندازہ مقرر کرنے والے رب کے اعتدال کا مظہر ہے، ربین اور سورج کے درمیان کا فاصلہ بھی اندازہ مقرر کرنے والے رب کے اعتدال کا مظہر ہے، ربین سے باری بھوڑی بھی کی بیشی زمین کو وجو دکوخطرہ سے دو چار کر دینے کے لئے کافی ہے، زمین سے اس پر تھوڑی بھی کی بیشی زمین کو وجو دکوخطرہ سے دو چار کر دینے کے لئے کافی ہے، زمین سے اس پر تھوڑی بھی کی بیشی زمین کو وجو دکوخطرہ سے دو چار کر دینے کے لئے کافی ہے، زمین سے اس پر تھوڑی بھی کی بیشی زمین کو وجو دکوخطرہ سے دو چار کر دینے کے لئے کافی ہے، زمین سے اس پر تھوڑی بھی کی بیشی زمین کو وجو دکوخطرہ سے دو چار کر دینے کے لئے کافی ہے، زمین سے

⁽⁾الفرقال:۲۱

مورج کافاصلہ قریب نو کروڑ تنیس لا کھمیل کاہے،اس پرسورج کی گرمی بارہ ہزارڈ گری فارن ہائٹ ہے،یہ ایک چرت انگیز توازن ہے،زین سے سورج کا یہ فاصلہ تھوڑا کم یا زیادہ ہوجائے تو زیبن کا وجود ختم ہوجا تاہے۔

زین کے اور کی فضا دراسل چھیسوں کے جموعہ کا نام ہے، جس میں ۸۷ فیصد نائٹروجن

الم فیصد آکیجن اور دیگریسسس محدود مقدار میں جی ، یہ خدا سے فالب کا تھہرایا ہوا اندازہ ہے، اگر

کیسول کے اس نئاسب میں کمی بیشی ہوجائے تو حضرت انسان کیلئے سانس لیناشکل ہوجائے ۔

زیمن ۱۳۳ درج کا زاویہ بنائی ہوئی فضا میں جھی ہوئی ہے، ہی وہ جھاؤ ہے جو ہروقت موسموں کی

آمد کا سبب بنتا ہے، اور اس کے سبب زمین کا بیشتر حصد آبادی اور پیدا دار کے لائق ہے، اگرزمین
میں یہ مناسب جھکاؤ منہ ہوتو قطبین پر ہمیشہ اعرفیر اچھاجائے ہمندر کے بخارات شمال وجنوب کی
طرف چلے جائیں، پھرزمین یا تو ہرف کے ڈھیرمیں تبدیل ہوجائے، یا پوری طرح بنجر اور صحراء

عالم اصغر كانتجب خيزمنظر

یو عالم انجر (کائنات) کی بات تھی، اب عالم اصغر (حضرت انسان) کی طرف آئے، یہال بھی پیدا کرنے والے پروردگارکا صد درجه اعتدال نظر آئے گا۔ سرے نے کر پیرتک پورے انسانی وجو دیس ایک انتہائی معتدل نظام کارفر ماہے، دماغ کو لیجئے، س میں ایک ہزار ملین عصبی خانے ہیں، ان خانوں سے انتہائی باریک تاریک کر پورے بدن میں کھیلے ہوئے ہیں، یہ باریک تاریل گھنٹہ ستر ہزار میل کی رفنارسے پیغام کھیئے اور وصول کرتے ہیں، اسی طرح زبان میں تین ہزار ذائقہ خانے ایک باریک والیک خانے ایک باریک ریشے کے قوسط سے دماغ سے جواجواہے، ذائقہ خانے ایک باریک ریشے کے قوسط سے دماغ سے جواجواہے، کن سے انسان ہر قسم کے ذائقول کو محوس کرتا ہے، کان میں ایک لاکھ سننے والے خانے ہیں، اور آئم کی تائی کے میں ایک سویر دماغ کو ترک کرتے ہیں، اس کی تصویر دماغ کو ترک کرتے ہیں، اس کی تصویر دماغ کو ترک کرتے ہیں، مندائے بزرگ و برتر نے آفاق انفس کے سارے نظام کو اعتدال پر قائم رکھا ہے۔ ہر جگہ توازن واعتدال کاظہور ہے، اور ہیں ہے۔ ہر جگہ توازن واعتدال کاظہور ہے، اور ہیں ہے۔ ہر جگہ توازن واعتدال کاظہور ہے، اور

اس پر کائنات ایش وسما کی بقاء ہے،اس سلمہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کا بیا فقتیاس نہایت چشم کشا سر

مولانالڪتے ہيں:

وجود کیاہے؟ تحیم کیابتلاتا ہے کہ عناصر کی ترکیب کا اعتدال ہے، اگراس کی اعتدالی حالت میں ذرا بھی فقر واقع ہوجائے، وجود کی نمود معدوم ہوجائے، جسم کیا ہے؟ جسمانی مواد کی ایک عنص اعتدالی حالت ہے، اگراس کا کوئی ایک جز بھی غیر معتدل ہوجائے، جسم کی بیت شم ہوگئی، حن وجمالی کیا ہے؟ تناسب واعتدال کی ایک کیفیت ہے، اگر انسان میں ہے تو خوبصورت انسان ہیں ہے تو خوبصورت منسان ہے، نباتات میں ہے تو پھول ہے، عمارت میں ہے تو تاج کی سفتہ کی صلاوت کیا ہے؟ کیروں کی ترکیب کا تناسب واعتدال اگر ایک سرجی ہے میل ہوا، نغے کی کیفیت جاتی رہی، پھریہ کھوا شیاء واجمام ہی پر موقون نہیں کا رفان ہو ہی کی تمام نظام ہی عدل وقوازن پر قائم فرمایا ہے، اگر ایک لیے کے ساری کا تنات کے دفام کو اعتدال کی مضبوط و متحکم بنیاد وں پر قائم فرمایا ہے، اس طرح اللہ تعالی انسان میں میں موجود ہوجائے تو تمام نظام کی تعلیمات کو بھی اعتدال سے متصف فرمایا ہے، اس کا ہرگوشہ انسان میں میں سرت اور آپ کے اسو، کو ایسی معتدل و متوازن سیرت بنایا کہ اس کا ہرگوشہ توازن واعتدال کا عظیم شاہ کار رہے ہے۔ اس کی سیرت و تعلیمات میں جس جرت انگیر قسم کا اعتدال کی مقام نوان میں میں کی شان ہو محتی ہے، دیگر انسانوں میں اس کا تصور نہیں کیا جائے۔ واسکی۔ حام وہ ایک اولوالعزم پیغیر ہی کی شان ہو محتی ہے، دیگر انسانوں میں اس کا تصور نہیں کیا جائے۔

بےاعتدالی کے نقصانات

جس طرح غذا اور دوا میں بے اعتدالی آدمی کے جسم کو ہلاکت وتباہی کے دہانے پر پہوٹچاد بتی ہے، اسی طرح دین میں بے اعتدالی اور عدم توازن کے ساتھ آدمی دیر تک اسپنے معمول پر قائم نہیں روسکتا، بے اعتدالی انسان استقامت سے حروم ہوجا تاہے، اس سے اس کے دوست واحباب اور عزیز وا قارب بھی متنظر ہوجاتے ہیں، ایسے لوگ عموماً مجت ونفرت میں مد اعتدال سے حجاوز کرنے کے سبب شدیدگراہی کا شکار ہوجاتے ہیں، پچھلی قوموں کی گمراہی کا ایک سبب ان کی بے اعتدالی تھی، بعضول نے تعظیم میں غلوسیا، تو بعضول نے نبیوں کو خدا بناؤالا۔اس لیے نبی رحمت تاثیق نے اپنی امت کو دین میں غلو کرنے سے ختی سے منع فرمایا۔ارشاد نبوی ہے۔ دین کے معاملہ میں افراط وغلو سے فیجئے رہو ہتم سے پہلی امتوں کو اس افراط وغلونے ہلاک تھا۔ () بقول مولانا آزاد کے:

'' دنیا میں جس وقت سے نوع انسانی آباد ہوئی ہے ہمینشہ گراہی کے ہی دو بھیس رہے ہیں، یا افراط بغض لوگؤں کو گمراہ تحیایاافراط مجست نے ، لیکن اٹل حق صراط منتقیم ان دونوں سے الگ ہے''۔(۲)

اسوة رسول اعتدال كاشابهكار

دین اسلام چونکدآنری دین ہے،اور گدع بی شی الناعلیہ وسلم آخری پینجبر ہیں،اس دین کے بعد کوئی دین ہے اور دہی آخری رسول کے بعد کوئی نبی ہے،اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کے اسوہ کو اور شریعت اسلام کوصفت اعتدال سے متصف فر مایا، سیرت دسول کے مختلف کو شول کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نئے کہی موقع پر اعتدال کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا مجست ہوکہ نفرت، عقائد ہول کہ عبادات، معیشت ہوکہ معاشرت، سیاسی امور ہول کسما ہی معاملات، غیرول سے دوابط ہول کہ اپنول سے تعلقات، زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال سے سرموانح اف نہیں کیا، مد صرف یہ کہ خود جادہ اعتدال پر قائم دہ ہو بلکہ صرات صحابہ کرام کی ہروقت نگر انی فر ماتے دہ کہیں افراط و تفریط کا شکار نہ ہوجائیں، جمال کہیں ہے اعتدالی کے آثاد نظر آتے، فر آاس کی نیخ می فر مائی، سطور ذیل میں سیرت و تعلیمات رسول میں اعتدالی کوئی قدر ملحوظ دکھا محیا ہے، اس کی چند فر مائی، سطور ذیل میں سیرت و تعلیمات رسول میں اعتدالی کوئی قدر ملحوظ دکھا محیا ہے، اس کی چند ممائی، سطور ذیل میں متال کی سے دوجا سے کہ اعتدالی سیرت رسول کا ایک ایما امتیال میش کی جاتدالی سیرت رسول کا ایک ایما امتیان میں جو حیات رسول کا ایک ایما متیان میں جو حیات رسول کا ایک ایما متیان میں جو حیات رسول کا کے ہر گوشہ میں جو ہوگو شدین جو گوشہ میں جو ہی گوشہ میں جو ہی گوشا تا ہو ہوجا ہے کہ اعتدالی سیرت رسول کا ایک ایما میں متیان میں میں جو گائی ایمانہ کی جو کیا ہو ہو ہے۔

()واياكم والغلو في الدين (منداحمد مندعبد الله بن عباس ١٨٥١) (٢) تذكره: ٥٤

احاديث ميس لفظ اعتدال

ذخیرہ امادیث میں اعتدال اوراس سے شتق الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں، بالخصوص نماز کے باب میں اس کا خوب استعمال ہے، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔ "اعتد نو ا فی المسجو د و فی الوسکوع" () سجود اور رکوع میں معتدل رہو۔

مند احمد کی ایک روایت پس یول ہے "اعتدلوا فی الصلوة" () ابوداؤد پس ہے "نواصوا و اعتدلوا) ابوداؤد پس ہے "نواصوا و اعتدلوا" () صفول پس جم کراعتدال ملحوظ رکھو بنن ترمذی کی ایک روایت کے الفاظ یول پس "افا مسجد احد کم فلیعتدل" () کوئی سجد میں جائے تواعتدال ضروری ہے، ابن ماجد کی روایت پس بنی اسرائیل کاذکرکرتے ہوئے فرمایا کہ:

"لم یزل آمر بنی اسرائیل معتدلاحتی نشأ فیهم المولدون"(۵) بنی اسرائیل کا معامله اعتدال پر بی تھا، یہال تک کہ اس میں ایک نئی لسل پیدا ہوگئی،بطورِنموند صرف چند امادیث کانموندد یا محیاہے،اس فیم کی ساری امادیث کا اما لهمقصود نہیں۔

روحانيت وماديت ميس اعتدال

انسان دو چیزول کا مجموعہ ہے، ایک جسم دوسری روح ، ان دونول میں سے ہرایک کے تفاضے ایک دوسرے دوسرے سے مختلف ہیں، جسم کو مادی چیزول کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ روح ، اور ایک متقاضی ہے، ان دونول کی اپنی اہمیت ہے، تعلیمات رسول کا ٹیا ہیں ان دونول کے اپنی اہمیت ہے، تعلیمات رسول کا ٹیا ہیں ان دونول کے درمیان حین اعتدال کو برقر اردکھا گیا ہے، ان دونول میں سے ہرایک کو دوسرے پر قالب

^() بخاري بأب لايفترش ذراعيه في السمعود حديث٨٢٢

⁽۲) مندا تمدمندانس بن ما لک مدیث ۱۳۸۹۷

⁽۲)منداحمد مندانس بن ما لک مدیث ۱۲۲۵۵

⁽۴) ترمذي باب ماجاء في الاعتدال في السحود حديث٢٧٥

⁽۵) ابن ماحه باب احتناب الرأى والقياس (۵۶۱)

کرنا ہے اعتدالی کہلاتی ہے اور انسان صرف جسم کے نقاضوں کی پیخمیل میں لگ جائے تو وہ جانوروں سے برز جوجا تا ہے جس کی 'اولتک کالانعام بل ہماضل' سے تصویر کھی کے گئی ہے،اسی طرح جسم کو بالکلیہ نظرانداز کرد سینے سے وہ کمز وراورلا غر ہوجا تاہے،جس سے دنیوی زندگی مشکل ہوجاتی ہے،ٰعبادت انسان کے روحانی تضاضوں کی پھمیل کرتی ہے جبکہ مادی ضروریات سے جسمانی تقاضے پورے ہوتے ہیں،جیمانی تفاضول کونظر انداز کرکے صرف روحانی تفاضول میں لگے رہنے والے بھی اعتدال سے ہٹے ہوتے ہیں،آپ ٹاٹٹیلٹا نے اپنے چند صحابہ میں بے اعتدالی کو محسوس سمیا تو فوری طور پران کی اصلاح فرمائی یحتب مدیث میں ان تین صحابہ کا ذکر ہے،جنہوں نے از واج مطہرات سے بنی ماللے کی ات کے رات کے معمولات معلوم کتے اور انہیں میم محمااور یہ خیال کیا كرآب تو بخش بخائے بي ،آب كے لئے اتنى مقدار كافى ہے، ہم كتاه كار بي ،مميں بہت زياده عبادت کااہتمام کرنا چاہتے۔ چنا نچہ ایک نے رات بھرینہ و نے اور تبجد میں گذار نے کااراد ہ کرلیا۔ دِ وسرے سنے عورتوں سے کنار کش رہنے اور نکاح نہ کرنے کا عہد کیا جبکہ تیسرے سنے بغیر وقفہ کے للسل روز ہ رکھنے کا نہید کرلیا جب اس کی اطلاع آپ ٹاٹٹیلٹا کو ہوئی تو آپ ٹاٹٹیلٹا نے انہیں ڈاٹٹا اور کہا کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہول مگر اس کے باوجود میں اپنی فطری ضرور تیں بھی یوری کرتا ہوں، رات کوسوتا بھی ہول اورعبادت بھی کرتا ہوں، روز ہ بھی رکھتا ہوں، اورتزک بھی کرتا ہوں، اور نکاح بھی کرتا ہول، اور بھی میرا طریقہ ہے، اور جومیرے طریقہ سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ۔ () آپ نے ان صحابہ کو تا کبید فرمائی کہتم پرتمہار کے فس کاحق ہے تمہارے اہل وعیال کا بھی حق ہے۔

عبادات مين اعتدال

عبادت انسانی زندگی کامقصداوراس کااہم شعبہ ہے، قرآن ومدیث اور میرت رسول میں نماز روزہ، زکوۃ جج اور دیگر عبادات کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں، رسول اللّٰہ کَاٹُلِیّاتُمْ عبادات میں فرائض وواجبات کے علاوہ نوافل وسنن کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔لیکن چونکہ اکثر

^() فإنى أنام وأفطر وأصوم وأصلى (مجمع الزوائدياب تق المرآة على الزوج مديث ٢٦١٠)

ہے اعتدالی عبادت کے راستے سے آتی ہے،اس لئے آپ ہمیشہ سحابہ کے معمولات پر نظر رکھا کرتے تھے اورنفل عبادت میں ایسی عبادت ہے منع فر ماتے تھے جس ہے دوسری ذمہ داریوں کی ادائیگی میں خلل واقع ہوسکتا ہے

اللہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ اللہ کے دسول تا فیانی کو بعض صحابہ کے بارے ہیں معلوم ہوا کہ و عبادت میں بہت زیادہ مشقت المھاتے ہیں بو آپ نے فرمایا، یہ عبادت کا نشداور اس کی شدت ہے، ہر نشد میں ایک شدت ہوتی ہے، اور ہر شدت میں ایک بہاؤ ہے، جب بہاؤ میاندروی میں دہت تو وہ بہت ٹھیک ہے، اور اگر محتا ہوں کی طرف اس کا رخ ہوجائے تو وہ بلاکت و بریادی ہے۔ ()

کو حضرت آن "سے دواہت ہے کہ ایک مرتبہ بنی دھمت تا لیے استے میں تشریف لاتے تو دیکھا کہ ایک رسی دوستونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے، آپ تا لیا آئے نے دریافت کیا کہ یہ رسی کیا ہے؛ لوگوں نے بتایا کہ یہ ام المؤمنین حضرت زینب کی رسی ہے، جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں، تا کہ مستی دورہوجائے، بنی رحمت تا لیا آئے نے فرمایا اسے کھول دو، پھر فرمایا ہم میں سے ہر کسی کو چاہئے کہ وہ اس وقت تک (نفل) نماز پڑھے جب تک سروروا نبساط ، فرصت وشاد مانی محموس کرے، مستی محموس کرے تو سوجائے۔ (۲) تک سروروا نبساط ، فرصت وشاد مانی محموس کرے، مستی محموس کرے تو سوجائے۔ (۲) آجائے تو اسے سوجانا چاہئے، تا آنکہ اس کی نیند ختم ہوجائے، اس لئے کہ جب وہ او تھتے ہوئے او تکھی کرنے تو اسے موجائے ہوئے ماز پڑھے ہوئے ماز پڑھے ہوئے ماز پڑھے ام المؤمنین حضرت ما تک دیا ہے یابد دعا کر ہا ہے۔ (۲) میں ہوئی تھیں کہ استی میں ہی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہے۔ (۲) میں ایک خاتو ن بیٹھی ہوئی تھیں کہ استی میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہے۔ آپ نے خاتون کے متعلق دریافت فرمایا، حضرت عائش نے بتایا کہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہے۔ آپ نے خاتون کے مایا ہی رحمت عائش نے بتایا کہ سے قاتون ہے۔ آپ نے فرمایا ہی رحمت عائش نے بتایا کہ سے کہ اور می تھی ہوئی تھیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہی رحمت کے باس ایک خاتون میں چرچا ہے، آپ نے فرمایا ہی رحمت کے باس ایک خاتون میں چرچا ہے، آپ نے فرمایا ہی رحمت کے باس کے دھمت کی دریافت فرمایا ہی ہوئی تھیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہیں کہ وہ میں ہے۔ آپ نے فرمایا ہی کو تی مایا ہی کہ دریافت فرمایا ہی ہیں جرچا ہے، آپ نے فرمایا ہی کرور مایا ہی کرور میان ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا ہی کرور میان ہوئی کی کھر میں میں خور کے کہ کی کھر میں میں کرور کے کہ کو تو اس کے کہ کو کرور میان کی کھر کی کھر کے دور کے کہ کو کہ کی کھر کے کھر کے کہ کو کھر کے کہ کو کے کو کے کہ کی کھر کے کے کہ کو کے کہ کے کہ کو کے کہ کو کہ کو کہ کو کے کہ کو کہ کی کھر کے کہ کو کہ کی کو کی کھر کے کے کہ کو کہ کو کی کی کھر کے کہ کو کہ کو کہ کی کھر کے کہ کو کے کہ کو کہ کی کو کہ کی کھر کے کہ کی کھر کے کہ کو کہ کو کے کہ کو کھر کے کہ کو کھر کے کہ کو کہ کو کہ کو کے کہ کو کر کے کو کھر کے کو کے کو کھر کی کو کہ کو کھر کے کہ کو کے کہ کو کھر کے کہ کو کو کے کو کہ کو کی کو کھر کے

⁽⁾ومن کان فترته الی غیر ذلک فقد هلک (منداهمداول مندعبدالله بن عمر مدیث ۹۳۷۸) (۲) لیصل احدکم نشاطه فاذافتر فلیقعد (بخاری پاپ مدیث ۱۱۵۰)

⁽۳)إذا صلى وهو ناعس لايدرى لعله يستغفر فيسب نفسه (بخارى باب الوضوم ن التوم مديث ٢١٢)

لوگ ایسے عمل کولازم پرکڑو،جس کی طاقت رکھتے ہو بقیم خدا کی اللہ نہیں اکتا تا یہاں تک کہتم خود ہی اکتاجاؤ _()

عبادات میں اعتدال کے تعلق سے نبی رحمت بی تقییرات میں کچھے بنیادی اصول ہیں جمادات میں کچھے بنیادی اصول ہیں جن کو ملحوظ رکھنے سے ہرفتم کی بے اعتدالی سے بچا جاسکتا ہے، مثلاً یہ کہ فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کے بعد نوافل میں کھڑت اس حد تک ہوکہ انسان کے دیگر مادی وجسمانی تقاضوں پر ظلم نہ ہو، اور حقوق العباد کی ادائیگی متأثر نہ ہو، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص جو بہت زیادہ نفل عبادت کا اجتمام فرماتے تھے، آپ مالی آئیل نے ان کی کیفیت کو دیکھ کرفر مایا:

"ان لجسدک علیک حقا و ان لعینک علیک حقا و ان لزو جک علیک حقاو ان لزو جک علیک حقا" (۲)

یعنی تم پر تبهار سے جسم کا بھی حق ہے، تبہاری آنکھوں کا بھی حق ہے، تبہاری یوی کا بھی حق ہے، تبہاری یوی کا بھی حق ہے، تبہارے مبہارے مبہان کا بھی حق ہے۔

الله اس طرح عبادات میں اعتدال کا دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ آپ ٹاٹیائی نے اجر وقواب کے دائرہ کو عبادت ہی تک محدود نہیں رکھا بلکہ شریعت اسلامی کی روسے انسانی زندگی کا کوئی شعبہ اجروقواب سے خالی نہیں، زندگی کی وہ بہت سی مشغولیات جنہیں آدمی د نیوی مصروفیات مجمعتا ہے، نبیت کے استحضار سے سراسر قواب بن جاتی ہیں، ایک مسلمان کو کھانے، پہنے، سونے جاگئے، تجارت ومعیشت جتی کہ قضائے حاجت پر قواب ملتا ہے، جب وہ یہ سارے کام سنت نبوی کے مطابق انجام دیتا ہے، حضرت ابوموی اشعری سے گفتگو کرتے مواج نے میں جن مصرت ابوموی اشعری سے گفتگو کرتے ہوئے دمایا تھا کہ مجمعے تیرے سونے میں بھی اس طرح قواب کی امید ہے جس طرح قیام لیل اور جو میں ہوتی ہے۔ (۳)

^{﴿ ﴾} فوالله لايمل الله حتى تملوا (بخارى باب أحب الدين إلى الله أدومه، حديث٣٣)

⁽٢) البخاري باب حق الجسم في الصوم حديث ١٩٧٥:

⁽۳) فاحتسب نومتی کما احتسب قومتی (بخاری حدیث ۴۳۴۱)

المجان ا

المن عبادات بین اعتدال کا تیسرااصول پیه که اسلام هرعبادت مین دوام د شبات کا تقاضه کرتا ہے، اور پداعتدال کے بغیر ممکن نہیں جولوگ جوش مین ڈھیر سارے نوافل کا آغاز کردیہ ہیں، وہ کچھ ہی دنوں بعد تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں، نبی رحمت تا تیا تھا کا رشاد ہے۔"احب الاعمال الی الله الله الدومها و ان قل"(*)

الله کنزدیک سب سے پندیده ممل وہ ہے جودوام کے ماقت کیا جائے اگر چرکہ کیت کے اعتبار سے کم بن کیوں نہ ہو، فل عبادات جب تک دائر ۃ اعتدال میں نہ ہوں گی ان پر دوام ممکن نہیں ،اسی اصول کی بنیاد پر نبی رحمت کا گائے کشرت عبادات کے خواہشمند صحابہ پر دوک لگیا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص پر سے عبادت گذار صحابی تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین فلی روز سے رکھ لیا کرو، انہوں نے کہا فرمایا کہ میں اسپنے اندراس سے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین فلی روز سے رکھ لیا کرو، انہوں نے کہا فرمایا کہ میں ایک روز ہ رکھ لیا کرو، اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں ایک روزہ رکھ لیا کرو، اس پر انہوں نے فرمایا ایک نافہ کرو، اس پر انہوں نے فرمایا ایک نافہ کرو، اس پر انہوں نے فرمایا ایک نافہ کرو، ایک دن روزہ رکھ لیا کرو۔ (۳)

تلاوت قرآن کے تعنق سے آپ نے انہیں اسی طرح کی رہنمائی فرمائی ،اعتدال اس لئے

⁽١) فكذلك إذا وضعها في الحلال كان له احراً (مسلم حديث ١٠٠٤)

⁽۲) يخاري باب القصد والمداومةعلى العمل حديث:۶۴۶۵

⁽٣)وصيام يوم وافطار يوم (بخارى باب في كم يقرأ الطيان حديث٥٠٥٢)

بھی ضروری ہے کہ آدمی کامزاج ہروقت ایک طرح نہیں ہوتا، بھی خوف دختیت کا غلبہ ہوتا ہے، تو اس پر کھڑت عبادت کا غلبہ ہوتا ہے، اور جب اس کیفیت میں کمی آتی ہے تو اس سے کو تاہی ہو گئی ہے۔ایسے میں سیجیح طرزعمل یہ ہے کہ اتنی مقدارا پنائی جائے جس پر ہر حال میں دوام ممکن ہو۔

دین و دنیامیں اعتدال

پیملی قرموں کی گراہی میں جس چیز نے بنیادی کردارادائیا تھا، وہ دین و دنیا کے متعلق ان کی غیر معتدلانہ قلح تھی، انہوں نے دین و دنیا کو دومتشا دمیدان تصور کرلیا جنہیں ایک ساتھ لے چلنا ممکن نہیں، ان کے بہال دین کامطلب ترک دنیا اور رہانیت تھا، کیکن سلام ہو نبی آخرالز مال محمد صلی الله علیہ وسلم پر کہ انہوں نے ابنی مبارک تعلیمات اور پا کیزہ اسوہ کے ذریعہ دونوں کے درمیان حین اعتدال قائم فرمایا۔ آپ نے دونوں کو ایک دوسرے کے لئے معاول قرار دیا۔ دین و دنیا کے درمیان حین تناسب و توازن کا اندازہ آپ کے اس ارشاد سے ہوتا ہے جس میں آپ نے دنیا کو آخرت کی حیثی قرار دیا۔ نے دنیا کو آخرت کی حیثی قرار دیا۔ "اللہ نیا مؤر عقالاً خوق" ()

⁽١) المقاصد الحسنة حرف الدال حديث ٢٥ م: دار الكتاب العربي بيروت

دیکھتے تواس کی اصلاح فر ماتے تھے، رسول اللہ تائیل نے خضرت المان "، اور حضرت ابو درداء" میں بھائی چارہ کرادیا تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت الممان "حضرت ابو درداء" کے گھر کھنچے دیکھا کہ ان کی ہوی ام درداء پھٹے پرانے کپورے پہنے تھی، پوچھا بہن! تم نے ایسا حال کیوں بنار تھا ہے؟ کہنے گیں، تمہارے بھائی ابو درداء "کواس دنیا سے کوئی دیچی نہیں۔ (مین بنا و منگار کیوں کروں) استے میں حضرت ابو درداء "تشریف لاتے، حضرت الممان "نے انہیں تھانا پیش کیا۔ انہوں نے کہا میں روزہ سے بوں، نہیں تھا استے، حضرت الممان "نے کہا تم نہیں تھا و گے تو میں بھی نہیں کھا و لا گا۔ اس پر انہوں نے کھا اس بر انہوں سے کھانا کھالیا، جب رات ہوئی، تو ابو درداء " نماز کے لئے تیار کھڑے ہے ہمان "نے کہا ابھی نہیں جا و سوجو او ہو ہو گئے، جب فجر کا وقت ہوا، تو دونوں نے نماز کی تیار کرنے لگے، حضرت سلمان " نے کہا جا تو سے کہا، تم پر اپنے نمان گا تی ہے، اپنے منہ بولے بھائی سے کہا، تم پر اپنے نمس کا حق ہے، اپنے پر وردگار کا حق ہے، اپنے منہ بولے ابلی وعیال کا حق ہے، ہر حقد ارکو اس کا حق دیتے رہو، پھر دونوں حضور کا گئے تھا کی خدمت میں حاضر ہو سے اور سار اما جرانا یا۔ آپ کا ٹیکھٹے نے فرمایا سلمان نے تھی کھڑے ()

محبت ونفرت ميں اعتدال

مجت ونفرت انسان پر طاری ہونے والے دو ایسے حالات بیں جن بیں اکثر لوگ جادہ اعتدال سے ہث بات بیں ،اول تو مجت ونفرت کی بنیاد ذاتی مفاد کے بجائے ذات خداورسول ہونا چاہتے، جو اللہ کے بہال مجبوب ہوں، وہ ہمارے نز دیک مجبوب بیں، اور جو خدا کے بہال مبغوض ہوں، وہ ہمارے لئے ناپند بیدہ بیں۔ عام حالات میں تسے بھی مجبت ونفرت کا مسئلہ میں ہوں، وہ ہمارے لئے ناپند بیدہ بیں ایس سلید میں آپ تا ایشاد مبارک در پیش ہو، اس میں حد اعتدال سے نہیں نکلنا چاہتے، اس سلید میں آپ تا ایشاد مبارک ہے، دوست سے مجبت اعتدال کی حد میں رکھو بھی دن وہ تمہارا دشمن بن سکتا ہے، اس طرح دشمن سے نفرت میں حد سے آگے نہ بڑھو بھی وہ تمہارا دوست بن سکتا ہے۔ اس اولاد سے سے نفرت میں حد سے آگے نہ بڑھو بھی وہ تمہارا دوست بن سکتا ہے۔ اس اولاد سے

⁽۱)فقال له:صدق سليمان (ترمذی باب، حديث ۲۱۳۳)

⁽٢)باب،ماجاءفي الاقتصادفي الحبو البغض حديث، ٩٩١

عجت میں بھی اعتدال ضروری ہے، ایما نہ ہوکہ اہل وعیال کی مجبت میں آدمی ان کے ناجائو خواہرات کی تعمیل کرنے لگے۔ رسول اللہ کا اللہ از واج مطہرات سے بے پناہ مجبت کرتے تھے، کی فلا ف شرع بات بیش آتی تو فرا تنبید فرماتے، اور نامحاری کا اظہار فرماتے، ایک مرتبہ کمی زوجہ نے دوسرے کے حق میں کوئی بات مجی، آپ نے فرمایا تم نے ایسی بات کہد دی کدا گر اسے ممندر میں ڈال دیاجائے تو اراسمندر کڑوا ہوجائے، صفرات محارث کے ماتھ بے پناہ مجبت کے باوجو د فلطیوں پر فورا گرفت فرماتے تھے، کتب میرت میں اسکے بے شمار نمونے ملتے ہیں، حضرت باوجو د فلطیوں پر فورا گرفت فرماتے تھے، کتب میرت میں اسکے بے شمار نمونے ملتے ہیں، حضرت باراض امامہ نے فرمایا : اسامہ! تم اللہ کی ایک مد کے معاملہ میں حضور کا ایک ہے سفارش کی، تو آپ تحت ناراض ہوگئے، فرمایا : اسامہ! تم اللہ کی ایک مد کے نقاذ کے مسلے میں سفارش کی، تم آن کے ہو، خدا کی قسم صفی اللہ علیہ دیا ہے ہو۔ نگر میں پڑی تھو تھے ہوں اس کی پرواہ نہیں کی، تم من پیارے واسوں کی میں اللہ علیہ دیا ہو کہ میں پڑی تکو تا کی تو اسے من خوار بیجے نے گر میں پڑی تکو تا کی تم میں معلی اللہ عید میں ڈال لیا بصفور کا ایک ایک ایک ایک بیات میں نیس معلی مکہ بہم اہل بیا تو نہیں کرتے تھے، حضرت من یا حیات میں معلی مکہ بہم اہل بیا تو نہیں ۔ (۲) ابتاءی نہیں آپ نے خود اسپند ماتھ مجب وعقیدت میں غلو تو وصد قات کا مال جائو نہیں ۔ (۲) ابتاءی نہیں آپ نے خود اسپند ماتھ مجب وعقیدت میں غلو تو وصد قات کا مال جائو نہیں ۔ (۲) ابتاءی نہیں آپ نے خود اسپند ماتھ مجب وعقیدت میں غلو تو وصد قات کا مال جائو نہیں ۔ (۲) ابتاءی نہیں آپ نے نے فرد اسپند ماتھ مجب وعقیدت میں غلو

لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم فانی انا عبده ولکن قولوا عبداللهورسوله (۳)

تم میری تعریف میں مبالغه به کرو،جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مربم علیه السلام کی تعریف میں مبالغه کیا تھا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہول،لہذاتم مجھے اللہ کا بندہ اوراس کارسول کہو۔

معاملات اورلین دین میں اعتدال

قرض اورلین دین کےمعاملات میں بھی آپ نے اعتدال کی تغلیم دی۔ ایک طرف آپ نے

⁽١) لو كانت فاطمة بنت محمد لقطعت يدها (سنن النرائي: ما يكون حرز اومالا يكون مديث ١٩٨٩:)

⁽٢) أما شعرت الالانأكل الصدقة (بخاري باب مايذ كر العدقة عديث ١٣٩١:)

⁽٣)بخارىبابقولاللهواذكرفي الكتاب مريم مديث ٣٣٥٥:

لوگول میں ہمدردی وخیرخواہی کا جذبہ ابھارا، اورمخآجول کو قرض دسینے کی ترغیب دی، دوسری طرف خود آپ کا پیمل تھا کہ قرض سے پناہ ما نگا کرتے تھے:''اللھم انبی اعو ذبک من المماثم ومن المعزم''(')

اے اللہ میں محناہ اور قرض سے تیری پناہ ما تکتا ہوں، قرض کی ادائیگی کے معاملہ میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا، ایک طرف قرض خواہ کو یہ یعلیم دی کدا گرقرض خواہ تنگ دست ہے تواسے مہلت دیا کرو، دوسری طرف خوشحال لوگوں کو قرض کی فوری ادائیگی کی تلقین فرمائی، اور فرمایا کہ مالدار کا تال مٹول کرنا ظلم ہے۔ (۲) ایک دن بدوآیا جس کے کھر کے جھور صنور تائیل ہے ذھے تھے، اس نے بدویا نداز میں نہایت بحق سے گفتگو کی صحابہ نے اس گفتگو پر اس کو ڈاٹلا اور کہا تجھے خبر ہے کہ سے کام کر رہا ہے، بولا میں اپنا قرض ما نگ رہا ہوں، نبی کریم کا ٹیلے الے سے اس کا ماتھ دینا چاہتے کیونکہ یہ اس کا حق میا اور کہا تا وہ کہ کا حکم دیا اور دولوایا۔ (۲)

⁽١) اثبات عذاب القبر للبيهقي باب استعاذة النبي الشيئة دار الفرقان عمان ٢٠١١

⁽٢) "مطل الغنى ظلم" (بخارى باب الحوالة مديث ٢٢٨٧)

⁽۲)بخارىبابالوكالةفىقضاءالديون حديث: ۲۳۰ ۲۳۰

يانجوال باب

سيرت رسول مالية إين اورعصري مسائل

سيرت رسول سلالية أيلم ميس عصرى مسائل كاحل

دور ما ضرسائنس اور شیکنالوجی کی ترقی کا دور ہے، مواصلات کی جرت انگیرترقی نے ساری دنیا کو گلوبل ولیج میں تبدیل کردیا ہے، انٹرنیٹ کی ایجاد نے معلومات کے انبار لگادی ہے ہیں، علم وسائنس کے بڑھتے قدموں نے وسائل زندگی میں بے تخاشدا ضافہ کردیا ہے، ہرقتم کے سامان آرائش کی فراوانی ہے، کیکن یہ تصویر کا صرف ایک رخ ہے، دور والحضر کی تصویر کا دوسر ارخ یہ ہے کہ وسائل کی بہتات کے باوجود موجودہ دور کا انسان مسائل میں گھرا ہوا ہے، اس وقت ساری انسانی سائل ہیں بہتات کے باوجود موجودہ دور کا انسان مسائل میں گھرا ہوا ہے، اس وقت ساری انسانی تا انتبائی میچیدہ قسم کے مسائل میں گرفتار ہے، مغربی ممالک ہوں کہ مشرقی دنیا، ترقی یافتہ علاقے ہوں کہ پسماندہ ممالک میں آبادی الجھنوں کا شکار ہے، مالمگیر نوعیت کے مسائل کا سامنا ساری دنیا ہو ہے، اور الب ابھی نہیں کہ ان مسائل کے لیے کوئی سجیدہ کو سخسی نہیں ہوتی ہیں اور مسائل میں بوت ہیں اور مسائل میں بیناہ دماغی صلاحیا کے لیے مالمی کا نفرنسوں اور سیمیناروں کا انعقاد ممل میں بوت ہیں مسائل ایسے ہیں جن کے لیے عالمی کا نفرنسوں اور سیمیناروں کا انعقاد ممل میں بین میں ہوتی ہیں مرائل ایسے ہیں جن کے لیے مالی کا نفرنسوں اور سیمیناروں کا انعقاد میں بی بی بی میں مرائل ایسے ہیں جن کے لیے اقوام متحدہ کی نگر انی میں با قاعدہ بینے میں مرائل ایسے ہیں جن کے لیے اقوام متحدہ کی نگر انی میں با قاعدہ بیا ہوتی ہیں مرائل ایسے ہیں جن کے لیے اقوام متحدہ کی نگر انی میں بیا قاعدہ بینے میں ہوتی ہیں مرائل ایسے ہیں جن کے میں کے لیے اقوام متحدہ کی نگر انی میں با قاعدہ بینے میں مرائل ایسے ہیں جن کے میار کی انہوں کی بی میں ہوتی ہیں مرائل ایسے ہیں جن کے میالہ کی میں ہوتا ہے۔

انسانیت کو لاحق مسائل کاحل و بی ذات کرسکتی ہے جو انسانوں کی خالق ہے جس پروردگار
سنے انسان کی شکل میں جرت انگیر مثین بنایا ہے و بی بہتر طور پر جانتا ہے کہ اس مثین کو کیا
کمزروریاں لاحق ہوسکتی ہیں اور اس میں آنے والی خرابیوں کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے جنانچہ اس
خالق کا نئات نے جہال حضرت انسان کو پیدا فر مایا و ہیں اس کے مسائل کے لیے حضرات
انبیاء کرام کو مبعوث فر مایا اور خاتم الا نبیاء محدرسول اللہ ڈاٹیا گھائے کو تیامت تک پیدا ہونے والے
مت سنے مسائل کے طل کاسامان فراہم فر مایا ، اس وقت انسانیت جننے مسائل سے دو چارہ اس

انسان عدم تحفظ كاشكار

اس وقت سب سے بڑامسئلہ جس سے دنیا کے سارے مما لک دو جار ہیں بتحفظ وسلامتی اور انسانی حقوق کی حفاظت کاہیے، دنیا کے ہرخطہ میں انسان عدم تحفظ کا شکار ہے،انسانی خون ارزال سے ارز ال ہوتا جار ہاہے، گزشۃ صدی میں دنیاد وعظیم جنگیوں کا سامنا کر چکی ہے، جن میں لاکھوں انسان مارے گئے ان دوجنگوں کے باوجو دحالات میں تبدیلی نه آسکی ،اب دنیا کی صورت حال یہ ہے کہ دھما کے روز کامعمول بن بھکے ہیں جسی دن کے اخبارات دھما کوں کی خبروں سے خالی نہیں ہوتے، اور ایک دھماکے میں سیکڑوں لوگ ہلاک اور ہزار وں زخمی ہوتے ہیں اور لاکھوں کی املاک تناه ہوتی ہے،عراق میں دس لا کھ سے زائد شہری مارے گئے،افغانشان میں تباہی کاسلسلہ منوز جاری ہے، بوسینا کی قیامتِ صغریٰ اب تک ذہنوں سے محونہیں ہوئی، جہال کی اجتماعی قبرول سے اب تک تعثیں برآمد ہور ہی ہیں جن مما لک تو اسپینے سیکوریٹی نظام پر نازال ہے وہاں بھی انسانی جان کوخطرات لاحق میں امریکہ جیسے سپر یاورملک میں اجا نک فائرنگ کے واقعات معمول ین کیے ہیں،اسکونوں میں دن دھاڑے فائرنگ ہوتی ہے، شاپنگ مالوں میں دھماکے ہوتے ہیں،انغرض پوری دنیابارو دے ڈھیر پر کھڑی ہے،سلامتی و تحفظ کے متلہ پر ہرملک انتہائی حماس ہے،سلامتی کو یُقینی بنانے کے لئے نت سے مہلک ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں، ہرملک اسپے بجث کا ایک بڑا حصہ دفاع پرخرج کررہا ہے،اس سب کے باوجود کہیں انسانوں کو تحفظ عاصل نہیں، سیرت رسول مناشانی اس کاحل بتاتی ہے، آب منافی آبا کی آمدے پہلے تل وغارت گری اورلوٹ کھسوٹ عام تھی معمولی با توں پر جنگ چیر جاتی تھی اور چالیس چالیس برس تک جاری رہتی تھی مختلف قبائل میں آپسی رسکتی عروج پرتھی ایسے نازک حالات میں رحمت عالم کاٹلاِئیلے نے اپنی یا نحیزہ تعلیمات کے ذریعدایساانقلاب برپاکردیا کہ وخوارانسان امن وسلامتی کے ممبردارین گئے،ایک دوسرے کی جان کی در بے رہنے والے ایک دوسرے پرجان بچھا ورکرنے والے بن گئے،عورتول کومکل تحفظ حاصل ہو گیا، آپ منطق انسانی جان کی عظمت بڑھادی مخطبہ ججۃ الو داع کے موقع پر صاف اعلان تحیا کرتمهاراخون تمهارا مال ایک دوسرے کے لیے حرام ہے جس طرح پیدن پیشہر

قابل احترام ہے، جرائم کے انداد اور جان و مال کے تحفظ کے لیے آپ نے لوگوں میں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام اور ان کی ادایگی کی فکر پیدا کی، اور آخرت میں جوابدہی کا احماس پیدا کیا، چنا خچہ حجابہ کرائم میں ہر شخص خوف شدا سے سرشار ہوتا تھا، دوسروں پر تلم تو دور رہائمی کے بارے میں معمولی بات کہنا بھی ان کے لیے گرال گزرتا تھا، فکر آخرت اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ہونے والے حماب و کتاب کے یقین کے بغیر انسانی حقوق کا تحفظ ممکن نہیں اور دہ ہی زندگی میں ہونے والے حماب و کتاب کے یقین کے بغیر حقوق انسانی کا تحفظ ممکن نہیں اور دہ ہی انسانی جانوں کے اتلاف کا پیلامتنا ہی سلملہ ختم ہوسکتا ہے، احماس جوابدی اور آخرت کی سزا کے ڈر کے سافہ جرائم اور قضاص اور تعزیرات کا مؤثر مالی، قاتل کی سزا قصاص اور چور کے لیے قتی پر شراب نوشی پر اس کو رضا ور شادی شدہ مغربی دنیا ان سزاؤں کو وحثیا دقرار دیتی ہے لیے تاب ہونے پر سکساری کی سزا مقرر فر مائی، موجود و مغربی دنیا ان سزاؤں کو وحثیا دقرار دیتی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ ایک قاتل پر صد جاری کرنا ہزاروں افراد کے تحفظ کا ضامن ہے، چنا خچہ صدود وقصاص کا پر نظام جن معلم ملکوں میں رائج ہے ہوال قبل و جرائم کے واقعات کی شرح انتہائی کم ہے۔

عالمي عزبت كاحل

دوسراعالمی مستدجس سے پوری دنیا دو چارہے وہ عزبت اور بھیمری ہے، آج کی مہذب دنیا میں جہال سائنس ولیکنالوجی کی ترقی سے اسباب زندگی اور وسائل کی آرائش کی بہتات ہے، بختلف ملکوں میں لاکھوں افراد نان شبینہ کے محتاج ہیں افریقی ملکوں میں لاکھوں باشدے ایسے ہیں جہیں بھوک کی شدت نے بڑی کے وہانچوں میں تبدیل کردیا ہے، فاقہ کے سبب ہر سال لاکھوں افراد بلک بلک کر جان دے رہے ہیں خود ہمارے ملک میں بھی خط افلاس کے شیخے زندگی گزار نے والوں کی شرح چالیس فیصد سے زائد ہے، لاکھوں ہندوشانیوں کو ایک وقت کا سیجھے زندگی گزار نے والوں کی شرح چالیس فیصد سے زائد ہے، لاکھوں ہندوشانیوں کو ایک وقت کا سیجھے کھانا نصیب نہیں حتی کہ چینے کا پائی تک میسر نہیں، سیرت رسول میں اس کا علاج موجود ہے، آپ نے زکوۃ کا نظام قائم فرمایا اس سے ہمٹ کرغریب رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ضرورت مندانسانوں

کی حاجت برآری کی تلقین فرمائی، پتیموں اور ہواؤں کے ساقد حن سلوک کی تائمیر کی، اگر صحیح معنی میں سارے صاحب نصاب مسلمان اسپنے مالول کی زکوۃ نکالنے گئیں تو امت مسلمہ کا کوئی فر د بھوکا نہیں رہے گا،نبی کی ان تعلیمات کو اگر د نیا کے سارے انسان اپنالیس تو عزبت کے خاتمہ پیس زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

معاشى بحران كاحل

ایک اور مالمی مستدجس نے مالمی قائدین کی نیند حرام کردی ہے معاشی بحران کا ہے، معاشی بحران اس وقت سارے بورپ اور امریکہ کو اپنی لیبیٹ میں لے چکا ہے، امریکہ کے بیموں بینکول کا دیوالیہ ہو چکا ہے، امریکہ کے بیموں بینکول کا دیوالیہ ہو چکا ہے، بیبیوں کمپنیاں ٹھپ پر چکی ہیں، مہنگائی زور افزوں ہے مام اشیاء کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگی ہیں، سیرت رسول تائیل اور قرآنی تعلیمات میں اس مستلہ کا شافی علاج ہے، موجود و معاشی بحران دراصل سودی نظام معیشت کی دین ہے، اسلام بلا سودی نظام معیشت کی دین ہے، اسلام بلا سودی نظام معیشت میں ہو چکی ہے، خود مغرب کے صف اول کے ماہرین معیشت میں معاشیات اس کا اعتراف کر بھی ہیں اور خود مغربی صفول سے بلاسودی بینکنگ سسمٹم کے لئے آواز بلند ہور ہی ہے، اللہ تعالی سودکو مثا تا ہے اور صدقات کو بڑھا تا ہے، چنا خچہود پر مبنی معیشت اپنا ہور یہ بہتر لیبیٹ ربی ہے، اللہ تعالی سودکو مثا تا ہے اور صدقات کو بڑھا تا ہے، چنا خچہود پر مبنی معیشت اپنا ہو جائے اور آپ کے لائے ہوئے والے میں داست کو دامن سے وابستہ ہوجائے اور آپ کے لائے ہوئے تھام معیشت کورواج دے۔

نسل پرستی ، کریش اورخاندانی نظام کامحل

موجود و دور کی ایک لعنت جو عالمگیرشکل اختیار کرچکی ہے و و ذات پات اور رنگ وسل کی بنیاد پر انسانوں میں تفریل کی لعنت ہے۔ آئی امتیا ز اور قرمیت وعلا قائیت کے تعصبات استہاء کو پہنچ سکے ہیں، یورپ اور امریکہ جیسے حقوق انسانی کے دعوبیدا ملکوں میں کالے محرول میں امتیا ز عام ہے، محد سے کالوں سے اس درجہ نفرت کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کھانے میں تک عار خیال کرتے ہیں، چتا نچے مورول کی ہوٹلوں میں کالوں کا داخلام نوع ہے، نبی سائٹی الے سے اس کالوں کا داخلام نوع ہے، نبی سائٹی الی نے سرے سے اس کا

خاتمہ کردیا،آپ نے بتایا کہ انسانوں کے درمیان رنگ نسل اور قومیت کی بنیاد پر تفریان دراصل انسانیت کے ساتھ ظلم ہے، سارے انسان آدم کی اولاد ہیں سب برابر کے حقوق رکھتے ہیں، انسانوں میں اگرکوئی فرق کیا جاسکتا ہے وہ صرف اخلاق وکر داراور تقویٰ کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے، کسی عربی کو بھی پر اور مجمی کو عربی پر اور کورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، آپ نے ایک ہی جھنڈ ہے سے جا بیک ہی ایا اور سلمان فارس کو بھی، بلال بیشی کو عربوں کا سردار بنایا ہی امتیاز اور ملاقائی عصبیت کی معندے کی معندے سے خوات سیرت رسول کا شائل بیا ہی سے ممکن ہے۔

موجودہ دورکاایک عالمی مسئلہ بدعنوانی اور کرپشن کا ہے، اس وقت پوری دنیا اس لعنت میں سرفہرست مجھا جاتا گرفتار ہے کرپشن سار سے نظام کو کھلا کر ہاہے، ہمارا ملک تو بدعنوان ملکوں ہیں سرفہرست مجھا جاتا ہے، جہال بدعنوانی سیاسی زعر کی کا جزولا پیفک سمجھی جارہی ہے، آتے دن اسلمس منظرعام پر آرہے ہیں ۲۰۱۰ء تو حکومت کے لیے اسکنڈل کا سال رہا، 26 اسپیئرم اسپیم سوسائٹی اسپیم کامن ویلتھ محیمز اسپیم، پرتہ نہیں کن کن ناموں کے اسپیم سامنے آتے، بدعنوانی قوانین سے ختم نہیں کی جاسکتی اس کے لیے جب تک سیاست دانوں میں احساس جوابدی مذہبیہ ہو، بدعنوانی کا خاتمہ ممکن نہیں ۔

ای طرح آج کا ایک اہم متد فائدانی نظام کا بھراؤ اور معاشرتی زندگی کا عدم استحکام ہے جو اس وقت مغربی معاشروں کو تباہی کے دہانے پر پہنچارہا ہے، اسلامی تعلیمات کے بغیر مستحکم فائدانی نظام ممکن ہمیں، مغربی معاشر کوٹ کیوٹ کیوٹ کا شکار ہو بچکے ہیں، شادیوں کا تصور ختم ہوتا جارہا ہے، ۵۰ فیصد سے زائدنو جو ال لاحیال کتواری مائیں بن رہی ہیں، بیشتر شادیوں کا انجام فلاق کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے، مغربی ممالک کے بچے باپ کی شفقت سے محروم ہیں، مال باپ اولاد پر کفٹرول کھوتے جارہے ہیں، کامیاب فائدانی اور مائی زندگی صرف اسلام اور سیرت رسول میش کرتی ہے، مغرب اگر اپنی بقا چاہتا ہے تو اسے معاشرتی زندگی کی نیوی تعلیمات کو اپنا نا ہوگا، اسلام فائدان کے ہرفر د کے حقوق وفر آفل کا ایک مکل اور مربوط نظام رکھتا ہے اور عورت اور مرد میں سے ہرایک کا دائر متعین کرتا ہے بہترین فائدان کی شکیل کے لیے عورتوں پر گریلوتر بیت کی میں سے ہرایک کا دائر متعین کرتا ہے بہترین فائدان کی شکیل کے لیے عورتوں پر گریلوتر بیت کی خمدداری ڈائنا ہے۔

مغربی معاشرہ غلاظتوں کی آماجگاہ

فی عی و حریانیت اورجنسی بے داہ روی آئ کے دور کا ایک انتہائی ویجیدہ مسلہ بن چکی ہے،
پوری دنیاس کی لیبیٹ میں ہے، مغربی ملکوں میں فیاشی کو قانونی درجہ اصل ہو چکا ہے، آزادی کے
عام پر انسانوں کو جوانوں کی صف میں کھڑا کیا جا ہے، میڈیا جے اجتھے پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل
میں بنیادی کر داراد آکر ناچا ہے فلاطوں کی آماجگاہ بن چکا ہے، مغربی معاشرہ کے انسان کتوں کی
میں بنیادی کر داراد آکر ناچا ہے فلاطوں کی آماجگاہ بن چکا ہے، مغربی معاشرہ کے انسان کتوں کی
طرح بے جہابہ بنسی ہوس پوری کررہ میں، سیرت رسول بی دنیا کو اس بعنت سے بچاسکتی ہے،
آپ ٹائٹائٹا کی تعلیمات میں حیا کو ایمان کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے، آپ ٹائٹائٹا نے فرمایا کہ بے حیا
ہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، بے حیاتی اور حریا نیت کے مبد اس
ہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، بے حیاتی اور حریانیت کے مبد اس
ہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، ہے حیاتی اور حریانیت کے مبد اس
ہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، ہے حیاتی اور حریانیت کے مبد اس
ہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، ہے حیاتی اور حریانیت کے مبد اس
ہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، ہو حیاتی اور میانی کی افراد تھم
ہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، ہو مملک اسپنے ایجڑے کے کا بڑا حصہ
امتھمال کر ہا ہے، عالمی سمیناروں کا انعقاد ممل میں لایا جار ہا ہے، لیکن اس سے چھٹکار سے کی کو تی
سینجات ممکن نہیں، نوی تعلیمات کے نفاذ سے انسانیت اس مذاب سے چھٹکارا یا سکتے سے خات ممکن نہیں، نوی تعلیمات کے نفاذ سے انسانیت اس مذاب سے چھٹکارا یا سے کہا تھا کہاں نہی تعلیمات کے نفاذ سے انسانیت اس مذاب سے چھٹکارا یا سے خوات ممکن نہیں بری تعلیمات کے نفاذ سے انسانیت اس مذاب سے چھٹکارا یا سکتے ہو

منشيات كاانجام

دورماضر کی ایک خطرنا ک لعنت نشه بازی اور منشیات کی ات ہے، مالی صحت تنظیم who کی رہے مالی دنیا بھر میں دوارب لوگ شراب نوشی کرتے ہیں، ہندورتان میں سوک مادثات میں روزانہ تقریباً ۲۸۲ لوگ مرتے ہیں، جس میں اکثر مادثوں کے پیچھے شراب نوشی کارفر ما ہوتی ہے شراب نوشی کارفر ما ہوتی ہے شراب کے ساتھ دیگر منشیات کا استعمال آج کے شینی معاشرہ میں تیزی سے فروغ پار ہاہے، شراب دنشہ بازی کابنیادی سبب موجودہ معاشرہ میں سکون سے موجودہ معاشرہ میں سکون سے موجودہ معاشرہ میں سکون نام کی چیز نہیں ہے معاشرہ سکون نام کی چیز نہیں ہے

مادی وسائل رکھنے والا پریشان ہے اور ان سے محروم افراد بھی مضطرب ہیں، سکون کے لیے بھٹک، شراب، گانچہ، جیروئن، مارفین جیسی چیزوں کا سہارالیا جاتا ہے، آج دنیا کی ساری حکومتوں ڈرگس اور منشیات کے مسئلہ سے چران و پریشان ہیں، امریکہ میں ۱۹۱۸ء سے ۱۹۳۳ء کے درمیان نشہ بندی مہم کے دوران اربول ڈالرخرچ کر کے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا، منشیات کی لعنت کا حل نئی سندی مہم کے دوران اربول ڈالرخرچ کر کے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا، منشیات کی لعنت کا حل نئی سندی مہم کے دوران اربول ڈالرخرچ کر کے بھی مقصد حاصل نہیں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی، شراب سے پاک معاشرہ نبوی تعلیمات، خوف خدا اور اخروی جزا وسرا کے یقین کے بغیر ممکن ثبیں۔

الغرض مضمون میں موجودہ دور کے چند مسائل کا سرسری ذکر کیا گیاہے، خلاصہ یہ کہ ہمارے مارے دردول کا در مال سیرت رسول ہے، ہمارے مارے مسائل کا حل تعلیمات نبوی میں ہے آج کی انسانیت کو یہ راز کون بتائے؟ مسلمانوں پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے لیکن خود سیرت رسول سے عاری مسلمان دوسرول کو کیسے تعین کرسکیں گے، ربح الاول میں صرف نعرے لگانے سے مجت رسول کا حق ادا نہیں ہوتا، بلکہ ہماری گردنوں پر عائد ہونے والی ذمہ دار یول کو نبھانا پڑے گا،اسپنے طرز ممل سے نبی کی پاکیرہ تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا، ظاہری ہے دوح حرکات سے ہم دنیا والوں کو تو فریب دے سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کو فریب نہیں دے سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کو فریب نہیں دے سکتے، آج کی انسانیت سیرت رسول سے عرومی کے سبب تباہی کے دیانے پر چنجے چکی ہے اسے سکتے، آج کی انسانیت سیرت رسول ہوگا گا ہوگا۔

دختر کشی کاحل اسوة رسول سالته آنها می روشنی میس

يوم خواتين اور كرائم كاريكار دُ

^ / مارچ کی تاریخ دنیا بھر میں عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے اورخواتین پر ہونے والی ز بادتیوں کی سخت الفاظ میں مذمت کی جاتی ہے، دنیا کے دیگر مما لک کی طرح وطن عزیز میں بھی خواتین کابین الاقوامی ڈے جوش وخروش سے منایا گیا، ملک کی اعتبائی طاقتور خاتون صدر کانگریس نے ۸ / مارچ کومنعقدہ ایک پروگرام سے خطاب کرتے ہو تے کہتی ہیں کہ خواتین کے خلاف تثدد کے واقعات پر ہمارے سرشرم سے جھک جاتے ہیں بنوانی جنین کشی اورخوا تین کے خلاف جرائم پرگیری تشویش کااظهار کرتے ہوئے صدر کا نگریس خواتین کوتلقین کرتی بیں کہ وہ ستقبل میں مصائب کے آگے سرنگوں مذہوں اور ہمت وحوصلہ کے ساتھ ان کا سامنا کریں، ملک میں خواتین پرتشدد کے واقعات میں کس تیزی سے اضافہ جور ہاہے، اس کا انداز ، قومی کرائم ریکارڈیورو کے تازہ انکٹافات سے ہوتا ہے جس کے مطالق ملک میں ہر ۲۰/منٹ میں ایک خاتون کی عصمت ریزی ہوتی ہے، جہال تک خواتین کے قتل کئے جانے کامعاملہ ہے تواس کے لئے سرف ان چندخواتین کی نشاندی کافی ہے جن کاقتل اخبارات کی سرخیوں میں رہا، نیبنا سامنی کو دہلی کے نیتاؤں نے کاٹ کرنٹدور میں بھون ڈالا،انڈین ایمپیریس کی خاتون نامہ نگار بھٹنا گرکوایک آئی پی ایس افسرنے ناجائز تعلقات کے بعد قبل کرڈ الاجیسکا لال کے قبل کا بھی خوب چر جا ہوا، بھو یال میں شہلامسعو دقتل ہوئیں، اسی طرح راجستھان میں مشہورنرس بھنوری دیوی کاقتل محیا محیا اور لاش شوگرمل کی بھٹی میں جلا کرنہر کے حوالہ کر دی گئی ، ہندوستان سے ہے کرا گرامریکہ کارخ کیا جائے تو ۳۰ / کروڑ امریکی آبادی میں ہرسال دولا کھءورتوں کے خلاف جنسی دست درازی کے واقعات ہوتے ہیں، یعنی تقریباً ہر دومنٹ پرخوا تین کے ساتھ جنسی تشد د کا ایک واقعہ رونما ہوتا ہے، ۲۰۰۰ء میں برطانیہ میں کل خواتین آبادی کا ۴ میں فیصدز نایاجنسی تشدد کا شکار بنا تھا، ویسے موجود ہ معاشر ہ میں

خواتین کے ماھ تقدد کی مختلف شکلیں رائے ہیں، لیکن اس کی بدترین شکل وہ ہے جو دختر کئی کی شکل میں پائی جاتی ہے، گویاد نیا ہیں آنے سے قبل ہی اس سے قت زندگی چین ایباجا تا ہے، اس سلامیں ہمارا ملک کئی مغربی یا یورپی ملک سے پیچے نہیں، برطانوی قومی صحافی EMETIC ہمارا ملک کئی مغربی یا یورپی ملک سے پیچے نہیں، برطانوی قومی صحافی ایک ایک واکنے واکنون کی ایک واکنون کے ایک مغربی کی ایک واکنون کے ہوروز اند ۲۰۰۰ مل گرائے جاتے میں، اس طرح سالاند یہ تعداد دس لاکھ سے متجاوز ہوجاتی ہے، راجستھان اور تمل ناڈو میں اسقاط کی شرح سب سے زیادہ ہے، تمل ناڈوسرکاری اسپتال کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہا علی افتداور میں دختر کئی کی شرح سب سے زیادہ ہے، جون کے ۲۰۰۰ میں دہلی کے مضافات میں ایک واکنون میں دختر کئی کی شرح سب سے زیادہ ہے، جون کے ۲۰۰۰ میں دہلی کے مضافات میں ایک واکنون میں دختر کئی کی استاط کی کہا ہو گیاں برآمدہو کیں، دختر کئی کے بڑھتے رہان کی اس میں ایک والے ایک ہزار کروڑ رو پیئے ہے، یہ جب دو اعاد کے سیک انگر سے مادہ جھینوں کی ٹریاں برآمدہو کیں، دختر کئی کے بڑھتے رہان کی انگر میں انگر کو کروڑ او پیئے کہ والے ایک ہزار کروڈ رو پیئے ہے، یہ ایک خواد میں میں برسال پائج لاکھ پیجیاں اسقاط تمل کے والے جس کے لئے چرت انگر و بندوستان میں ہرسال پائج لاکھ پیجیاں اسقاط تمل کے ذریعہ مادر میں ختم کردی جاتی ہیں ()

دختر کھٹی کی اس لعنت کے مبب بچوں اور نیکوں کے جنسی تناسب میں چیرت انگیز تفاوت ہوگیاہے، ملک میں نیکیوں میں جنسی تناسب گرتے گرتے اس صدکو پہنچ گیاہے کہ ۲۰۰۱ء میں پانچ ہزار نیکیوں پر ۹۲ کی بیکیاں ریکارڈ کی کئیں، ہریانہ جیسے صوبوں سے یہ اطلاعات مل ری ہیں کہ وہاں لؤکوں کی شاد یوں میں بہت دھواری پیش آرہی ہے، ہندوستانی قانون کے مطابق علوق کے تین ماہ بعد اسقاط کو جرم بھاجاتا ہے، نیکن اس قانون کو کھلے عام پامال کیا جارہا ہے، چونکہ اب رحم مادر ہی میں اولاد کی جنس معلوم کی جاسکتی ہے، اس لئے پیدا ہونے کے بعد ہلاک کرنے کے بجائے رحم مادر ہی میں قال کردیا جاتا ہے۔ اس صورت حال کا افسومناک پہلویہ ہے کہ مسلم معاشرہ کے رحم مادر ہی میں قال کردیا جاتا ہے۔ اس صورت حال کا افسومناک پہلویہ ہے کہ مسلم معاشرہ کے رحم مادر ہی میں قال کردیا جاتا ہے۔ اس صورت حال کا افسومناک پہلویہ ہے کہ مسلم معاشرہ کے

^() خبر د ارجدید دیلی یکم تا پندره فروری ۲۰۱۳

افراد بھی اس لعنت کا شکار ہیں، جنوری ۲۰۱۳ء میں مشرقی از پردیش کے ضلع اعظم گڑھ سے تعلق رکھنے والے نصیر احمد نامی شخص نے اپنی ۳۰ / سالہ یوی کو تحض اس جرم کی پاداش میں گلا گھونٹ کر مار ڈالا کہ اس نے ساتویں مرتبہ بھی ایک لاکی کو جنم دیا تھا () اس لعنت کے خاتمہ کے لئے ملک میں مختلف قوانین بنائے گئے ہیں، کین صور تحال کمی طرح بدتی نظر نہیں آتی، مندوستان سے مث کر دنیا ہے دیگر ممالک میں بیانسانیت سوز حرکت زور پیکوئی جارہی ہے۔

اس لعنت ہے جھٹکارا کیو نکر ہو

موال یہ ہے کہ اس لعنت سے چھٹارا کیسے ماسل کیا جائے جھٹ قانون سازی مسلم کالی آئیں ہوگئی، اس کے لئے ذہن وقتر کی تبدیل کی ضرورت ہے، اور یہ کام اس آخری رمول کاٹیٹیٹ کی تعلیمات کے بغیر ممکن ٹیس جنہیں اللہ تعالی نے دنیا میں اس لئے بھیجا تھا کہ وہ انسانیت کے سارے ممائل کاعل ڈھوٹڈ نکالیس، میرت وتعلیمات رمول کاٹیٹیٹ اپنے اعداس قدرجامعیت رکھتے ہیں کہ ان میں قیامت تک پیش آنے والے ممائل کاعل موجود ہے، بعثت رمول کاٹیٹیٹ سے قبل کے جالی معاشرہ میں دختر کھی کی لعنت عروج پرتھی، اس زمانہ میں لڑکیوں کی پیدائش کولوگ کس قدر باعث مار میں دختر کئی کی لعنت عروج پرتھی، اس زمانہ میں لڑکیوں کی پیدائش کولوگ کس قدر باعث مار می حق ہو آئ مجید نے اس کی یوں منظم کئی گئی ہے: ''جب ان میں سے کسی کو پیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چیرہ میاہ ہوجا تا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے، اس بری خبر کی و جہ سے لوگوں سے تھیا بھرتا ہے، موجا تا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے ، اس بری خبر کی و جہ سے لوگوں سے تھیا بھرتا ہے، موجا تا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے ، اس بری خبر کی و جہ سے لوگوں سے تھیا بھرتا ہے، موجا تا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہو سے ہی کا بھرہ ہو ہو تا ہے کہ اس کو ذلت ورموائی کے ساتھ لئے ہو ہو تے ہی رہے یا اسے ٹی میں دباد ہے، آؤکیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔ (انجل ۵۹)

الکہ اورمقام پر ایسی حرکت کے مرجبین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا گیا: "اورجب زندہ کاڑی ہوئی لوگی سے سوال میاجائے گا کہ سے مرجبین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا گیا: "اورجب زندہ کاڑی ہوئی لوگی سے سوال میاجائے گا کہ سمجناہ کی وجہ سے وہ تل کی گئی "(التکویر ۸:۔ ۹) یعنی بروز قیامت ان لوگوں کی سخت سرزنش کی جائے گی جنہوں نے اپنی نو زائیدہ لا کیوں کو زندہ درگور کر دیا۔ جالی معاشرہ میں مصرون نومولو دو کیوں کو زندہ دفن کر دیاجا تا تھا بلکہ صنف نازک کے ساتھ ہرقتم کا

⁽⁾ ہندومتان ٹائمسنٹی دیلی ۱۴ / جنوری ۲۰۱۳

ظلم روارتھا جاتا تھا،عورتیں مال کی میراث کی طرح وراشت میں مشکل کردی جاتی تھی، ان کی عرب وراشت میں مشکل کردی جاتی تھی، ان کی عرب سے سے سیمیم عرب و آبرو کو بری طرح پامال کیا جاتا تھا، انسان کی حیثیت سے ان کے حقوق سرے سے سیمیم خمیر میں گئی آئی کی بعثت ہوئی، آپ نے نسوانی معاشرہ کو بھر پورتحفظ عطافر مایا، ان کی جان، مال اورعوت و آبرو پر کسی بھی قسم کی زیادتی کو بدترین جرم قرار دیا۔

تم اپنی اولاد کو فقر وافلاس کے فرسے مت قبل کرو، ہم ہی ان کو روزی دیتے ہیں اور تم کو ہیں'۔ اس قسم کی آیات بار بار تازل کی گئیں تا کہ انہیں ان کی اس شنع حرکت سے باز رکھا جائے، جہاں تک نو زائیدہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی بات ہے تواس کا ایک اور سما ہی عامل پرتھا کہ وہ لڑکیوں کی پیدائش کو باعث عار خیال کرتے تھے، بیسا کہ سورۃ النحل کی آیات سے واضح ہو چکا ہے، مارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے پیغمبر نے لڑکی کی پیدائش کو رحمت قرار دیا اور والدین مارے عالم کے لئے سراسر اجرو اواب کا سرچھمہ قرار دیا، ایک سے زائدروایات میں لڑکیوں کی پیدائش اور اردیا گور جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، تیٹیوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بھی قرار دیا گا اور جنت میں داخل کا پروانہ بھی، ارشاد نبوی ہے، تیٹیوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بھی قرار دیا گیا اور جنت میں داخل کا پروانہ بھی، ارشاد نبوی ہے: جس کے بہاں لڑکی پیدا ہو وہ اسے دفن نہ کر سے اور جنت میں داخل کا پروانہ بھی، ارشاد نبوی ہے: جس کے بہاں لڑکی پیدا ہو وہ اسے دفن نہ کر سے

()الاسراء: ٣١

ہ ذلیل کر کے رکھے وہ بیٹے کو اس پرتر جیح د ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ () کی ایک حدیث حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ کاٹٹیؒ سے روایت کیا ہے کہ آپ کاٹٹیؒ ہے فرمایا : جس شخص کولڑ کیوں کے سلسلہ میں کسی طرح آزمایا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو وہ لڑکیاں اس شخض کے لئے دوزخ سے آڑ بن جاتی ہیں۔ (۲)

کے ایک اور موقع پر آپ ٹاٹٹائٹے نے فرمایا: جوشخص تین پیٹیوں یا تین بیٹوں کی کفالت کرتا ہوتو؟ ہے اس پر جنت واجب ہے محابہ نے عرض کمیایا رسول اللہ ٹاٹٹائٹے آگر دوبیٹیوں کی کفالت کرتا ہوتو؟ آپ ٹاٹٹائٹے نے فرمایا پھر بھی واجب ہے ،سحابہ نے دریافت کمیا آگرایک بیٹا اور ایک بیٹی کی کفالت کرتا ہوتو؟ آپ نے فرمایا پھر بھی واجب ہے۔

معجم طبرانی کی روایت ہے کہ جس تھی کے یہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے پاس فرشتے بھیجتے ہیں وہ فرشتے تھروالوں سے کہتے ہیں اے تھروالو! تم پر سلامتی ہو پھراس پگی کو فرشتے اپنے پر ول سے ڈھا نک لیتے ہیں اوراپنے نورانی ہاتھوں کو اس کے سر پر پھیر تے ہیں اور کہتے ہیں ،ایک کمز ورجان ہے جو کمز ورجان سے تکلتی ہے قیامت تک اس کے فیل کی مدد کی جائے گی۔ (۳)

ایک موقع پر آپ نے فرمایا: لا کیول سے نفرت مذکرو، میں خودلا کیول کاباب ہول۔

آپ سَاللَا لِيَا كُي مُرِينِه اولاد باحيات بدر ہنے كى وجہ

آپ کے ق میں تقدیر شداوندی کافیصلہ کچھا ایسا تھا کہ آپ کی کوئی نرینداولاد زیاد ہ عرصہ حیات تک باحیات درہی ، البندلو کیاں دصر ون س بلوغ کو پہنچیں بلکہ ان سے اولاد بھی ہوئی ، علماء نے اس خدائی فیصلہ کی ایک حکمت یہ بتائی کہ اللہ تعالیٰ کو پیغمبر کی اس حالت کے ذریعہ دورجا ہلیت میں

() منن ابن ماجه: جلد سوم: حديث نمبر: ۵۵۰

(۲) صحیح بخاری مدیث نمبر: ۱۳۳۳

(٣) أنجعم السغير للطير اني : مديث ٧٠

رائج لڑکیوں سے نفرت کی رسم بدکو مٹانا تھا، آپ نے جہاں اسپینے مبارک ارشادات اور زبانی
ہدایات کے ذریعدلڑکیوں سے مجت اور ان کے ساتھ عدل ومساوات کے تعلق سے لوگوں کو تلقین
فر مایا، وہیں اسوہ مبارکہ کے ذریعہ بھی لڑکیوں کے ساتھ شن سلوک کا اعلیٰ نمونہ پیش فر مایا، آپ اپنی
صاجزاد یوں سے بے انتہا مجت کرتے تھے، حضرت ام کلثوم "مضرت رقیہ اور حضرت فاظمہ "تمام
صاجزاد یوں سے بے انتہا مشفقت فر ماتے تھے، آپ کے پاس بھی وقت کے فاقوں کے بعد
کھانے کے لئے کچھ آتا تو اپنی صاجزادی حضرت فاظمہ "کے بہاں بھواد سے ،ایک مرتبہ محابر شنے
پندرو فیال اور کچھ سالن نبی رحمت تا اللہ آئے ہی پاس بھی ،اس موقع پر آپ نے کچھ اور سے الم کھر بھی طلب
کرلیا، پھر آپ نے ایک روٹی کے اور پر گوشت رکھ کر اپنی صاجزادی حضرت فاظمہ "کے گھر جیجا اور
فرمایا کہ فاظمہ "کے گھر والے بھی آج بھو کے ہیں۔ (*)

جب بھی مفر سے واپسی ہوتی بیٹی کے یہال تشریف لے جاتے ،اورنواسوں سے بھی صد درجہ محبت فرماتے تھے،آپ نے حضرت فاطمہ " کوجگر کا ٹکڑا قرار دیا۔

موجوده مادیت پرست معاشره نے انسان کومعاشی جوان بنادیا ہے، نامرغوب معاشی ہو جھ کا تصورلوگوں کو دختر کئی جیسے میں جرم پر آماده کردہا ہے، اس لئے لوگوں کے یقین کی در آگی اشد ضروری ہے، معاش کے تعلق سے خدا کا ضابطہ ہے کہ ہر جاندار کی روزی اللہ نے اسپنے ذمہ لی ہے، ارشادربانی ہے : ''ومامن دایة فی الارض الا علی اللدرز قبہا'' (جود)

لعنت جميز دختر بحثى كاسبب

ہر پیدا ہونے والا نومولود اپنے ساتھ اپنی روزی لا تاہے،خود والدین کی روزی بھی اللہ کے ذمہ ہے، خود والدین کی روزی بھی اللہ کے ذمہ ہے، ساری پریٹانی اس وقت ہوتی ہے جب آدمی خودکو رازق مجھ بیٹھتا ہے، دختر کھی کی پرھتی ہوئی لعنت کا ایک اور مبب گھوڑ ہے جوڑ ہے اور جبیز کی لعنت ہے لاکی پیدائش کے ساتھ ہی والدین پر اس کے نکاح کی فکرسوار ہوجاتی ہے، چتانچہ اس سے نجاب پانے کے لئے لوگ

^() مبل الهدى والرشاد ٢٠١٥ ()

جنین تی کاارتکاب کررہے ہیں،معاشرہ کی بیصور تخال نبی رحمت اللظ آلا کی تعلیمات کونظرانداز کرنے کا نتیجہ ہے، نبوی تعلیمات میں تکاح کو انتہائی آسان بناد یا محیاہے،آپ نے اس تکاح کوسب سے بابرکت قرار دیا جو کم سے کم مالی ذمہ داریال لڑکے والوں پر ڈالی گئیں، جہیزاور گھوڑ سے جوڑ سے کی لعنت کا تعلیمات سیرت سے کوئی تعلق نہیں۔

دختر کشی کی اس غیر انسانی لعنت کے سد باب کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں میں دینی شعور بیدار کیا جائے، ان کے اندرخوف خدا کی روح پیدا کی جائے، نکاح کو آسان بنایا جائے اور اسے خلاف شرع خرافات سے پاک کیا جائے ، محض قانون سازی اس مسئلہ کامل نہیں ہوسکتی۔۔

اختلا فات كاحل سيرت نبوى سلطينيكم كي روشني ميس

رسول الله کالی الله کالی الله کالی الله سے وابعثی کا تقاضہ یہ ہے کہ است اسپے تمام انفرادی واجماعی مسائل کامل سیرت رسول کا لیا تیا ہے ، اس لیے کہ سیرت رسول کو براری انسانیت کے لیے اسوہ قرار دیا محیا ہے، ارشاد خداو عدی ہے: "لقد کان لکم فی دسول الله اسو قہ حسنة لمن کان یو جو الله و الیوم الا تحو و فر کو الله کوئیو ا" () (تمہار ہے لیے رسول اکرم کالی آئے کی زعد کی میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو الله اور پوم آخرت پریقین رکھتا ہواور الله تعالی کوئٹرت سے یاد کرتا ہو، زعد کی کے ہرشعبہ میں سیرت رسول کالی آئے انسان کا کامل شعور ضروری ہے، موجودہ دور میں سلمان جہال قرآن مجید کے تئی خفلت کا شکار ہیں وہی سیرت رسول کے سلملہ میں بھی دور میں سیرت رسول کے سلملہ میں بھی الاول میں سیرت رسول سے مناول سے چند جیسے منعقد کر لیے جاتے ہیں، اور بس جہال تک بدلتے طالات و ممائل میں سیرت سے استفادہ کا تعلق ہے تو وہ مذہونے کے برابر ہے۔

عالم اسلام اورآیسی انتشار

اس وقت ہندوستان اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو ان گئت مسائل در پلیش ہیں ہرمستارا پنی جگہ قابل توجہ اور فوری حل کا طالب ہے البکن ان میں سے بعض مسائل بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جن کے سنگین نتائج نے امت مسلمہ کے وجود پر سوالیہ نشان لگادیا ہے، اگروہ اسی طرح سرد خانہ کے

حوالہ کئے جاتے رہے تو وہ دن دورنہیں کہ سلمان عبر تناک انجام سے دو چارہو جائیں، انہی بنیادی مسائل میں سے ایک مسئلہ سلمانوں کا آپسی اعتثاراوران کی باہمی رسکتی کا ہے، جو دن بدن شدت اختیار کرتا ہے، یہ انتشار ہرسطح سے پایا جاتا ہے، مسلکی بنیاد ول پربھی اور جماعتی سطح سے بھی، خاندانی دائرہ میں بھی اورامت کے اجتماعی معاملات میں بھی۔

کے بہاں تک اختلاف رائے کا تعلق ہے تو ہر دو با شعور افراد کے درمیان اس کا پایا جانا فطری ہے اوروہ ایک صحت مندمعاشرہ کے لیے ناگزیر بھی ہے ہیکن امت مسلمہ بیس پائے جانے والے جس اختلاف کی نشا تد بی مقصود ہے ، وہ ایسااختلاف ہے بوا تدربی اتدرسے مسلما نول کو کھو کھلا کے جا بہا ہے ، اختلاف بالکلیدرونما ندہو، ناممکن ہے ، ایسانہ بھی ہوا ہے اور دیجھی ہوگا، اس سے تو عہد رسالت بھی محفوظ ندر ہا، چنا نمچے رسول کا ایک تا کی موجود گی میں بھی صحابہ میں بہت سے معاملات میں اختلاف ہوا ہیکن اختلافات کے تباہ کن قائج سے اختلاف ہوا ہی نائٹ کی اور فروی مسائل میں اختلافات کے باوجود کیسے تعلقات نکے لیے کیا حل تلاش کیا جائے؟ اور فروی مسائل میں اختلافات کے باوجود کیسے تعلقات کے دیگر موالات فوری مل طلب ہیں۔

وصول است کوئی نیادی طور پین مسلمانول پین پائے جانے والے اختلافات کو بنیادی طور پر دوحسول پین تقسیم کیا جاتا ہے، ایک وہ اختلاف ہیں جو اجتماعی معاملات پین رونما ہوتے ہیں جن کا فروعی مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، چاہے وہ سیاسی معاملات ہول یا روز مرہ کی سماجی زندگی کے مسائل دوسرے وہ اختلافات ہیں جو مختلف مکا تب فکر اور فقی مسالک سے تعلق رکھنے والول کے درمیان افضل اور غیر افضل کے تعلق سے پائے جاتے ہیں، فی زمانہ سلمانوں میں دونوں قسم کے اختلافات کی مبایل اور غیر افضل سے معاملات اور میاسی سطح سے بھی امت اختلافات کی بنیاد پر بھی باہم دست و گربیال ہیں، جہال تک اس دوسری نوعیت کے اختلافات کی بنیاد پر بھی باہم دست و گربیال ہیں، جہال تک اس دوسری نوعیت کے اختلافات کی بنیاد پر بھی باہم دست و گربیال ہیں، جہال تک اس دوسری نوعیت کے اختلافات کی بات ہے تو وہ قیامت تک ختم ہونے والے نہیں ہیں، اس لئے کہ فردعی مسائل اور افضل غیر افضل میں اختلافات عبد صحابہ ہیں بھی رہا ہے۔

انتثارواختلاف كاحل

ایک جگرارثادہے:"لاتنحتلفوافتنحتلف قلوبکم" () (اختلافات نہ کروتمہارے دل بھی پچھرمائیں گے۔

قض نیز آپ گانگی نے فرمایا: "لاتو جعوا بعدی کفارا یضوب بعضکم رقاب بعض "() (میری وفات کے بعد کافرول کی روش اختیار ندکرنا کہتم ایک دوسرے کی گردن ناسینے لگو۔
تا یہ لگو۔

من الله الله الله الله الله مرتبه صحابه سے فرمایا: کیاتہ یں ایساعمل مد بتاؤں جو درجہ میں نماز، روزہ، زکوۃ سے بھی افضل ہے، سحابہ نے عرض کیا : ہال یارسول الله کاٹیا فرور بتائیے! آپ کاٹیا فائی الله کاٹیا فرور بتائیے! آپ کاٹیا فائی الله کاٹیا فرمایا: آپس کی مجست اور میل جول نماز روزہ اور زکوۃ سے بھی افضل ہے، بھوٹ اور آپس کا تفرقہ دین کوموٹہ دین کوموٹہ دین کوموٹہ دین کوموٹہ دین کوموٹہ دین کوموٹہ دینے والا عمل قرار دیا ہے۔

^() مسندا حمد صدیث البراء بن عاز ب مدیث: ۱۸۵۱۲

⁽۲) بخاري: باب الانصات للعلماء مديث: ۱۲۱

جنائچہ رسول اکرم کالٹی آئے است میں تفرقہ ڈالنے والوں کی سخت مذمت فرمائی ہے، چنائچہ فرمایا: "بندگان خدامیں بہترین و ولوگ ہیں جب ان کے چہروں پر نظر کی جائے قدایاد آئے، اور بدترین افراد و و ہیں جو ادھر ادھر کی چغلیاں تھاتے ہیں اور پھوٹ ڈالنے پھرتے ہیں جو دوستوں میں جدائی ڈلوائیں اور بلوٹ لوگوں کو تہمت لگائیں۔

آپ ٹاٹی آئی سے جہاں آپسی تفرقہ کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا وہیں اتخاد واجماعیت کی اہمیت اوراس کی برکات کو بھی اجا گر کیا اور جماعت سے وابستہ رہنے پر زور دیا، چتا نچے سعید بن مسیب فرماتے ہی کہ اللہ کے رسول کاٹی آئے آئے نے مایا: "شیطان ایک اور دوافراد کے پیچے لگ جاتا ہے لیکن جب تین افراد ہوں تو آئیس پریٹان نہیں کریا تا۔ () ایک اور روایت میں اجتماعیت سے بہٹ جانے والوں پروعید بیان فرمائی :جواطاعت سے بحل بھا گااور جماعت سے جدا ہوگیا کھراسے موت آئی تو وہ جا بلیت کی موت مرا۔ () نیزمسلم کی روایت میں ہے جس نے ہماراامت کے خلاف خروج کیا، نیک و بدکی گرد نیں اڑائیں ، سپے مسلمانوں کا بھی خیال مذکیا اور وحدہ خلافی کی تو اس کا جھے سے کئی تعلق نہیں دمیرااس سے کوئی مطلب ہے۔ (")

الله الله کاٹی کے اور الله کاٹی کے صحابہ کی اجتماعیت کی فکراس قدر دامن گیر رہتی کہ سفر وحضر ہر حالت میں صحابہ کرام پر نگاہ رکھتے تھے، چنا خچہ حضرت ابو تعلیہ کہتے ہیں کہ سفر میں لوگ جب پڑاؤ ڈالتے تو مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں فروکش ہوجاتے اس پر آپ ٹاٹیڈ نظر سنے فر مایا تمہارا یہ منتشر ہوجانا شیطان کی چال ہے، کیکن آپ کی اس تا تحید کے بعد صحابہ جب بھی تجیس آرام کرتے تو ایک فر د دوسرے فر دسے ایسا چمٹ جاتا کہ لوگ کہتے کہ اگر ان پر ایک مجیرا ڈالدیا جائے تو سب پر محیط ہوجائے۔ (۴)

^{() &}quot;الواحد شيطان والاثنان شيطانان والثلاثة الخ" (المستدرك، صديث عبدالله النويريين ٢٣٩٩)

⁽٢)مات ميتة الحاهلية (منداحمد مندعيدالله بنعم، مديث: ١٩٢٩)

^{(&}quot;)ولايفي لذى عهد عهده (مسلم باب الامربازوم الجماعة مديث:١٨٣٨)

⁽٢) حتى يقال: لوبسط عليهم توب لعمهم (ابو داؤ در مايؤ مر من انضمام العسكر حديث ٢٢٢٦)

اتحاد کومتا ژکرنے والے صفات سے اجتناب

آپسی تفرقہ سے پیچنے کی تائمید کے ساتھ آپ نے ان صفات سے بھی احتراز کرنے کی تائمید فرمائی جن سے سلمانوں کا آپسی اتخاد متأثر ہوتا ہے، اور جو سلمانوں میں باہم الفت ومجبت کے بہائے بغض وعناد اور دوری پیدا کرتی ہیں، چنائجے تحقیر وتذلیل غیبت و بدگمانی نجر وحمد، بغض وعناد اور معافرت بیسی مذموم صفات سے تحقی کے ساتھ ممانعت فرمائی، عام طور پر بھی باتیں دلوں میں رنجش اور آپسی ناچا قیوں کا باعث بنتی ہیں جمقیر مسلم کے سلسلہ میں فرمایا" نمی آدمی کے برے ہونے کے لئے بھی کافی ہے کہ وہ اپنے سی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کی تحقیر کرے برے ہون کی ہر چیز دوسر سے مسلمان پر حرام ہے (بعنی اس پر دست درازی حرام ہے) اس کاخون بھی اس کامال بھی اور اس کی آبر و بھی '()

کے جھگڑے اورخصومت کے ہارے میں فرمایا :''میں اس موکن کے لئے جنت کے سے اسے مخت کے ایک جنت کے سے ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں جوئی پرہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیے''(')

کی تا تحید فرمائی جوسلمانول کے ملی ایک طویل مدیث ہے جس میں ان بہت ہی مذموم صفات سے فیجئے کی تا تحید فرمائی جوسلمانول کے ملی اسخاد کے لئے سخت نقصان دہ ہیں چتا نجے فرمایا: "برگانی سے پڑا جوٹ ہے اور بخس نہ کرو، بہت زیادہ توہ میں نہ پڑو، مقابلہ آرائی نہ کرو، ایک دوسرے سے نفرت نہ کرو، باہم عداوت نہ کھواور بن جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی، جس طرح اس نے تہیں حکم دیا ہے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پرظلم نہ کرے اسے یکدو تنہا منہ چھوڑے اسے حقیر نہ بچھے، آدمی کے برا جو نے کے لئے کافی ہے کہ وہ اپ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہرمسلمان کا ممال اس کا خون اور اس کی آبرو دوسرے مسلمان پرحرام ہے، (*) اللہ تعالیٰ تہاری صورتوں اور تہارے جسموں کو نہیں کی آبرو دوسرے مسلمان پرحرام ہے، (*) اللہ تعالیٰ تہاری صورتوں اور تہارے جسموں کو نہیں

^{() &}quot;كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله عرضه " (مسلم باب تحريم ظلم المسلم حديث ٢٥١٣) (٢) انازعيم ببيت في وسط الجنة لمن ترك المراء وهو محقا (ابو دائو د باب في حسن الخلق؟) عديث (٢) "كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه " (مسلم باب تحريم الظلم الكلاكث

دیکھے گا بلکہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا،سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہوتا ہے (تین مرتبہ فرمایا) آگاہ رہوتم میں سے کوئی کسی کی بیٹے پر بھٹے نہ کرے کہ اس کا نقصان ہوجائے اور ہوجاؤ اللہ کے بندے بھائی مجائی ،اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسپینے بھائی سے تین دن سے زیادہ قلع تعلق باقی رکھے' ()

کے کبر وغرور بھی اختلات وانتثار کا اہم سبب اور ملی انتحاد کے لئے انتہائی مضر ہوتا ہے۔
احادیث میں اس کی سخت مذمت کی تئی ہے اور اس کے مقابلہ میں تواضع کی تلقین کی تئی ہے،
چتا نچہ ارشاد نبوی کا ٹیا تھے ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وی کی ہے فا کساری اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی
کسی پرظلم نہ کرے اور بے جافخرنہ کیا جائے۔

کی متحبرین کے بار نے میں فرمایا کہ قیامت کے دن وہ ذروں کے مانند آدمیوں کی شکل میں اٹھائے جائیں مجے،انہیں ہرجگہ ذلت نے آکیا ہوگا۔ (۲)

وسب اور خاندانی مفاخرت بھی آدمی کو عصبیت پر آمادہ اور ملت کے شیرازہ کو منتشر کرتی ہے، آپ نے خاندانی مفاخرت کا خاتمہ کیا اور تقوی کو فضیلت کا معیار تھیرایا، چناخچہ فرمایا: "قیامت کے دن اللہ کے حکم سے ایک منادی آواز لگتے گا: سنلو! میں نے ایک نسب بنایا تھا اور تم لوگوں نے دوسرے نسب بناتے تھے، میں سے تم میں سب سے زیادہ معزز اسی کو تھیرایا تھا جوتم میں سب سے زیادہ متقی تھا لیکن تم کہتے رہے کہ یہ فلال کا بیٹا ہے، کین آج میں اپنے نسب کو بلند کروں گا اور تمہارے طئے کرد ون کو شیخے کردوں گا۔ (۳)

🕸 اسی طرح جو چیزیں آپسی انتحاد والفت کے لیے معاون ہوسکتی ہیں آپ نے ان کی

^{﴿ ﴾} ولايحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال(مسلم باب النهي عن التحاسد حديث٢٥٥)

⁽٢) "الابيغي احد على احد ولايفحر أحد على أحد" (الأدب المفرد، حديث ٢٢٨)

 ⁽٣) يا أَيُهَا النَّاسُ 1 إِنِّي حَعَلْتُ نَسَبًا ، وَحَعَلْتُمْ نَسَبًا ، فَقُلْتُ :أَكْرَمُكُمْ أَتْقَاكُمْ ، وَأَيَنْتُمْ إِلا أَنْ تَقُولُوا : فَلانُ بْنُ فَلانٍ بْنُ فَلانٍ بْنُ فَلانٍ بْنُ فَلانٍ بْنُ فَلانٍ بْنُ فَلانٍ ، وَأَنَا الْيَوْمَ أَرْفَعُ نَسَبِي وَأَضَعُ نَسَبكُمْ ، أَيْنَ الْمُتَقُونَ ؟ " الزهد لأسد بن موسى « بَابُ : ذِكْرٍ مَا يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حديث نمبر ٧٥ :، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد « كتاب الأدب « باب لا فضل لأحد على أحد إلا بالتقوى)

ترخیب دی ، تواضع خیرخوابی اورایثار و بمدر دی کی تلقین فرمائی جن سے آپسی مجست میں اضافہ ہوتا ہے، چتا نچدارشاد نبوی کاٹلیا ہے: '' تین صفات ایسی بیں کہ جن کے خلاف بحی مسلمان کے دل میں کیند نہیں ہونا چاہئے، اخلاص مسلمانوں کی خیرخوابی اوراجتماعیت پبندی ،اس سلیے کہ جس کے اندر پیصفات ہوں گی اس کی دعاتمام افراد کی خیرخوابی پرشتل ہوگی۔

حل اختلاف کی روشن مثالیس

اختلافات کے طل کے نبوی طریقہ کارکا حصد یہ ہے کہ اختلافات کے بیج کو چنپنے سے پہلے جوسے اکھاڑ
پھینکا جائے، چنانچہ جب بھی اختلافات پیدا ہونے کے آثار نمایاں ہوتے آپ فورآ آئیس دہانے کی
کوسٹسٹ فرماتے، اس سلسلہ کی چند مثالیس دی جاسکتی ہیں، حضرت عبداللہ بن عرق فرماتے ہیں: " میں
ایک روز دو پہر میں رسول اللہ کاٹی آئی کے پاس پہنچا، وہاں میں نے دوآدمیوں کی آواز میں ہوکسی آیت
کے سلسلہ میں اختلافی بحث کررہے تھے، ال کی آواز من کرآپ غضبنا کے ہوئے اور فرمایا: "إنساهلک
من کان قبلکم باختلافهم فی الکتاب "() تم میں سے پہلے لوگ کتاب میں اختلاف کرکے ہی
طاک ہوگئے۔

الک بن سره کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن معود "سے یہ کہتے ہو سے سنا" کہ میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سنا جو اس کے خلاف پڑھ رہا تھا جیسے میں نے بنی کر میم کا ٹیٹا ہے سے سن رکھا تھا،
اس لیے میں نے اس کاہاتھ پڑوااور آپ کے پاس لے کرعاضر ہوا، ہماری بات سن کر آپ کا ٹیٹا ہے ارشاد فرمایا تم دونوں نے اچھا کیا کہ اصلاح کے لئے بیبال آئے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ مجمی فرمایا: لا تعتملفو افوان من قبلکم احتملفو افھلکو ا"(۲) اختلاف نہ کروتم سے پہلے لوگ اختلاف کر کے ملاک ہو گئے۔

ابتدائی مرحله ہی میں اختلات کو دفن کرنے کا ایک اور واقعہ غزوہ بنی المصطلق کے موقع

^()مسلمبابالنهىعناتباعمتشابهالقرآنحديث ٢ ٢ ٢ ٢

 m^{α} بخارىباب حديث الغار حديث $^{\gamma}$

پر پیش آیا جب مسلمانوں کالشکر مربیع کے پانی پر جمع ہوگیا تو ایک مہا جراور ایک انساری کے درمیان پانی پر باہم جھکڑا ہوااورنوبت قبل وقبال کی آگئی، مہا جرنے اپنی مدد کے لئے مہا جرین کو پکارااور انسار نے انسار کو دونوں کی مدد کے لئے کچھافراد بیہو چے گئے اور قریب تھا کہ مسلمانوں کے درمیان ایک فتنہ کھڑا ہوجائے، رسول اکرم ٹاٹیڈیٹ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فوراً مقام پرتشریف لے گئے، اور سخت تارائنگی کے ساتھ فرمایا: "ہرمسلمان کو اپنے بھائی کی مدد کرنا چا ہے، خواہ وہ ظالم ہویا مظلوم ہظلوم کی مدد کرنا تو ظاہر ہے کہ اس کو قلم سے بچائے اور ظالم کی مدد کرنا چا ہے، خواہ وہ ظالم کہ مدد کرنا تو ظاہر ہے کہ اس کی حقیقی مدد یہی ہے، رسول اللہ کا ٹیارشاد سنتے ہی جھگڑا کہ اس کو قلم سے دو کے، بیوں کہ اس کی حقیقی مدد یہی ہے، رسول اللہ کا ٹیارشاد سنتے ہی جھگڑا

تلاش وحبتو سے کتب سیرت میں اس طرح کے مزید واقعات مل سکتے ہیں، یہاں اختصار کے پیش نظرانہیں چندنمونوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اجتماعي معامله اختلاف كاحل

اختلات کے طلات کے اندانہ وحد برانہ مرحلہ (جس میں کئی بھی قائد ورہنما کی قائد اندوحد برانہ صلاحیتوں کی کڑی آزمائش ہوتی ہے) وہ ہوتا ہے جب ملت کے ختلت افراد کے درمیان عملا اختلاف پیدا ہوجائے ادرملت کئی اجتماعی معاملہ میں مختلف فانوں میں بن جائے ایسے میں اختلاف پیدا ہوجائے ایسے میں اختلاف کے بھنورسے نکالنا ہر شخص انہیں حد درجہ تدبر وفراست کے ذریعے بغیر کئی گفتھان کے اختلاف کے بھنورسے نکالنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں، رمول اکرم گائی ہی نے ایسے نازک مرحلوں میں بھی نہایت کامیاب طریقے سے امت کو اختلاف کی بات نہیں مروال اکرم گائی ہی مروا کے اورمئلہ کا ایسا نکالا کہ مانپ بھی مروا کے اور انہیں بھی بنہ ہی مروا کے اورمئلہ کا ایسا نکالا کہ مانپ بھی مروا کے اور لاٹھی بھی بیرت میں اس سلسلہ کے کئی واقعات منتے ہیں۔

🕏 نبوت سے قبل مکدم کرمد میں جب قریش نے کعبہ کی منہدم و بواروں کی تعمیر کامنصوبہ بنایا

^{()&}quot;إن كان ظالماً فلينهه فإنه له نصر وإن كان مظلوماً فلينصره "(مسلم باب نصر الأخ ظالماً أو مظلوماً حديث (٢٥٨٣)

تو بجراسود کواس کی جگہ پررکھنے کا تناز مدکھڑا ہوگیا،اورنوبت ببہاں تک پہوپٹی کہ آپس میں خون کی مدیاں بہہ جائیں،ہرقبیلہ کی خواہش تھی کہ بداعزاز اسے حاصل ہو،ربول اکرم ٹائیلِ نے اس تناز مدکو جس دوراندیشی سے طل فرمایا ہے تاریخ انسانیت میں اس کی نظیم ملنی شکل ہے،وہ ایسامعقول مل تھا کہ سارے قبیلے اس پر راضی ہو گئے، اور امت اختلاف و تفرقہ کے دہانے پر جا کر محفوظ رہی، آسپنے ایک کیڑا منگوایا اور اس میں جحراسود رکھا اور ہر قبیلے کے سر دارسے کہا کہ وہ کیڑے کا کوئی حصد پکولے نے،اس طرح سہمول نے اسے اٹھا کرمقام پر پہوٹیا دیا چر آپ ٹائیل نے اسپنے ہاتھوں سے دیواریس نصب کردیا۔()

اختلافات کے بعد اور بالخصوص مدنی زندگی میں کئی موقعول پرمسلمانوں میں اختلافات ہوئے بنوت کے بعد اور بالخصوص مدنی زندگی میں کئی موقعول پرمسلمانوں میں اختلافات ہوئے جن میں سے بعض کئین نوعیت کے بھی تھے، حنورا کرم کالٹی آئے سے جس طرح سے انہیں حل فرمایا اس سے آپ کے حن تدبیر قوت فیصلہ اور مدبرانہ قیادت صاف جبلکتی ہے اور قیادت کے منصب پرفائز افراد کے لئے وہ بہترین اسوہ کا درجہ دھتی ہے، یہاں اس طرح کے تین واقعات پر اکتفائیا جا جا ہے۔

⁽⁾ سيرت معطفيٰ ج اص ١١٥

اس قبیلہ سے مخاطب ہو کر اربیثاد فرمایا : اے انصار کے لوگو! سنا ہے کہتم آپس میں جدمی موئیاں كرىب ہواور جھے سے ناراننگی محسوس كررہے ہو (مجلاية تو بتلاؤ) كيا ايسا نہيں كەميرے آنے سے پہلے تم ضلالت وگمراہی میں تھااللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تہیں ہدایت دی بحماج ونادار تھے،اللہ تعالیٰ نےمیرے ذریعتمہیں عنی کردیا، آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہارے درمیان الفت پیدا کردی سارے انصار خاموش تھے پھر حضورا کرم کاٹلیکٹا نے فرمایا انصار یو! تحیامیری ان با توں کا جواب نہیں دو گے؟ انصار کہنے لگے ہم تحیا جواب دیں بإرسول الله تأثير الدافضل واحسان توالله ورسول بي كاسب، بيمر حضور تأثير الشير ما ياسن لوا تم يون یہ سکتے ہواور تمہارا کہنامبنی برصدا قت بھی ہوگااور میں بھی اس کی تصدیل کروں گا(تم کہہ سکتے ہو كه) آب ہمارے باس اس مال میں آئے تھے كەمكەمیں بھی آپ كوجھٹلا يا جاچكا تھا اورہم نے آپ کی تصدیل کی اور آپ برایمان لائے نیز آپ ہمادے پاس بے یارومدد گارسمپری کے عالم میں آئے تھے ہم نے ہرطرح سے آپ کی مدد کی آپ کو دھنکارا جاچکا تھا ہم نے آپ کو پناہ دی،آپ محاج تھے ہم نے آپ کوغنی کر دیا،اے انسار کی جماعت محیاتم دنیا کی انسی حقیر شکی کے بارے میں خفا ہو گئے جس کے ذریعہ میں نے مجھاؤی کو اسلام سے مانوس اور قریب کرنا جایا تا کہ وہ اسلام قبول کریں اے انصار یو! سمیاتمہیں یہ پسندنہیں ہے کہ اورلوگ تو بحریوں اوراوٹوں کو لے جائیں اورتم اللہ کے رسول کو نے جاؤ؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبعنہ قدرت میں محمد کاٹیا کے جان ہے اگر ہجرت مذہوتی تو میں بھی انسار کا ایک فر دجو تا اگر سار ہے لوگ بھی گھا ٹی میں جائیں تو میں انساری گھاٹی کی طرف چلوں گا،اے اللہ انسار پر اور فرزندان انسار اوران کے بیٹوں پر رحم فرما، راوی کہتے ہیں کہ (رسول الله کاٹلیک کی اس رقت انگیزتقریرین کر) سارے انصار رونے لکے بہاں تک کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں اور کہنے لگے ہمیں اللہ اوراس کے رسول کی تقسیم منظور ہے

() سيرت النبي حصدا ول ٣٢٧

حل اختلاف کے نکات

مذکورہ واقعہ میں تنازمہ کے حل کے لئے رسول اکرم کاٹیاتی سنے انتہائی درجہ فراست کا استعمال فرمایا ہے،اس واقعہ میں آپ نے اختلاف کے حل کے لئے درج ذیل نکات پرتوجہ دی ہے:

(۱) اختلاف کرنے والوں کی آراء اور ان کے خیالات کو بغور سننے کا اہتمام اور ان کی آراء معلوم کرنے سے قبل کمی قیم کا فیصلہ صاور کرنے سے گریز ، چتا نچہ زیر بحث معاملہ میں جب صفرت سعد بن عباد ہ ٹائیلائے نے پہلے ہی دن تمام تفسیلات معلوم کیں اور ان کی با تول کو غورسے سنا ، جب سعد بن عباد ہ ٹائید سے ساری تفسیلات اور مسلہ کی نوعیت معلوم کیں اور ان کی با تول کو غورسے سنا ، جب سعد بن عباد ہ ٹائید سے ساری تفسیلات اور مسلہ کی نوعیت معلوم کی ہوگئی تو اس کے بعد آپ نے انسار کے لوگوں کو جن کے درمیان طرح طرح کی با تیں پیدا ہور ری تھیں جمع کرنے کا حکم فرمایا تا کہ ان سے تبادلہ خیال کو باقی نتیجھا بلکہ پوری جماعت کی آراء معلوم ساحب معاملہ تھے لیکن آپ ہے ان سے تبادلہ خیال کو کافی نتیجھا بلکہ پوری جماعت کی آراء معلوم کرنے اور اختلاف کی صورت مال جانے کے ایس طرح میں اجتماعی معاملات میں اختلاف کی صورت میں اجتماعی معاملات میں اختلاف کی صورت میں تا تدیر معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف کی صورت میں تا تدیر معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف کی صورت میں تا تدیر معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف کی صورت میں تا تدیر معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف کی صورت میں تو سے دور رہنے یا فلعی پر ہونے کا فیصلہ نہ کرنا چاہتے، فی زمانہ اختلاف اس کے بارے میں سب یہ ہے کہ آج فریات مخالف کی کئی بات کو قابل احتناء بمجھا نہیں جاتا اور اس کی رائے معلوم سبب یہ ہے کہ آج فریات مخالف کی کئی بات کو قابل احتناء بمجھا نہیں جاتا اور اس کی رائے معلوم کرنے سے پہلے حکم صادر کردیا جاتا ہے۔

(۲) اس واقعہ سے دوسر اسبق بیمل ہے کہ اختلافات مل کرنے کے لیے حاکم یا قائد کو وسیع النظر اور کثاد و دلی سے کام لینا چاہئے، جب انصار کے درمیان مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں چہ می گوئیاں ہونے گیاں ہونے گائیں تو اس پر آپ رنجیدہ خاطر نہیں ہوئے اور ندان کے خلاف اظہار نارانگی فرمایا، بلکہ جب ان کامعاملہ مانے آیا تو پوری وسعت ظرفی سے کام لیا اور ان کے احمانات کا اعتراف کیا،

موجود و دورمیں کسی د وافراد کے درمیان اختلات رائے کا بھی یکی حال ہوتا ہے بحو تی وسیع الظر فی یا کشاد و دلی سے کام نہیں لیتا۔

یں اور اس است کے ملے میں اندازگفتگو اور طرز تخاطب کا بڑا اہم رول ہوتا ہے اس واقعہ میں رسول اکرم کا ٹیڈا قات کے طرف ایس اندازگفتگو اور طرز تخاطب کی نزاکت کو پوری طرح ملحوظ رکھا اس میں آپ نے ایک طرف انسار کو ان کا مقام و مرتبہ یاد دلایا، دوسری طرف نبی کی وجہ سے حاصل ہونے والی تعمتوں کی طرف بھی ان کی توجہ مبذول کرواتی، یہوہ باتیں تھیں جن سے ان کے دل بہتے گئے اور کہ الحظے کہ مارافضل واحمان اللہ اور اس کے دسول ہی کا ہے، دلول سے اختلاف اور رجمش کے بیج تکا لیے کا یہ ایک مؤثر انداز تھا۔

(٣) انصار کے معاملہ میں رسول اکرم کاٹیٹیٹے نے ایک اور گریدا پنایا کہ پہلے ان سے مسلم حقیقتوں کو منواتے رہے، اسلام سے قبل وہ لوگ ہر طرح سے گراہ محتاج اور بے حیثیت تھے، اللہ ورسول پر ایمان لانے سے وہ ہر طرح سے سر فراز کئے گئے، یدایک مسلم حقیقت تھی، حنور کاٹیٹیٹے نے انہیں یہ مارے احمانات یاد دلائے، اسی طرح اسلام کے لئے انصار کی خدمات کو بھی سراہا، یکو یاوہ نکات تھے جوسب کے درمیان متنفق علیہ تھے، اس طرح پہلے متنفقہ نکات پر بات کر کے پھر بعد میں متنازع نکات کو اٹھایا، اختلافات کے اور فر لی مخالف کو بتدریج فرم کرنے کاید ایک مؤثر اسلوب متنازع نکات کو اٹھایا، اختلافات کے اللہ مؤثر اسلوب

(۵) اختلافات کوئل کرنے کے لئے اگر متأثرہ افراد کے ساتھ ابتداء ہی میں منفی انداز اپنایا جائے آتواس سے ان میں مزید ہٹ دھرمی پیدا ہوگی اور اختلافات مجرے ہوتے چلے جائیں گے، اس لئے قائد اور حاکم کو چاہئے کہ وہ ابتداء میں متأثرہ افراد کی خوبیال بیان کرے اور مثبت طرز مخاطب اپنائے تاکہ آئندہ جم مختلف فیہ مئلہ میں ان سے بات ہونے والی ہے اس کے لئے ان کے قلوب آمادہ ہوجائیں، انسار کے معاملہ میں صنور کا اُلی ان کے ایک اسلوب اپنایا، شروع میں ان کی تعریف اور ان کے احمانات کا تذکرہ کیا، بالآخروہ رسول کے فیصلہ پر مطمئن ہوگئے۔
کی تعریف اور ان کے احمانات کا تذکرہ کیا، بالآخروہ رسول کے فیصلہ پر مطمئن ہوگئے۔
(۲) کسی بھی معاملہ میں اختلاف پیدا ہوجائے اور مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھرنے کا خطرہ

لائ ہوجائے واس کامل نکا لئے میں مجلت کرنی چاہئے، اس سلیے کہ اختلات رونما ہونے کے بعد اگر میں تاخیر ہونے گئے تو وہ اختلات مجرا ہوتا چلا جائے گا،حضرت سعد بن عبادہ شنے جب انسار کے اختلاف سے واقف کرایا تو آپ تائیلی فرری حرکت میں آئے اور انساریوں کو جمع کرنے کا حکم فرمایا، جب سب جمع ہو گئے تو ان کے سامنے مؤثر تقریر فرمائی، اطلاع کے بعدا گرتا خیر ہوتی تو مخالفین کو موقع ہا تھ لگا اور وہ ساز شیس کرکے مزید انتشار پیدا کرتے، فی زماندا ختلاف کی جوس اس سے مضبوط ہوتی جاتی ہوں کا اور کہ ان کا فرری مل نکالا نہیں جاتا۔

(2) اختلافات کے ملے سے سیجیدہ کوسششوں کے ساتھ ہر فریات کے کھلے دل سے سارے معاملات کا زیر بحث لانا بھی ضروری ہے،اختلافات کرنے والے فریات صاف صاف سارے معاملات کا زیر بحث لانا بھی ضروری ہے،اختلافات کرنے والے فریات صاف صاف سارے معاملات سامنے رکھیں اور اس تعلق سے سے پہلوکو غیر واضح ندرکھا جائے، ورنداس کے بغیر پائیدار مل کی توقع نہیں کی جاسمتی حضور ماٹیلیل نے سعد بن عباد ہ "سے جب ان کی رائے معلوم کرنی چاہی تو انہوں سنے جو کچھ دل میں صاف تھا کہد دیا کہ میں بھی اپنی قوم کا ایک فر دہوں جو وہ سوچیں گے۔ میں بھی وہی سوچوں گا،انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ حضور تاثیلی ان سے ناراض ہوجا تیں گے۔

ملح حدیبیه

اختلات کے مل کے بوی طراح کار کے سلسلہ میں دوسری مثال ملح حدیدیہ کی دی جاسمتی ہے۔ حدیدیہ کے دی جاسمتی ہے۔ حدیدیہ کے موقع پر کھارمکہ کے ساتھ جس طرح دب کرملح کی تھی تھی اس سے بیشتر صحابہ کو اختلاف خما، قریش کے ظالما عدم عابدہ سے ان کے دل تنگ ہوتے جارہے تھے، اس نازک مرصلہ میں بھی صفور کا ٹیٹی نے کامیاب طریقہ سے مل نکالا سب سے پہلے اس سلسلہ میں دورا اندیش سے حالات کا مکل جائزہ لیا دیگر لوگوں کی نگاہ تو حال پرتھی اور دب کرتی جانے والی سلح میں انہیں شکست و ذلت نظر آری تھی کین رمول اکرم کا ٹیٹی نے کا ماں سلح سے ستھبل میں حاصل ہونے والے فوائد والرات مرتب پرتھی ، آپ کا ٹیٹی نظر آ رہی تھے کہ اشاعت دین کے سلسلہ میں اس کے بڑے دور رس الرات مرتب ہوں گے اور اسلام کا بھیلاؤ ہی آئندہ مسلمانوں کی فتح کامل کا باعث سین گا، چنانچہ اللہ نے آپ کے موقف کی تائید کرتے ہوئے عدید یہ ہوئے خمین قرار دیا۔

صلح مدیدیہ کے موقع پراختلاف کرنے والے صحابہ سے نمٹنے کے لئے آپ نے پرطرز اپنایا کہ ان کے جذبات کو دبایا نہیں، بلکہ انہیں اپنے جذبات کے اظہار کی تھی چھوٹ دی اوران کے جذباتی خیالات کو سنتے رہے، صحابہ میں سب سے زیادہ حضرت عمر متاکر تھے، شدت جذبات میں وہ کہنے لگے یارسول اللہ کا ٹیکا تھا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ حضور کا ٹیکا نے جواب دیا کیول نہیں؟ ہم ضرور مسلمان ہیں پھر حضرت عمر نے سوال کیا کہ کیا مکہ کے لوگ مشرک نہیں ہیں؟ حضور کا ٹیکا نے خواب دیا کیول نہیں؟ مفر ورمسلمان ہیں پھر حضرت عمر نے سوال کیا کہ کیا مکہ کے لوگ مشرک نہیں ہیں؟ حضور کا ٹیکا نے نے معاملہ میں فرمایا کیول نہیں؟ وہ ضرور مشرک ہیں، حضرت عمر کہنے لگے تب جمیں اپنے دین کے معاملہ میں ایسی ذلت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر حضور کا ٹیکا نے بہر کر اس کی مخالفت نہیں کرسکتا اور وہ میں اللہ کا بندہ اور اس کی مخالفت نہیں کرسکتا اور وہ مجھے ہر گز ضائع نہ کرے گا۔ ()

اس گفتگو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے پر جوش صحابہ کے جذبات کو کچلانہیں بلکہ انہیں اسپنے جذبات کے اظہار کاموقع دیا، پھراخیر میں اصل حقیقت کو واضح کیا کہ اللہ کا بھی حکم ہے اور حمیں اس پر راضی رہنا چاہتے بجائے اس کے اگر آپ اس معاملہ میں صحابہ سے بختی سے نملتے تو قوی امکان تھا کہ بات آگے بڑھتی اوراختلاف مزید شدت اختیار کرلیتا۔

صلح حدیدید کے موقع پر صحابہ عمرہ کے کیے احرام باعدھ کرنگے تھے اور ساتھ میں قربانی کے جائزام باقد بھی تھے جب عمرہ کئے بغیر حدیدید سے واپس لوٹنا طئے ہوا تو آپ نے بدی ذیح کرکے احرام سے باہر آنے کا حکم فرمایا لیکن چونکہ سب بذبات سے مغلوب تھے اور سلم میں اپنے لیے ذلت محسوس کررہے تھے اس لیے کوئی اس کام کے لیے آمادہ نہ تھا ایسے میں صفرت ام سکمہ نے یہ مشورہ دیا" اخرج یاربول اللہ وابداً بما ترید فاذار و ک فعلت انبعوک' ((بخاری، حدیث ۲۷۳۲ مرسد احمد، حدیث ۱۸۹۱)) یاربول اللہ فابداً بھی سے خود سات وخرکا عمل شروع کے تھے اور احرام سے نکل احمد، حدیث ۱۸۹۱) یاربول اللہ فابداً بھیں گے تو دستی وخرکا عمل شروع کے تھے اور احرام سے نکل استی کی امتاع کرنے گئیں گے ، حضور طائع آئے نے اس کی بیروی کرنے گئے، یہ واقعہ بتا تا ہے کہ متنازع ممائل میں ایسانی کیا اور سارے لوگ آپ کی پیروی کرنے گئے، یہ واقعہ بتا تا ہے کہ متنازع ممائل میں ایسانی کیا اور سارے لوگ آپ کی پیروی کرنے گئے، یہ واقعہ بتا تا ہے کہ متنازع ممائل میں

^() سيرة النبي تأثيلة حصداول ٢٨٠: ٢٨٠

د وسرول کےمشورہ پرغور کرنا چاہئے،بسااو قات د وسرول کےمشورہ میںمسئلہ کاحل ہو تاہیے۔

حاطب بن ابي بلتعه كاوا قعه

اختلافات اور مسائل کے مل کی تیسری مثال وہ واقعہ ہے جو فتح مکہ سے قبل صحابی رسول تا نظر خارت رسول تا نظر من منا ہے۔ بین جا ہیں جا گا ہا نہوں نے بغیر کسی فیاد نیت کے اسپینے قرابت داروں سے حن سلوک کے لائے بین جنگی راز کا افتاء کیا توکہ ان کا مقسد اسلام اور مسلما نول کو نقسان کہ بھیا ناہر گز مذتھالیکن بہر مال حقیقت کے لحاظ سے ان کا اقدام منگین تھا، اس مسلمہ سے خطور تا نظر انہوں نے خطوجیجا تھا صحابہ کو معاملہ کی پوری تھین کی ، جس عورت کے ہاتھ انہوں نے خطوجیجا تھا صحابہ کو روانہ کر کے اسے منگوایا تھی ہے بغیر ان کے خلاف ن اقدام نہیں کیا، اگر بلاتھین کوئی اقدام کیا جا تا تو مسلما نول میں انتخار پیدا ہوجا تا، پھر جب تھین کے بعدان کی خطعی پایہ شہوت کو پہنچی تو انہیں حقائق صفور تا نظر اور اسپینے دفاع کا پورا موقع دیا، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے صاف صاف بتادیا اور حضور تا نظر انہیں ہے بلکہ وہ محض مسلمان میں تو آپ تا نظر انہیں معاف کردیا، اگر محکس جا شخص جا اسٹنے انہیں معاف کردیا، اگر محکس جا سے بلکہ وہ محض مسلمان میں تو آپ تا نظر انہیں معاف کردیا، اگر محکس جا شیخ

حل اختلاف کےسات کامیاب اصول

اختلافات کے طریق کے نبوی طریق کارکوسمجھنے کے لیے ان حضرات صحابہ کی زندگی بھی سامنے کھنی چاہئے، جن کی آپ نے تربیت فرمائی، صحابہ کے درمیان اختلاف بی مہوتے ہوں بلکہ کئی مواقع پرصحابہ میں اختلاف پیدا ہوئے لیکن انہوں نے اسپینے آپسی اختلاف کو انہیں خطوط کی روشنی میں طریح ایڈ کا انڈر کا ٹائیل نے متعین فرمائے تھے، اس طرح اختلافات کے لئے صحابہ کا اختیار کردہ طریق دراصل حضورا کرم کا ٹائیل کا بی طریق ہے، اس طرح اختلافات کے اسے دسول بی

⁽⁾ سيرت حلبيه جلد سوم نعسف اول ص ۲۳۸

سے پیکھا تھا، اختلافات کے موقع پر حضرات محابرتن باتوں کو ملحوظ رکھتے تھے بابالفاظ دیگر اختلافات سے سیکھا تھا، اختلافات کے ماریناتے تھے اسے عالم عرب کے متازم نگر وعالم ڈاکٹر طائر جابر فیاض علوانی نے درج ذیل نکات میں بیان فرمایا ہے۔

ا-صحابہ کی امکانی کوسٹسٹل یہ ہوتی تھی کہ کوئی اختلاف نہ پیدا ہواس لیے مسائل اور فروعی امور میں زیاد ہ گفتگو کے بجائے بدایات رسول ہی کی روشنی میں مسائل ومعاملات کاحل تلاش تحیا کرتے تھے۔اس طرح تھی مسئلہ کاحل نکال لیا جائے تو اختلاف کی گنجائش ہی باقی نہ رہتی ، نثازع وافتراق کا توسوال ہی پیدائمیں ہوتا۔

۲- اختلاف سے فیکنے کی کوسشنٹول کے باوجود اگر کسی معاملہ میں اختلاف ہوجاتا تو وہ کتاب اللہ اللہ کا مناسبہ کی کوسشنٹول کے باوجود اگر کسی معاملہ میں اختلاف ہوجاتا ہوجاتا ہوجاتا ہوجاتا ہے۔ متاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا گئے گئے ہے۔ ساجئم خداور سول کے سامنے وہ فوراً جھک جاتے اسے مکل طور پر سلیم کر لیتنے اور ہمیں شہاس کا التزام دکھتے۔

میں ۔ جن اموریس ، آویل ممکن ہوتی ان میں رسول اکرم کا ایکی ان کی تصویب فرماتے اور ان کے استنباط کو درست قرار دسینے ، ہرصحا بی کو بیدا حساس رہنا کہ اس کے بھائی کی رائے بھی اسی طرح درست ہوسکتی ہے، جیسے اس کی نظر میں اپنی رائے درست اور برحق ہے، بیدا حساس ہی اس بات کا ضامن ہے کہ اسپنے بھائی کا احترام کیا جائے اور منصب رائے سے دور رہا جائے۔

۵-نفسانیت سے دوررہ کراحتیاط وُتُقویٰ کی راہ اختیار کرتے جس کافائدہ یہ ہے کہ حقیقت تک رسائی فریقین کامطمح نظراوران کامقصو داصلی ہوتااوران کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت مہوتی کہ اس کااظہارخو داس کی زبان سے ہویااس کے کئی بھائی کی زبان سے۔

۲-اسلامی آداب نی رعابیت کرتے کہ نرمی کے ساتھ اچھی گفتگو کی جائے جارحانہ الفاظ اور طرز تخاطب سے اجتناب کیاجائے اور ہرا یک کی بات نیک بیتی اور دہجمعی سے سنی جائے۔ کے گفتگو کی تلخی سے حتی الامکان پر چیز کرتے ہوئے زیر بحث موضوع میں ایسی کوسشٹسٹ کرتے کہ جس سے ہرایک کی رائے میں بنجید گی اور احترام کا پہلو غالب رہے، تا کہ مخالف ہماری رائے قبول کرے بیانس کے سامنے اچھی رائے پیش ہوجائے۔

یہ وہ اصول پیں جہنیں اختلافات کے طل کے نبوی اصول کہا جاسکتا ہے صحابہ کے دور میں جن جن موقعوں پر اختلاف رونما ہوا، صحاب رسول نے انہی اصولوں کی روشنی میں ان اختلافات کا طل نکالا اس سلسلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عہد صحابہ کے اختلافات کے دو تین نمونے پیش کئے جائیں۔

رحلت مصطفیٰ کے بعد پہلااختلاف

رسول الله تالله الله تالله الله على وفات كے بعد سب سے پہلے جس معاملہ على الحقاف ہوا وہ آپ كى حقیقت وفات كے سلسله میں تھا، حضرت عمر كا اصرارتھا كه آپ تالله آپ تالله آله فات أبيس ہوئى يرخض منافقين كى الرائى ہوئى جر ہے، حضرت الوبكر آئے توانہوں نے قرآن كى آيت "و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افإن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم و من ينقلب على عقبيه فلن يضو الله شينا و سيجزى الله الشاكرين "ر آل عمران) اور آيت إنك ميت و انهم ميتون تلاوت قرمائى (زمر ۱۸)

ان آیات کاسننا تھا کہ حضرت عمر ؓ کے ہاتھ سے تلوار گڑئی اوراس کے ساتھ وہ خود بھی زمین پر گرپڑ سے عمرؓ کو یقین ہوگیا کہ رسول ٹاٹیائی کا انتقال ہو چکا ہے اورسلسلہ دی بھی منقطع ہو چکا ہے اور عمرؓ کہنے سلگے کہ بخدا گویا میں نے ان آیتوں کو بھی پڑھا ہی نہیں ۔()

اس کے بعد دوسرااختلاف اس میں ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ کسی نے سجد نبوی کی رائے دی بھی نے کہا کہ دیگر صحابہ کے ساتھ آپ کو دفن کیا جائے، استنے میں حضرت ابو بکڑ نے کہا

^() سيرة مصطفىٰ جلد ۳ ص ۱۷۷

کہ میں نے رسول اکرم ٹاٹیا تھا کو یہ فر ماتے ہوئے سنا کہ: ''ماقبض نبی اِلا دفن حیث قبض' ہر نبی کی تدفین و ہیں ہوتی ہے جہاں اس کی روح قبض ہوئی ہو، یہ سننا تھا کہ صحابہ نے اس بستر کو اٹھایا جس پرآپ کا انتقال ہوا تھا اورو ہیں آپ کی قبر بنائی تھئی۔ ()

امت مسلمه كانازك اختلاف

ر سول اکرم ٹاٹلالٹے کی وفات کے بعد سب سے نازک گھڑی اس وقت آئی جب خلافت کامسئلہ بيدا ہوا، ابتدائی عالات سے تو ایسامحسوس ہور ہا تھا کہ امت انتثار کا شکار ہوجائے گی، انصار سقیفتہ بنوساعدہ میں اسپینے سردارول کے ساتھ مجلس کرنے لگے،حضرت ابوبکر وعمرؓ وہال پہوینے،ان کا خطیب اسی خلافت کے معاملہ میں تقریر کررہاتھا جس میں انصار کی خوبیوں اورخلافت کے لیے ان کی قابلیت کا ذکر کیا جار ہاتھا، اس کی تقریر ختم ہونے کے بعد حضرت ابو بکڑ کھڑے ہو گئے، ابتداء میں انسار کی خوبیوں کا منصر ون اعتراون کیابلکہ جوفضائل ومناقب چھوٹ گئے تھے ان کا بھی ذکر کیا پھر فرمایا: ''معاملہ صرف مدینہ منورہ کا نہیں ہے، آج جزیرۃ العرب پر اسلام سایڈ گئ ہے، مدینہ میں بیٹیم مہاجرین اسپینے انصار بھائیوں کی قضیلت و برتری کااعترات کرتے ہوئے انہیں متحق خلافت مجھ لیں جب بھی بقیداہل عرب غیر قریش کی خلافت تسلیم نہیں کرسکتے اور جب تک ہماراا حجاد برقر ارجیس رہے گااس وقت تک ہم جزیرۃ العرب سے باہر دعوت اسلام نہیں پھیلا سکتے ،اسلام کے عروج وافبال، دلوں کی ہم آہنگی اور مکل احجاد وا تفاق اور دعوت کاتسلسل باقی رکھنے کے لئے کوئی قریشی خلیفہ جونا ضروری ہے،اس کے بعد آپ نے عمر فاروق ٹاٹنداور عبیدہ میں سے عمی ایک کے انتخاب کی دعوت دی مضرت عمر شنے کہااس انتخاب کے علاوہ آپ کی ہربات جمھے بہندآئی میرے تحسی اقدام سے میری گردن ماردی جائے جس سے مجھ پر توئی گناہ عائد نہ ہویہ میر ہے نز دیک اس سے ہیں زیادہ بہتر ہے کہ مجھے ایسی قوم کا حکمرال بنایا جائے جس میں ابو بکرجیسی عظیم شخصیت ہو، پھر انصار كاايك اورخطيب الحركر كهنے لكا اسے قريش! ايك امير جمار ااور ايك امير تنهارا جونا چا ہے بمر ﴿

() سيرةٍ معطفيٰ ١٨٤٨ (

کہتے ہیں کہ اس تجویز کے بعد چہ می محو تیاں بڑھ گئیں قریب تھا کہ انتشار و تنازع پیدا ہو، میں نے ابو بکڑ سے کہا آپ ہاتھ بڑھا ہے، انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی پھرمہاجرین نے اور انصار نے بھی بیعت کی۔

ان واقعات سے اجتماعی معاملات میں اختلاف کے طل کا نبوی طریات کارصاف جھلکتا ہے، صحابہ نے انہی خطوط پر اختلافات کومل کیا جورسول اکرم کا ٹیٹیٹی نے انہیں سکھائے تھے، یہ صرف چند نمونے میں وریداس طرح کی اورمثالیس دی جاسکتی میں۔

فروعي مسائل ميس اختلاف كاحل

اختلاف کی دوسری قسم وہ ہے جو دین وشریعت کے فروگ مسائل میں پائی جاتی ہے، فی زمانہ اس نوعیت کے اختلافات عروج پر ہیں، اور لوگ مجتہد فیہ فروگ مسائل کوحی و باطل کے معیار پر جانجتے لگے ہیں، جتی کہ فروگ مسائل کو بنیاد بنا کر ایک دوسر ہے کی پیخیر بھی کی جارہی ہے، معیار پر جانجتے لگے ہیں، جتی کہ فروگ مسائل کو بنیاد بنا کر ایک دوسر ہے کی پیخیر بھی کی جارہی ہے، خروگی اختلافات سے بیاو جود ال کے دل آپس میں شخص کی سے بیارہ ہوائے ہیں بنایا، اختلاف کے باوجود ال کے دل آپس میں ملے رہتے تھے، علامہ ابن تیمیہ فروگ مسائل میں اختلاف کے موقع پر صحابہ کے طرز عمل پر روشنی دالتے ہوئے کھتے ہیں'صحابہ اور تابعین اور تیج تابعین جب کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تھے اور وہ مشورہ اور خیر تو ایک کے حکم ''ففورو اللی اللہ'' (مورہ زاریات: اس) کی اطاعت کرتے تھے اور وہ مشورہ اور خیر تو ایک ہوتا تھا و تیس میں محب بھی مسئلہ میں بحث و مباحثہ فرماتے تھے، اور بھی ان میں محبی میں تو بے شمارا ختلاف تات واقع ہوتا تھا، احکام میں تو بے شمارا ختلافات واقع ہوتے ہیں اگر ایسا ہوتا کہ جب بھی دومسلمان میں اختلاف ہووہ دونوں ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیتے تو بھرمسلمانوں کے درمیان بھائی جارگی باتی ندر ہتی ۔

کی صحابہ کے درمیان بے شماراختلا فات ہوئے کیکن انہوں نے طریقہ نبوی کی روشنی میں اختلا فات کو رہیاں اسلامی کی روشنی میں اختلا فات کو رنجش اور ناجاتی کا مسئلہ نہ بنایا،حضرت عمرؓ وابو بکرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان کئی

فروی مسائل میں اختلاف تھا، ابن مسعود اسپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے درمیان کرلیتے تھے اور گھٹنوں پر رکھنے سے منع کھٹنوں پر رکھنے تھے، اور درمیان میں رکھنے سے منع فرماتے تھے، اور درمیان میں رکھنے سے منع فرماتے تھے، اگرکوئی شخص ابنی ہوی سے بہے انت علی حرام "تم مجھ پرحرام ہوتو ابن مسعود "فرماتے تھے کہ یہ تھے کہ یہ تھے کہ یہ ایک طلاق ہے۔

علامہ ابن قیم ؓ کے مطابق ان کے درمیان سوسائل میں اختلاف تھا کیکن استینے سادے مسائل میں اختلاف تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسائل میں اختلاف کے باوجود آپسی احترام اور تعلق خاطر کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ تشریف فرما تھے استینے میں ابن مسعود ؓ آئے آپ کو آئے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے فرما یاعلم وفقہ سے بھری ہوئی شخصیت اور ایک روایت کے مطابق علم سے ایسے بھرے ہوئے کہ میں اہلِ قادسیہ پر انہیں ترجیح دیتا ہوں ۔

رسول اکرم کا الی کے موجود گی میں صحابہ کا فروی مسائل میں اختا اس لیے نہیں تھا کہ سارے معاملات و مسائل سحابہ آپ سے رجوع کر کے لی کرلیا کرتے تھے ، صحاب فروی مسائل میں اجتہاد کرتے تو اگران کا اجتہاد صحیح جو تا تو آپ اس کی تصویب فرماتے ورد میں حکم بیان فرماتے ، اس سے اختلاف کی بنیاد ختم ہوجاتی رسول اکرم کا تیات کی ندگی میں مسائل میں اختلاف کی دو مثالیں بہت نمایاں میں جن سے فروی مسائل میں اختلاف کے دو مشائل میں اختلاف کے میاک میں اختلاف کے میاک اس میں اختلاف کی دو میں بہت نمایاں میں جن سے فروی مسائل میں اختلاف کے میاک میں مسائل میں اختلاف کے میاک انہوی طریات کا رجم العصو الا فی بنی قویظہ "بنی قریظہ آنے سے پہلے کوئی نماز عصر اداد کرے ، جب راست ہی میں عصر کا وقت آسی او بعض صحابہ نے تہا دیار بنی قریظہ سے پہلے ہم نماز عصر نہیں پڑھ سکتے اور کچھ نے کہا کہ سے کئی اور پڑھ کی سے کئی باز پرس نے گیا۔ اس واقعہ میں صحابہ کو "لایصلین احد سے العصر الا فی بنی قویظہ " سے بھی باز پرس نے گیا۔ اس واقعہ میں صحابہ کو "لایصلین احد سے العصر الا فی بنی قویظہ " عضوص کے سے بھی باز پرس نے گیا۔ اس واقعہ میں صحابہ کو "لایصلین احد سے العصر الا فی بنی قویظہ " میں سے کئی کا استنباظ کیا رسول اکرم کا انتظاف ہوا ایک فریات نے ظاہر نص پڑمل کیا اور دوسرے نے ص

⁽⁾ بخارى جحد بن اسماعيل البحارى بحتاب المغازى ج٢ص ٥١٩

عمروبن عامر کا ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوۃ ذات السلال کے موقع پر ایک سر درات مجھے احتلام ہوا، اگر میں مل کرتا تو ہلاکت کا خطرہ تھا، اس لیے تیم کر کے جماعت سے فجر کی نماز پڑھ کی ممیرے ساتھیوں نے جب بنی کریم کا تظرہ تھا، اس کاذکر کیا تو آپ نے فرمایا عمروحالت جنابت میں تم نے جماعت سے نماز پڑھ کی میں نے عض حال کیا اور یہ آیت پڑھی 'ولا تعموا انفسکم ان اللہ کا ان بکم رحما'' (نسام) اور اپنی جانیں قل نہ کرو بے شک اللہ تعالی تم پرمہر بان ہے یہ من کر آپ ہمنے لگے اور کچھ نہیں فرمایا۔

سيرت رسول سي النيرية اورانساني حقوق

بعث سے قبل انسانی حقوق کوجی طرح پامال کیاجا تا تھا وہ ایک سنسی فیز داستان ہے جان
ومال اورعرت وآبر و ہر چیز خطرے بیس تھی ہر طرف انسان نما ہیٹر پول کا دائ تھا معمولی ہی با تول
پرجنگول کا سلمہ شروع ہوجا تا تھا، سفا کیت و ہر ہریت کا ندگا ناج تھا ایسے مہیب سنائے میں فاران
کی چوٹیول سے ایک آفاب عالمتاب نمو دار ہوا جس کی ضیاپاش کرنول سے سارے عالم میں ایک نیا
سویرا طلوع ہوا، دم تو ٹرتی انسانیت میں جان آگئی قلم و ہر ہریت کی گھنگور گھٹا کی چھٹی چگ گئیس اور
پہلی مرتبدانسان اسپ حقوق سے آتھا ہوسکا، قبل اس کے کہ ہم آپ گائیل کے ارشادات کی روشنی
میں ان تمام حقوق پر سرسری نظر ڈالیس جن سے آپ نے بہت پہلے انسانیت کو آشا کیا تھا، مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دور عاضر میں انسانی حقوق کی ارتقائی تاریخ کا مختصر جائز ہ لیس تا کہ یہ حقیقت
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دور عاضر میں انسانی حقوق کی ارتقائی تاریخ کا مختصر جائز ہ لیس تا کہ یہ حقیقت
کمانسانی حقوق کے جس کھو کھلے تصور تک و ہا چھٹی ہے اس سے کہیں زیادہ جامع تصور محدع بی گائیل کے انسانی حقوق کے درسال قبل پیش کہا تھا۔

کہانسانی حقوق کے جس کھو کھلے تصور تک و ہا تھٹی ہے اس سے کہیں زیادہ جامع تصور محدع بی گائیل کے انسانی حقوق کے درسال قبل پیش کہا تھا۔

نے چو درسال قبل پیش کہا تھا۔

حقوق انساني كاارتقاء

صنعتی انقلاب کے آغاز سے مغرب میں حقوق انسانی کا شعور پیدا ہوا مغربی ادیں اور مختلف دانشوروں نے زبان وادب کے ذریعہ اس فکر کا خوب پروپیجنڈ و کیا کہ انسان سے بھی مختلف دانشوروں نے نے چند فطری حقوق ہوتے ہیں جن سے کسی بھی فرد کو عمروم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چناخچہ ان حضرات کی سلس کو سختوں کے نتیجہ میں انسانی حقوق کا منشور ۱۹۸۹ء میں نمودار ہوا، اورانقلاب فرانس کا اہم جز قرار پایا اس میں قوم کی حاکمیت، آزادی ، مساوات اور ملکیت ہیں جو اور ایکی حدتک وہ تمام حقوق کو غیر و کا اثبات کیا محیاتھا، پھر امریکہ میں جو ترامیم کی گئیں ان میں بڑی حدتک وہ تمام حقوق گئوائے جو برطانیہ فلسفہ جمہوریت پرمبنی ہو سکتے تھے، پھر تدریجاً حقوق انسانی کا دائر و وسیح حقوق گئوائی حقوق انسانی کا دائر و وسیح حقوق گئوائی حقوق کے متعلق جو تا چلا محیاتی حقوق کے متعلق حقوق کے متعلق

قرار دادیں پاس کی گئیں،بالآخر مالمی منشور حقوق انسانی سامنے آیا، ڈسمبر ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک ریز رویشن پاس محیاجس میں انسانوں کی نسل بھٹی کو ایک بین الاقوامی جرم قرار دیا گئیا، ۱۹۲۸ء میں نسل بھٹی کے انسداد کے لیے ایک قرار داد پاس کی تھٹی اور ۱۲/جنوری ۱۹۵۱ء میں اس کانفاذ ہوا۔

موجود ہ انسانی حقوق حقیقت کے آئیبنہ میں

دور حاضریس انسانی حقوق کے ارتقاء کا جوسر سری جائز وسطور بالامیں لیا محیا ہے اس سے سب سے پہلے تو یہ بات مجھ میں آتی ہے کہ مغرب میں حقوق انسانی کے تصور کی دو تین صدیوں سے پہلے وئی تاریخ نہیں ہے جبکہ محد عربی ماٹیا اللہ نے چودہ سوسال پہلے مدسر ف یہ کہ حقوق انسانی کا ایک جامع تصور انسانیت کے سامنے پیش سمیا بلکہ ان توعملی جامہ پہنا کر ایک صالح معاشر و توجنم دیا، مغرب کاید پروہ پیجنڈہ کیسب سے پہلے اسی نے انسانی حقوق کی رعابیت کے مثالی نمونے دیکھے گئے تحے،علاوہ ازیں موجود ہ عالمی تناظر میں حقوق انسانی کی اہمیت ایک نظریہ سے زیادہ نہیں ہے جن مغربی مما لک نے منٹورحقوق انسان کی داغ بیل وُالی تھی اور پہلی مرتبہ ساری انسانیت کو انسانی حقوق سے آمٹنا کرنے کا دعویٰ تھیا آج و ہی مما لک حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں میں پیش پیش نظر آتے ہیں، چنا تجھ آتے دن ان مما لک میں جرائم پیشد افراد کی شرح میں اضافہ ہی ہوتا جار ہاہے، بالخصوص گذشۃ چندسالوں سے عالمی حقوق انسانی تعظیموں کی جور پورٹیس منظرعام پرآرہی بیں وہ اُنتہائی مدتک افسوسنا ک ہیں،۱۹۹۷ء میں دنیا کے صرف ۳۵/ممالک میں (۱۷۵۸) سیاسی مخالفین کاصفایا تحیا جاچ کا ہے، ہر ہفتہ پختلف امراض اور قذائی تقص کے مبیب ۲۵۰ بیچے موت کی آغوش میں مطلے جاتے ہیں، ساری دنیا کی ۸۸۰ ملین آبادی آج بیروزگاری کا شکار ہے گذشة دیں سالوں کے دوران پندر ملین سے زیادہ افراد جنگوں کی نذر ہو چکے بیں اور جاملین سے زیادہ زخمی اور بارہ ملین سے زیادہ بیجے عربیب الوطنی کی زندگی گزاررہے ہیں، صرفت جنوبی افریقہ میں ۱۹۹۳ء میں (۳۳۶۴) افراد سیاسی تشدد کے نتیجہ میں قبل کئے گئے، پھرید کہ مغرب کا حقوق انسانی فلسفہ صرف اس کے مفادات کے ارد گرد کھومتا ہے چنانجیہ عالمی سطح پر پیش آنے والے سیاسی انقلابات مغرب کے دو ہر ہے موقف کا بین ثبوت پیش کرتے ہیں بوسینانسل کھی کے سلسلہ میں اقوام متحدہ ،امریکہ اوراس کے صلقول نے خون خوارسر بول کو تھی چھوٹ دیے کرجس مذہبی عداوت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کا ثبوت پیش کیا ہے۔

انساني حقوق اورتصورآخرت

اس وسیع پیمانے پرحقوق انسانی کی خلاف ورزیوں کے جہاں اوراساب میں ان میں ایک بنیادی سبب حقوق انسانی کے نفاذ کے لیے کسی داخلی قوت نافذہ کا فقدان ہے، نتیج آحقوق انسانی ایک نظریہ بن کررہ محیا ہے،جس کاعملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے،کین محمد عربی ٹاٹٹالیز نے حقوق انسانی کے صحیح نفاذ اور ان کوعملی زندگی ہے سر بوط کرنے کے لیے حقوق انسانی کو فکر آخرت ہے جوڑ دی<u>ا</u>، جتانجے مدیث سے شغف رکھنے والا ہر تنخص مطالعہ مدیث کے دوران پیمسو*س کرے گا کہمح*د عربی ٹاٹیا نے جہال کہیں انسانی حقوق کے سلسلہ میں کچھ فرمایا ہے اس کے ساتھ اخروی جزااور سزاءاورخوف خدا کی سراحت بھی کر دی ہے جس کی و جہ سے انسانی حقوق کامسّلہ دین کااہم جز قرار یا یا محد عربی سی اللی کی تعلیمات کامکل نصف حصه وه ہے جوصر ون بندوں کے حقوق سے متعلق ہے جن کے بغیر دین ناقص رہ جاتا ہے نیز حقوق کے معاملے میں آپ ٹاٹیلٹر نے می طرح کے تسامل کو بر داشت نہیں تمیا بلکہ بعض حقوق کے سلسلہ میں تو بیباں تک تائمید فرمائی کہ ان کی ادائیگی کے بغیرایمان ہی معتبر مذہو گاچتا نچہ پڑوی کے حقوق کے سلسلہ میں آپ ٹاٹیلٹے سنے دوٹوک انداز میں فرمایا که' و متعص مومن نبیس ہوسکتا جس کا پڑ وسی اس سکے شریسے محفوظ مذرہے'' پیداوراس جیسے سینکڑول ارشادات میں جو بندول کے اندرانسانی حقوق کی رعابیت وحفاظت کی ایسی اسپرٹ پیدا کرتے ہیں جس کے بعد بندہ ازخود انسانی حقوق کا محافظ بن جا تا ہے کیکن یہ بات مغربی حقوق انسانی نظام میں اس لیے پیدانہیں ہوسکتی کہ وہ آسمانی بدایت سے اپنارشۃ کاٹ چکا ہے اس کے باس کائنات کی حقیقت ایک ماده سے زیادہ ہیں چنا نجداسی مادی رجحان کے فلبہ نے اس دور کو رومانی حقائق اور معنوی اقدارسے دور کر دیاہے۔

حقوق انساني كاجامع تصور

مغرب نے انسانی حقوق کا جوتصور پیش کیاہے وہ انتہائی ناقص تصور ہے ہیں وجہ ہے کہ وہ زندگی کے مختلف شعبول پر اثر انداز ہونے سے عاجز ہے یہ عجیب بات ہے کہ مغرب انسانی حقوق کی رٹ لگا تے تھکتا نہیں، جبکہ اس کے اقتصادی نظام اورسر مایہ دارانہ فلسفہ کی بنیاد ہی حقوق انسانی کی یامالی پر دکھی محکی ہے تاہر ہے کہ ایک محضوص طبقہ کے پاس مال و دولت کے مجمد رہنے سے کمزور طبقے بے روزی کا شکار جوجاتے ہیں، سرمایہ دارانہ نظام کی اس لعنت نے آج انسانی معاشرہ کے لاکھوں افراد کو خط افلاس کے بیجے کی زندگی گذارنے پر مجبور کردیا ہے کیکن محمد عربی ٹاٹیلٹے نے حقوق انسانی کا ایک ایسا مربوط نظام پیش کیا ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر اثر اعداز ہونا ہے اسلامی قوانین کے نفاذ کے بعدد ولت چند ہاتھوں سے ممٹ کرہیں رہ حتی ،اس لیے کہ زکو ہ کے ذریعد سالانہ آمدنی کا ڈھائی فیصد حصد غریبوں کے لیے مخصوص کر دیا جا تاہے، پھراس پرمستزادیه که محمد عربی ٹاٹیلیج نے ذخیرہ اندوزی کی سخت ممانعت فرمائی نیزسودی لین دین کوحرام قرار دیا، جس کے ذریعہ غریبوں کااستحصال کیا جا تاہے ساتھ ہی اجارہ داری کرنے والا سکنہگارہے[۔] فرما کراجارہ داری کا خاتمہ فرمایا جبکہ مغربی سرمایہ دارانہ نظام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے شدید کارو باری مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے،جس کی وجہ سے چھوٹئے چھوٹے کارو باری تباہ ہوجاتے ہیں اس طرح اگر حقوق انسانی کے جامع تصور کو سامنے رکھ کر اشتر اکی نظام کا جائزہ لیا جائے تو وہ بھی حقوق انسانی کا کامل پایداری سے ماجز نظر آتا ہے،اس لیے کہ ذاتی ملکیت سے محروم کرنا دراصل اس کے فطری حق کو پامال کرناہے بھانا، کپر ااور مکان ہی انسان کی بنیادی ضرور تیں نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ انسان کے بعض فطری جذبات بھی ہوتے میں جن کی چھمیل کے بغیروہ حقیقی آزادی سے بہرہ ورہیں ہوسکتا۔

انسانی حقوق میں فرد اورمعاشرہ کی رعایت

اشترا کیت اورسرمایه داری کی بنیادی کمزوری په ہے که دونوں فرد اورمعاشره کے درمیان

توازن برقرار رکھنے سے قاصر ہیں چانچہ سرمایہ دارانہ نظام فرد کے حقوق اور ان کے تقدس کو اس قدراہمیت دیتاہے کہ جس سے اجتماعی اورمعاشرہ کے حقوق فرد کی بھینٹ چردھ جاتے ہیں اور محض ایک شخص کی ذاتی منفعت کی خاطر سارا معاشرہ بنیادی حقوق سے محروم ہوجا تا ہے جبکہ سرمایہ دارانہ نظام کے بالکل برعکس اشتر اکیت ہے جواجتماع کواصل بنیاد قرار دیتی ہے جس سے ہٹ کر آزاد فرد کا کوئی وجود نہیں ، چنانچہ اشتر اکبیت افراد سے ذاتی ملکیت کے تمام حقوق چھین کیتی ہے اس طرح اشترا کی نظام اجتماعی اورمعاشرہ کے نام نہاد تحفظ کی خاطرانفرادی حقوق کے یا مال کرنے کارواد ارہے،لیکن محد عربی ٹاٹیلٹے کا پیش کردہ انسانی حقوق کا نظام ان دونوں سے بالكل مختلف ہے، وہ مذفر د کی خاطراجتماعی حقوق سےصر ون نظر کر تاہے اور بنداجتماعی حقوق کی خاطر فرد کو بےبس بنادیتا ہے بلکہ ان دونول کے درمیان ایسا توازن پیدا کرتا ہے جس سے دونول طرح کے حقوق کا کامل تحفظ ہوتا ہے، اس تفصیل سے یہ بات کھل کرسامنے آگئی کہ موجود ہ حقوق انسانی محض ایک کھوکھلانعرہ ہے جس کی حقیقت کی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں ہے ہی وجہ ہے کہ مغرب شدید پروپیگنڈہ کے باوجود انسانی حقوق کے تحفظ میں پوری طرح ناکام ہے، جبرت کی بات ہے کہ آج ہرطرف انسانی حقوق کے نعروں نے پارلیمنٹ کے ایوانوں کو کرزاد یا ہے اور انسانی حقوق کے راگ الا پناد ورماضر کافیش بن چکا ہے کیکن پھر بھی انسان ایسے آپ کوغیر محفوظ یار ہاہے، ہرطرف انسانی حقوق کو بری طرح یا مال کیا جار ہاہے اور نیادن ایک نتی واستان الم کے سا تقطلوع ہور ہاہے اس گفتگو کے بعد اب ہم ایسے مقصو داسلی کی طرف لوٹے ہوئے محد عربی ٹاٹھا کھ کی ا مادیث کی روشنی میں ان تمام حقوق کوعلی ائتر نتیب بیان کرتے ہیں جن کے بارے میں عام طور پر يه تصور بايا جاتا ہے كه يه مغرب كى ايجاديں ويسے تو اسلام ميں انسانی حقوق كى ايك طويل فہرست ہے جس کاا ماللہ د شوار ہے تاہم بعض بنیا دی حقوق اختصار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

تحفظ جان پاحق زندگی

ہر شخص کو زندہ رہنے کا حق ہے اور بیرحقوق انسانی میں سب سے پہلا اور بنیا دی حق ہے اس

لیے کہ جان انسان کا سب سے قیمتی اٹانہ ہے اس کے اردگرد زندگی کی سرگرمیاں تھوئی ہیں جمد عربی کاٹیائی نے نے وحق در تدوں کو عربی کاٹیائی نے نے وحق در تدوں کو انسانی جان کا احترام سکھا یا اور ایک جان کے قل کو ساری انسانیت کافل قرار دیا نیز جے کے بین الاقوامی اجتماع کے دن ساری انسانی جان کو طاب کر کے انسان کے بنیادی حقوق کا اعلان کیا اور تی ذندگی کو سب پر مقدم کیا نیز ایک مدیث میں انسانی جان کو گناہ کبیرہ قرار دیا، حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ درول اللہ کاٹیائی نے فرما یا کہ سب سے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھ بنانا کہی جان کو مارنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گو ابی دینا () دوسری مدیث میں محمد عربی بنانا کہی جان کو مارنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گو ابی دینا () دوسری مدیث میں محمد عربی بنانا کی خافرمارا والدین کی خافرمر نے والے مسلمان کوشہید قرار دیا چنا نے آپ کاٹیائی نے فرمایا ''جواپنی جان کی خافرمارا گیاوہ شہید ہے''۔ (۲)

تحفظ مال

^{()&}quot;ا**لاشراك بالله وعقوق** الوالدين، وقتل النفس، و الكالزور" (بخارى باب ماقيل في شهادة الزور حديث٢۶۵٣)

⁽۲)ومن قتل دون نفسه فهو شهید (مسند الحارث، باب ماحاء فیمن هو شهید حدیث۶۳۶) (۳)واعراضکمعلیکمحرام (بخاری باب تجة الوداع مدیث:۳۲۰۹)

انسانی معاشرہ بھران کا شکار ہوسکتا ہے، اس سلسلہ کی سینکڑوں احادیث متابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔

تحفظ ناموس

جس طرح حق زندگی اور تحفظ مال انسان کے بنیادی حقوق بی اسی طرح عوت وآبروکا تحفظ بھی انسان کا بنیادی حق نئی اور تحفظ مال انسان کے بنیادی حقوق بی اسی طرح حق اندازی کا بنیادی حقوق کو یکجا طور پر ذکر فرمایا جس کا حجة الو داع کی روایات سے بخوبی اندازه لگایا جاسکتا ہے ایک حدیث میں فرمایا کہ بدترین قسم کی زیادتی می مسلمان کی عورت پر ناحق ہاتھ ڈالنا ہے، زنا سے ممانعت اوراس پرسنگماری کے احکام ناموس بی کی خاطر ہیں، ایک دوسری حدیث شریف جس کے داوی حضرت ابو ہریرہ تا ہیں فرمایا کہ ہم مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی یہ چیزیں حمام ہیں، اس کا مال، ابو ہریرہ تا ہی عورت و آبرواوراس کا خون، آدمی کے برا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اسپینے مسلمان مجاتی کی خوت و آبرواوراس کا خون، آدمی کے برا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اسپینے مسلمان مجاتی کو پیچی نظر سے دیکھے۔ ()

حق مساوات

محد عربی التالی نے دنگ اوس قرمیت و وطنیت اوراو خی بی کے سارے امتیازات کا کیسر فاتمہ کر کے ایک عالمی مساوات کا آفاتی تصور پیش کیا آپ ٹاٹیا نے کہ اس پیغام کے بیچے دکوئی ساسی استحصال مقصود تھا اور نہ ہی یہ انقلاب کسی مشمک کا نتیجہ تھا اس کے برخلاف آج یورپ سے مساوات کی جو آواز یں اٹھ رہی ہیں وہ دراصل عوام اور حکمرال طبقہ کی شمکش کا نتیجہ ہیں جس کی بنیاد پر نہ کوئی آفاقیت کا علمبر دارسماج وجود میں آسکتا ہے اور نہ مساوات اور نابرابری کی لعنت سے انسانیت پوری طرح سجات پاسکتی ہے محد عربی ٹاٹیا کی گیا جا جا گیا ہے ہیش کردہ مساوات کے آفاقی تصور کا انسانیت پوری طرح سجات پاسکتی ہے محد عربی ٹاٹیا کی اجا جا سے موقع ادر نابرابری کی تعلیمات ساوک وارشادات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، چنا نجے فتح مکہ کے موقع اندازہ آپ ٹاٹیا کی کے موقع

⁽⁾أن يعقر أحاه المسلم (مملم ياب تحريم علم المملم مديث: ٢٥٩٣)

پرآپ ٹاٹی آئے ایک اس اندن انسانیت کو خطاب کر کے فرمایا کہ 'اے لوگو! تم سب کارب ایک ہے اور تم سب کارب ایک ہے اور تم سب سے باپ ایک ہے اور تم سب سے باپ ایک ہیں تو بی کو تم ہیں تو بی کو تی برتری ہے اوکسی مجمی کو عربی کو رہے کو کسی کا لیے باپ ایک خوف خدا کے ، بیے شک اللہ تعالیٰ کے نزد دیک تم میں سب سے عربت والا وہ ہے جواس سے زیادہ ڈرنے والا ہے''۔ (')

تحفظ آزادي

ای طرح محد عربی تا تیابی نے آزادی کو انسان کابنیادی حق قرار دیااور کسی بھی انسان کو چاہوہ نسل کے اعتبار سے کننے بی اوپنے خاندان سے کیول نعلق رکھتا ہواس کی چھوٹ بہیں دی کہ وہ دوسر سے کوئی آزادی سے فروم کر سے ہر شخص خلقتا آزاد پیدا ہوتا ہے قوم نسل اور خاندانی اوپنے تیج کہ کہ تربیت کوسل بہیں کرسمتی آپ سائٹ النا نے ان لوگوں کے فی میں سخت وعید بیان فر مائی جو خلق خدا کوئی آزادی سے فروم رکھتے ہیں چتا نجے صدیث قدی میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ فر ماتا ہے کہ تین طرح کے لوگ ہیں جن کے خلاف میں مدعی بن کر کھڑا ہوں گا ایک وہ جس نے میر سے نام پر زبان دی ہواور پھر اس سے مکر کھیا، دوسر سے وہ عص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچا اور اس کی قریم مردوری پر رکھا ہواور اس سے پورا کام لیا لیکن قیمت کو کھا گیا اور تیسر سے وہ جس نے کسی آدمی کو مردوری پر رکھا ہواور اس سے پورا کام لیا لیکن اس کی مردوری پر دکھا ہواور اس سے پورا کام لیا لیکن اس کی مردوری پر دکھا ہواور اس سے پورا کام لیا لیکن اس کی مردوری دری دری دوری دری ہوئے۔

آزادی ضمیر کاحق

موجودہ متمدن قریس جو آزادی رائے کو اپنا تمدنی امتیان سمجھتی ہیں اقلیتوں اور پھوسے طبقات کو اس سے بری طرح محروم کردہی ہیں سلطانی جمہور کے اس دور میں بھی کمز ورسلیں اور سماج کے مختلف طبقات اپنی زبان پر تالا لگانے پرمجبور ہیں کیکن محمد عربی کا تظاہر کی آزادی کو منصر وف معاشرہ کے ہرفرد کا حق قرار دیا بلکہ ایک اہم ذمہداری کی جیٹیت سے ہرشخص پراس کو

()إن اكرمكم عندالله أتقاكم (شعب الايمان بمما يجب مفظ اللمان مندمديث: ٢٤٤٢)

لازم قراردیا آپ کالٹیائی کی مینکڑوں مدیثیں ہیں جومعاشرہ کے ہرفرد کو بلاامتیاز برائی سے روکنے اور فلا روی پرٹو کئے کا حکم دیتی ہیں، ایک موقع پراس ذمہ داری ہیں کو تابی کو ایمان کی کمزوری قرار دیتے ہوئے فرمایا کہتم میں سے جو کئی کئی برائی کو دیکھے قواسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر وہ میں کو ایسے قواسے دل سے براجانے اور یہ ایمان کا وہ یہ کر سکے تواسے ذبان سے روکے اور اگر یہ بھی ممکن منہ موتواسے دل سے براجانے اور یہ ایمان کا مسب سے کمزور درجہ ہے، () محمد عربی بالٹی آئے نے اظہار دائے کے حق کو استعمال کرنے کی کس قدر ترغیب دی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے آپ نے طالم حکم انوں کے مامنے حق بات کہنے کو سب سے افضل جہاد قرار دیا۔

يناه اورمعايده كاحق

اسی طرح آپ تائیلی نے ہر کلمہ کو شخص کو سیاس اور سماتی لحاظ سے بھی یکمال حقوق عطا کتے چاہے اس کا تعلق کسی بھی فائدان سے ہو چتا نچہ آپ تائیلی کی تعلیمات کی روشنی میں پناہ دیسے اور معاہدہ کرنے کا حق ہر سلمان کو حاصل ہے فرمان نبوی تائیلی کی تعلیمات کی روشنی میں پناہ دی ہما معاہدہ کرنے کا حق ہر سلمان کا حواصل ہے فرمان نبوی تائیلی ہے کہ تمام سلمان کا اور فی ترین آدمی بھی کو فی ذمہ لے مقابدہ کرلے تو وہ سب کی طرف سے ہوگا۔ نیز فتح مکہ کے موقع پر آپ تائیلی کی چھواز ادبین ام بانی شینے جب ایک مشرک کو پناہ دی تو آپ تائیلی نیاہ کو جائز قرار دیا اور فرمایا اے ام بانی شینے جب ایک مشرک کو پناہ دی تو آپ تائیلی نے اس پناہ کو جائز قرار دیا اور فرمایا اے ام بانی شینے جس کو مائیلی طرح شہریت کے حقوق کا افراد کے حقوق کا افراد کے حقوق کا کھی جبکہ جانوروں کا تحقوق کی کی جبکہ جانوروں کا تحقوق کی جبکہ جانوروں کا تحقوق کی جبکہ جانوروں کا تحقوق کی کی جبکہ جانوروں کا تحقوق کی کو جبکہ جبل کے حوالے کی کو کو کو کو کو کو کی کو کر کو کو کی کو کو کو کی کو کو کو کی کو کو کی کو کر کو کو ک

^()وذلك اضعف الايمان (مسلم باب بيان كون النهي عن المنكر من الايمان حديث ٩ ٣:)

عورتول کےحقوق

اعلان نبوت سے قبل عورت کی جو حالت تھی اس سے کون ناوا قف ہے، اس کی حیثیت سامان لذت سے کچھ زیادہ تھی حقوق تو دور کی بات عام سامان وجائیداد کی طرح اس کو وراشت میں دیا جاتا تھا بہت سے لوگول کو اس کے ستقل وجود میں تک شبرتھا جمدع فی سائی آئے انسانی معاشرہ میں عورت کے حقیقی مقام کو متعین فرمایا اور مرد کی طرح عورت کو بھی تمام انسانی حقوق عطا فرمائے اور مردول کو عورت کے مورت کے ساتھ میں نسوک سے بیش آنے کی تاکید فرمائی چنا نچہ ارشاد ہے کہ عورتوں کے ساتھ میں نسوت سے کام لو ایک اور دوایت ہے جس کے داوی حضرت عبداللہ بن عباس میں فرمایا: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جوابیت اہل وعیال کے لیے تم سب سے بہتر ہو' عباس میں فرمایا: ''تم میں بہترین کے موقع پرعورتوں کے حقوق بالتفسیل بیان کرتے ہوئے تاکید فرمائی من لو! عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہتم ان کے ساتھ بہتر سے بہتر معاملہ کروان کے بہنا نے اور کھلانے میں' ۔

غلامول كيحقوق

غلاموں کا طبقہ ہر دور میں غیر انسانی سلوک کا شکار رہاہے، اسلام سے قبل غلاموں کا بہت بڑا حال تھا محد عربی ٹاٹیڈیٹر نے سب سے پہلے قوانین اور اصول مقرر فرمائے جن سے لوگ زیادہ سے دیادہ فلاموں زیادہ فلامی کے طوق سے نکل سکتے ہیں، چنانچہ بہت سے محتا ہوں اور حکم عدولیوں کا تھارہ فلاموں کی آزادی کھی اس کے ساتھ نہایت تا تحید سے فلاموں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حن سلوک کا حکم فرمایا چتانچے حضرت ابو ذر غفاری شروایت کرتے ہیں کہ نبی کریم کا ٹیالی نے فرمایا کہ یہ تہارے بھائی جو خادم ہوگئے ہیں اللہ نے ان تو تہہارے ہاتھ تلے کردیا ہے، تو جس تھی کا بھائی اس کے تحت ہوا تو اسے چاہئے کہ اسے وہی تھانا کھلاتے جو خود کھا تا ہے اور وہی تجہوئے بہنا تے جو خود کھا تا ہے اور وہی تجہوئے کے بہنا تے جو خود کھا تا ہے اور وہی تجہوئے کے ایسے کام کا بوجھ دور دی سے اور ان پر کھی ایسے کام کا بوجھ

⁽⁾ عيد كم خيد كم الاهله (ترمذى باب في قسل از واج النبي كَاللَّا مديث: ٣٨٩٥)

الوجس كوه منه كرسكته مول توان كابا تقه بثاؤ_()

يتيمول اوركمز ورول كيحقوق

^()فإن كلفه مايغلبه فليعنه عليه (بخارى باب ماينهى من السباب واللعن، حديث ٤٠٥٠) (٢)وشربيت فيه يتيم يساء إليه (ابن ماجه باب حق اليتيم حديث ٣٢٤٩)

<u>چھٹایاب</u>

سيرت رسول سلطة إين اورتربيت واصلاح

معلم انسانيت كاطرين تزبيت

پیغمبرول کی بعثت کا بنیادی مقصد انسانوں کی تربیت ہے، قرآن مجید میں جن باتوں کو مقاصد بعثت میں شامل حیا محیا ہے، ان سب کانعلق تربیت انسانی سے ہے، سورہ جمعہ میں معلم انسانیت کُٹیکی کے مقاصد بعثت پر دوشنی ڈالتے ہوئے فرمایا گیا: ''ہو المذی بعث فی الامپین رسولامنهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمته وان كانوا من قبل لفی ضلال مبین" (الجمعة ۲) وہی خدا جس نے امیول میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے، تاکہ وہ ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھ کرستا ہے، اور ان کا تزیمیہ کرے، اور انہیں کتاب وعکمت کی تعلیم دے،اگر چہوہ اس سے پہلے ہی گمراہی میں تھے،آبیت بالا میں بعثت کے تین مقاصد ذکر کئے گئے ہیں (۱) تلاوت آیاتِ (۲) تزکیفس (۳) تغلیم کتاب وحکمت _اور یہ تینوں یا تیں کسی بھی درجہ میں تربیت سے علق کھتی ہیں، اصلاح وتربیت کے لئے پہلے آیات قر آنیدستا کر دعوت دی ماتی ہے، پھراسلام قبول کرنے والوں کی بھر پورتر بیت کرکے ان کے تلوب ومصفی ومزکی حیاجا تاہے، نیز زبیت کے لئے اسلامی احکام وفر آئض کی تعلیم بھی ضروری ہے، دنیایس جینے انبیاء کرام تشریف لاتے،سب نے تربیت انسانی کافریضد انجام دیا، چونکہ پیغمبرساری انسانیت کے مربی ہوتے ہیں،اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی شروعن سے خصوص تربیت فرماتے ہیں، ارثادنبوي تَشْلِكُ ہے:''أدبني دبي فأحسن تاديبي'' ()ميرے رب نے مجھے ادب سکھا يا اور بہترین سکھایا، ہرنبی اللہ تعالیٰ کی جانب سے تربیت یافتہ ہوتا ہے، اور اس کے اعدر انسانوں کی تربيت كى بهترين صلاحيت موتى ب، آخرى پيغمبر فاتم الانبياء تا الله كوتمام پيغمبرول برفسيلت عاصل ہے، آپ کی رسالت زمان ومکان کے صدود سے ماورا ہے، اس کئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی سیرت کو انتہائی جامع اور محل بنایا ہے، آپ معلم انسانیت اور مرئی اعظم میں، ایک كامياب مريى كے لئے جن اوصاف وخصوصيات كاپايا جانا ضروري ہے، وہ آپ كى ذات مباركه يس

() كنزالعمال في فضائل متفرقة مديث ٢١٨٩٥

بدر جهاتم پائی جاتی بین، آپ کوالله تعالیٰ نے حکمت وبصیرت، مردم شاسی وزمانه شاسی کاوافر حصه عطا فرمایا تھا۔

دنياولمي سطح كالحاظ

مربی کا کمال یہ ہے کہ وہ تربیت سارے افراد کے ساتھ یکسال برتاؤ نہیں کرتا، اس لئے کہ زیر
تربیت سارے افراد علام وعمل، سوج وفکر، اور ذہنی سطح کے اعتبار سے یکسال نہیں ہوتے ، جوجی
سطح کا ہواس کے ساتھ ویسا برتاؤ کرنا ضروری ہوتا ہے، لوگوں کی دینی سطح کو ملحوظ رکھتے ہوئے
تربیت کرنے کاایک نمونہ وہ واقعہ ہے، جے امام ترمذی اورامام ابوداؤ دی نے اپنی سنن میں ذکر کیا
ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ تائیل اپنی مبارک مجلس میں بیٹھے صحابہ کرام سے باتیں کردہ تھے کہ
استے میں ایک آدمی سجد میں داخل ہوا، اس نے پہلے دائیں بائیں دیکھا، پھر سجد کے ایک گوشے
کی طرف بیٹھا، سب لوگ اسے چرت سے تکنے گئے، کہ یہ کیا کرنے والا ہے؟ اس نے دیکھتے ، ی
کی طرف بیٹھا، سب لوگ اسے چرت سے بیٹاب کرنے لگے، کہ یہ کیا کرنے والا ہے؟ اس نے دیکھتے ، ی
اس عمل سے باز رکھیں، رسول اللہ تائیل نے انہیں روکا اور عمل سے فرمایا : اسے چوڑ دیں مت
روکیں، اعرابی پیٹاب کرکے اٹھا تو نبی کر یم تائیل نے اسے اسے بیاس بلایا، وہ آیا، آپ نے اسے
زمی سے مجھاتے ہوئے کہا: مساجد اس کام کے لئے تعمیر نہیں کی گئیں، انہیں اللہ کاذکر کرنے، نماز
زمی سے مجھاتے ہوئے کہا: مساجد اس کام کے لئے تعمیر نہیں کی گئیں، انہیں اللہ کاذکر کرنے، نماز
نرمی سے مجھاتے ہوئے کہا: مساجد اس کام کے لئے تعمیر نہیں کی گئیں، انہیں اللہ کاذکر کرنے، نماز
نرمی سے مجھاتے ہوئے کہا: مساجد اس کام کے لئے تعمیر نہیں کی گئیں، انہیں اللہ کاذکر کرنے، نماز

نہایت مختصر تصحت کرنے کے بعد آپ خاموش ہو گئے، وآد می چلاگیا، نماز کا وقت ہوا تو پھر آیا،
اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا، رسول اللہ کاٹیٹیٹ نے قر آت کے بعد رکوع فر مایا، اور رکوع سے
سراٹھا کر'سمع اللہ کن حمد ہ' کہا تو سب نے''ر بنا ولک الحمد'' کہا اعرابی نے بھی یہ الفاظ کہے، کیکن
مزید الفاظ کا اضافہ کیا: ''ائے اللہ مجھ پر اور محمد کاٹیٹیٹ جم فر ما، جمار سے ساتھ کسی پر رحم نہ کر'' نماز کے بعد
جب رسول اللہ کاٹیٹیٹ نے اسے آواز دی، تو وہ قریب آیا، معلوم ہوا کہ یہ وہ ی آد می ہے جس نے کچھ
دیر پہلے سجد میں بیٹا ب کیا تھا، آپ کا اس کے ساتھ برتاؤ، اور آپ کا ناصحانہ انداز اس پر اتنااثر کر

⁽⁾إن هذه المساجد لاتصلح لشيء من البول (مسلم باب وجوب غسل البول حديث ٢٨٥)

گیا تھا کہ وہ آپ کی مجست کا امیر ہوگیا تھا،اور آپ سے اس کو اس قدر مجست ہوگئی کہ وہ چاہتا تھا کہ اس کے اور رسول اللہ کاٹلیٹیٹر کے علاوہ کسی پر رحمت نازل منہ ہو، آپ نے اسے تعلیم دسیعے ہوئے فرمایا: ''تم نے ایک وسیع شئی کو تنگ کردیا۔ ()

قرمایا: ''تم نے ایک و تیج سی قوتنگ کر دیا۔ ()

اس واقعہ سے معلم انسانیت کی تربیت کی خوبی جملحتی ہے، پیٹاب کرنے والا ایک اعرائی تھا، اس سے جب یہ ترکت ہوئی تو فوراً بھانپ گئے کہ یہ دینی اعتبار سے معمولی سطح کا آدمی ہے، چنا نچہ اس کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کیا اور اسے سخت سسست کہنے ہے بچائے فرمایا : کہ دیکھو مساجد نماز اور تلاوت کے لئے ہیں، اور بہال گندگی نہیں کی جاتی، اگر ایک تربیت یافتہ قدیم مسلمان کی طرح آپ اسے ڈاغٹے تو وہ آپ سے متنفر ہو کر چلا جا تا ہو ابٹہ جب اسے رو سے کے لئے دوڑ پڑے تو وہ تھی اسے دو کا جا تا تو وہ چول کہ پیٹاب شروع کر چکا تھا، اس لئے لوگول سے ڈر سے ہوئے مسجد میں ادھر ادھر دوڑ تا، اور پوری مسجد آلو دہ ہوجاتی، یا پھر درمیان میں پیٹاب روک لیتا تو پیٹاب کا عاد ضدلاحتی ہوسکتا تھا۔

حن تربیت کاایک اورنمویه

معلم انسانیت کے حن تربیت کا ایک اور نموندملاحظ فرمائیے:

معاوید بن حکم جنگل میں بکریوں کے دیوڑ کے ساتھ رہتے تھے، نبی کاٹیآئے کی کیس میں ماضر ہوا کرتے تھے، ایک دن مدینہ آئے اور رسول اللہ تاٹیآئے کی کیس میں بیٹھ گئے، اس وقت آپ سحابہ کو بتلارہ سے تھے کہ اگر کسی کو جھینک آجائے، اور وہ الحمد للہ کہ تو سننے والے کو یرحمک اللہ کہنا چاہئے، معاویہ یہ بات س کر خصت ہوئے، اور چند دن بعد مدینہ آئے، اور سجد نبوی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ نبی ساٹی آئے نمازیڑ ممازیڑ مازیڑ ھارہے ہیں، معاویہ جی نماز میں شامل ہو گئے، دوران نماز کسی کو چھینک دیکھا کہ نبی ساٹی کی نسیحت یادھی، انہوں بلند آواز سے یرحمک اللہ کہد دیا، ان کی اس حرکت سے نمازیوں کو خالی داتھ ہوا، اور سب لوگ تیزنگہ سے انہیں تاڑ نے گئے، معاویہ نے لوگوں کو اپنی نمازیوں کو اپنی

^()لقدحجرتواسعا (بخارى بابرحمة الناس والبهاثم حديث ١٠١٠)

طرف تیزنگا ہوں سے دیکھتے ہوئے پایا، تو پر بیٹان ہو کرکھا : پائے میری مال کی بربادی! تم لوگوں کو کیا ہوا میری طرف کیا دیکھتے ہو؟ لوگ پاتھوں سے زائو ل برمار نے گئے، کہ فاموش ہوجا بیں وہ فاموش ہوگئے، رسول الدُکھٹے ہی الوگ بی بیٹی پڑی تھی لیکن آوازنی تھی، اس کئے بھیاں نہیں سکے، شرابے کی آواز آپ کے کانوں میں بھی پڑی تھی لیکن آوازنی تھی، اس کئے بھیاں نہیں سکے، آپ کھٹٹے ان از آپ کے کانوں میں بھی پڑی تھی لیکن آوازنی تھی، اس کئے بھیاں نہیں سکے، آپ کھٹٹے انہاں نہیں اپنا ہوں وہ ڈرتے ہوئے قریب آئے، جانے رسول الدُکھٹے تھا کہ کہیں گے، معاویہ کی طرف اللہ کھٹٹے کہیں کے، معاویہ کہتے ہیں کہ میرے مال باپ رسول الدُکھٹے تھا ہوں، واللہ میں نے آپ سے قبل اور مذآپ کے بعدا یسے تو بصورت اور کھکے لیکے انداز سے تعلیم دینے والے کو نہیں و یکھا، بخدا د آپ نے بس انتا کہا کہ معاویہ نماز میں بخدا د آپ نے بس انتا کہا کہ معاویہ نماز میں باتیں کرنامناسب نہیں، اس میں صرف تبیع و تکبیر اور قرائن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ ()

جوں کہ پیٹاب کرنے واکے اعرائی اور حضرت معاویہ کی دینی معلومات کی سطح بہت معمولی تھی ،اس لئے آپ کا ٹیلئے نے بجائے ڈانٹنے کے بلکی نصیحت فرمائی اس کے برعکس ایک جلیل القدر صحائی حضرت معاذین جبل سے لفزش ہوئی اور وہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کی امامت کرتے ہوئے بی سے نمی سورتیں پڑھنے گئے، جب اس کی اطلاع آپ کا ٹیلئے کو ہوئی تو آپ نے ڈانٹنے ہوے ممایا: معاذ! بحیاتم لوگوں کو فقتنہ میں ڈالنا چاہتے ہو؟ سورہ طارق ،سورہ بروج ،سورہ مس اور سورہ لیل جیسی سورتیں پڑھا کرو۔ (۲)

کی ای طرح حضرت اسامہ بن زید جو نبی کے نہایت چینتے صحابی تھے انہوں نے کسی غروہ کے موقع پر کسی کا فریر تلوارا ٹھائی ،اس نے فررآ کلمہ پڑھ لیا کلمہ پڑھنے کے باوجو داسامہ نے اس پر خیال سے تلوار چلا دی کہ وہ موت کے خوف سے کلمہ پڑھ رہا ہوگا،حضور کا ٹیانے کو اطلاع ملی تو آپ

 ⁽أ)اتما الصلاة لقرأة القلون وذكر الله عزوجل فاذا كنت فيها فليكن ذلك شانك
 (ابوداؤد باب تشميت العاطس في الصلاة)

⁽٢) "فتان، فتان، فتان، ثلاث مرات" (بخارى باب إذاطول الإمام، حديث ١٠٥)

سخت ناراض ہوئے،آپ نے غصداور جرت سے پوچھا"اس نے الدالا اللہ کہا"اورتم نے اس کو قتل کردیا؟ جب اسامہ نے کہا وہ دل سے نہیں کہدر ہاتھا تو آپ کا اللہ اللہ کا اللہ کے اس کا دل کے درکے جب اسامہ نے کہا وہ دل سے نہیں کہدر ہاتھا تو آپ کا اللہ کے دیکھتے رہے :اس نے لا اللہ دل چیر کرکیوں نہیں و یکھ لیا؟ رسول اللہ کا اللہ کا اللہ اللہ کہا اور تم نے اسے قتل کردیا؟ بھی اسامہ کہتے ہیں کہ آپ بار بار جھے سے بھی کہتے رہے، حتی کہ میں سے تاریخ سے بھی کہتے رہے، حتی کہ میں سے تاریخ سے بھی کہتے رہے، حتی کہ میں سے تاریخ سے پہلے سلمان مدہوتا۔ ()

غلطى كااحساس دلانا

بنی کر یم طالی این تربیت کا ایک طریقہ یہ تھا کہ پہلے للحی کا احماس دلاتے تھے، پھر نسیحت فرماتے تھے۔ایک مرتبہ آپ محابہ کرام کی جس میں تشریف فرماتے ایک او جوان سجد میں داخل ہوااورادھرادھر دیجھے لگہ کو یا کسی کی تلاش میں ہے،اسے ربول اللہ کا نظام کے یا کسی کی تلاش میں ہے،اسے ربول اللہ کا نظام کے ایک اس نے کتنی بڑی طرف آیا اور کہنے لگا یا ربول اللہ کا نظام ایک اجماز ناکی اجازت دیجھے، خور فرما ہے کہ اس نے کتنی بڑی جرآت کی،لین قربان جائے معلم انسانیت کا نظام پر کہ آپ پر ذرہ برابر خلگی کے آثار دکھائی نہیں بر کہ اس کی ایک آپ کی نظام کی کہ اس کے بھارت کی موجوان کے دستے اگر آپ کا نظام کی کہ اس کی دینی حالت کو بھانپ لیا کہ یہ دینی اعتبار سے کمزور اس قسم کے سوال پر آپ کا نظام نے اس کی دینی حالت کو بھانپ لیا کہ یہ دینی اعتبار سے کمزور نوجوان ہے اس نوجوان ہو اس او ایک ایک اس او ایک ایک اس نوجوان کے نوجوان سے ایک والدہ کو بھانپ لیا کہ یہ دینی اعتبار سے کمزور نوجوان سے بو چھا کہ کیا تہیں اپنی والدہ کے ساتھ زنا کیا جانا پر ند ہے؟ اس نے کہا نہیں تو نوجوان سے بو چھا کہ کیا تہیں اپنی والدہ کے ساتھ زنا کیا جانا پر ند ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ کا نیک اس کے لئے زنا کو پرند کرتے ہو؟ جوان نے کہا نہیں تو آپ کا نیک کے لئے زنا کو پرند کرتے ہو؟ جوان نے کہا نہیں تو آپ کا نظام کے لئے زنا کو پرند کرتے ہو؟ جوان نے کہا نہیں تو آپ کا نظام کی دوسر سے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے زبا کو پرند کرتے ہو؟ جوان نے کہا نہیں تو آپ کا نظام کی میں بالا تر آپ کا نظام کے لئے زبا کو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کا نظام کے لئے زبا کو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کا نظام کے لئے زبا کو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کا نظام کے لئے زبا کو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کے نشائ کے لئے زبا کو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کے ناکو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کے ناکو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کے ناکو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کے ناکو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کے ناکو پرند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، بالا تر آپ کے کہا کہ کی کے ناکو پرند کرتے ہو کہا کہ کیا کہا نہیں کی کو کی کے کہ کو کی کو کو کو کو کی کو کو کو کی کو کو کو کر

⁽⁾حتى تمنيت أني أسلمت يومتذ (مسلم باب تحريم قتل الكافر، حديث (٩٤:

فرمایا که : لوگوں کے لئے بھی وہی پرند کرو، جوتم اپنے لئے پرند کرتے ہو، اس طرح کے سوالات کا مقصداس کو قلعی کا احراس دلانا تھا، جب اس نوجوان کو اپنی قلعی کا ادراک ہوگیا تو آپ کا تیا ہے اس نوجوان کو اپنی قلعی کا ادراک ہوگیا تو آپ کا تیا ہے اس کے سینہ پر ہا تھ رکھا اور دعائی اے اللہ اس کے دل کو ہدایت دے، اس کا گناہ معاف کراور اس کی شرمگاہ کی حفاظت کر، وہ نوجوان یہ کہتا ہوا مسجد سے باہر آیا '' بخدا میں رسول اللہ کا تیا ہے پاس آیا تو کوئی کام مجھے زنا ہے پرندیدہ نہیں تھا اور اب حالت یہ ہے کہ کوئی کام مجھے زنا سے بردھ کرنا پرندیدہ نہیں تھا اور اب حالت یہ ہے کہ کوئی کام مجھے زنا سے بردھ کرنا پرندین ہیں'۔ ()

مثناورايذلب ولهجيه

کامیاب مربی کا کمال پر ہوتا ہے کہ جب وہ اسپینے زیرتر بیت افراد کوئسی بات کی تھیجت کرتا ہے تواس کالب ولہج تھکمانہ نہیں ہوتا، بلکہ مثاورانہ ہوتا ہے، نبی سائٹ آئٹ کی تھیجت اسی انداز کی ہوتی تھی، ایک مرتبہ رسول اللہ طائٹ آئٹ ہے حضرت عبداللہ بن عمر "کو نماز تہجد کی ترغیب دلاتے ہوئے ورائے فرمایا: عبداللہ تم فلال کی طرح نہونا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھراس نے رات کا قیام ترک کردیا۔ (۲)

نصيحت مختضر ہو

رسول الله کاللَّلِیَّا کی تربیت کا ایک امتیازید بھی تھا کہ آپ کاللَّیِّا کمبی چوڑی نصیحت کے بجائے اختصار کے ساتھ تختصر جملول بیس جامع بات فرماتے تھے، نسیحت کرنے والوں کولکچر جھاڑتے ہیں بیٹھنا چاہئے، نبوی نصاح مختصر جوا کرتے تھے، مثلاً علی! دوسری نظریہ ڈالو، پہلی نظر معاف ہے دوسری نیس ۔ (۳) عبداللہ بن عمر! دنیا میں یوں رہو جیسے کوئی مسافریا اجنبی رہتا ہے۔ (۴) عمر! تم

⁽⁾ منداحمد مدیث نمبر :۲۱۷۰۸

⁽٢) نعم الرجل عبدالله لوكان يصلى من الليل (بخارى باب فضل القيام، حديث ١١٢١)

⁽٣) لاتتبع النظرة النظرة (ابودائود باب مايؤمر به من غض البصر)

^{(*) &}quot;كن في الدنيا كأنك غريب او عا بر سبيل" (بخاري باب قول النبي] ، حديث ٢٩١٥)

قی آدمی ہو، جراسود کے پاس دھکم پیل ندئیا کرو۔ ()

تحمل وقوت برداشت

مرنی کے لئے علم و ہر دباری اور خمل وقت ہر داشت بھی ضروری ہے،اس کے بغیر مرنی فریف تربیت میں کامیاب نہیں ہوسکا، نبی رحمت تائیقی میں یہ عنصر کامل طور پایا جاتا تھا،آپ تائیقی فریف تربید اللہ علی ہے، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابہ کرام آپ کی ہر ہدایت پر جان و دل سے ممل کیا استہانی زم اور ہر وقت آپ پر پر وانوں کی طرح نجھا و رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بھی اس کاذکر فرمایا : ارشاد باری ہے: یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو زم خوبنایا، اگر درشت طبح اور سخت دل فرمایا : ارشاد باری ہے: یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو زم خوبنایا، اگر درشت طبح اور سخت دل فرمایا : ارشاد باری ہے: یہ اللہ فر مارت پر شکہ ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھا گ جاتے (۲) کیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ تائیق ہر بگہ زی بری ہوتے ہوئی استعمال فرمایا، ایک مرتبہ ایک قریشی عورت بھوری کے الزام میں گو آپ تائیق ہر کہ اس موقع پر فرمایا : پہلی قریس اس لیے تباہ ہوئیں کہ جب ان کا چھوٹا جرم کرتا تو اس کو سراد بی تھیں اور بڑے جرم کر ہے تو ان سے ٹال مٹول کرتے تھے۔اس موقع پر آپ ٹائیق ہے نے تھی سے کام لیا۔

مختلف ذرائع كااستعمال

تربیت کے لئے آپ ٹاٹیا ہے ختلف ذرائع استعمال فرماتے تھے، بھی آپ نے سوال کا انداز اختیار فرمایا، مثلاً آپ ٹاٹیا ہے ایک مرتبہ صحابہ سے فرمایا : تمہارے نزدیک پہلوان کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، جسےلوگ کمٹنی میں پھھاڑی سکیں، آپ ٹاٹیا ہے نے فرمایا نہیں پہلوان یہ نہیں

()"إنكر جلقوى لاتزاحم على الحجوفتؤذى الضعيف (منداحمد مندعم بن الخلاب مديث: ١٩٠) (٢) فيمار حمة من الله لنت لهم و لوكنت فظا غليظ القلب (آل عمران ١٥٩) ہے پہلوان وہ ہے جو عصد کے وقت اپنے نفس پر قابور کھے۔ اسا اوقات عملی اور مشاورتی اسلوب میں تربیت فرماتے تھے، مثلاً آپ ٹائیٹیٹر نے ایک لئیرکی مدد سے ایک مربع اور دیگر لئیر یں بنا کرصحابی بتا کہ بیابی آدم ہے، اس کے اردگر داس کی موت ہے، جواسے گیر ہے ہوئے ہے اور اردگر دلئیر یں اس کی آفات اور مسیبتیں ہیں، ان ہی میں ایک لئیر مربع کے باہر تھی، جوانسان کی امید یں ہیں۔ اس کی آفات اور واقعہ کو پیش کرکے تربیت فرماتے تھے، ایک مرتبہ آپ ٹائیٹیٹر استے سے گزر ہے تھے کہ ایک مرد ، بکری پڑی ہوئی تھی، جے اس کے مالک نے پہینک دیا تھا، بکری دیکھ کرآپ ٹائیٹیٹر نے فرمایا : اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ بکری جس قدرا ہے نا مالک کی نظیر میں حقیر ہے، اللہ کی نظر میں دنیا اس سے بھی زیاد ہ حقیر ہے ۔ اس بکری جس قدرا ہے نا کہ کی نظیر میں حقیر ہے، اللہ کی نظر میں دنیا اس سے بھی زیاد ہ حقیر ہے ۔ اس کے مالک کے واقعات کی بات کا محکم ایک کے دوا تھا۔ انہوں کہ کھی انداز سے تربیت فرمایا کرتے تھے، موجودہ دور میں تربیت فرمایا تھا، آپ ٹائیٹیٹر انتہائی حکیمانہ انداز سے تربیت فرمایا کرتے تھے، موجودہ دور میں تربیت فرمایا تھا، آپ ٹائیٹر انتہائی حکیمانہ انداز سے تربیت فرمایا کرتے تھے، موجودہ دور میں تربیت فرمایا تھا، آپ ٹائیٹر انتہائی حکیمانہ انداز سے تربیت فرمایا کرتے تھے، موجودہ دور میں تربیت کے مؤثر نہ ہونے کی ایک اہم و جاکمت و بھیرت کا مظالعہ کریں۔ کے مؤثر نہ ہونے کی ایک اہم و جاکمت و بھیرت کا مظالعہ کریں۔

⁽⁾ يملك نفسه عند الغضب (مسلم باب فنسل من يملك نفر ،مديث ٢٦٠٨) () والخط الخارج الأمل (ترمذي باب،مديث ٢٣٥٨)

نبي أكرم التيالي كاأسلوب دعوت

واقعهٔ ہجرت کی روشنی میں

الکتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس بات پر ایمان مذلا ئیں تو آپ افسوں کے مارے ان کے پیچھے اسپیغ کو ہلاک کرڈالیس گے۔

قرآن مجید میں آپ کو بار بارنی دی گئی که آپ ان کی حالت پررنجیده نه جول ۔ جنانچه ایک جگه فر مایا گیا:

واصبروماصبرک!لاباللهولاتحزن علیهمولاتک فی ضیق ممایمکرون (۲) آپ صبر پیجئے آپ کاصبراللہ کی مدد سے ہوگا،ان پرغم ندکر سیّے اوران کی ساز شول سے حنگ مت ہوجا سیّے۔

آپ دعوت دین کی اس ذمه داری کے سلسلے میں اس قدر متفکر رہتے تھے کہ آپ کاٹلیائی کے مصاحبین نے آپ ٹاٹلیائی کا صلیہ بیان کرتے ہوئے کہا:

كان دائم الفكر قمتو اصل الأحزان (٣)

يعنى آپ منگسل منتظر اور رنجيده خاطر رہتے تھے، آپ تاثلينظ كاكوئى لمحدد عوتی فكرسے خالی مذہوتا ،جب قرآن كريم كى آيت:

()الكهف: ٢ (٢) النحل: ٢٥ (٣) جمع الزوائد باب صفة التي كالمطالة ١٣٠٢٧:

فاصدع بما تؤمروأعرض عن المشركين () نازل ہوئى تو آپ نے لوگول كے خالفانہ ماحول ميں بلاخوف و خطر كفار مكه كو دين كى دعوت دى ، مكه كى بت پر بتانہ فضا ميں كھلے عام تو حيد كا بيغام دينا كچھ آسان نه تقا، آپ تا تُنظير نے يہ نہيں سوچا كہ خالفين كيا كچھ كرگذريں كے بلكہ و كے كى چوٹ تو حيد كا اعلان كيا بمورہ شعراء ميں جب آپ مالتي الله كا يہ حكم ملا وانذر عشيرتك الاقربي (٢)

آپ اسپے قریبی رشة دارول کو دراستے۔

تو آپ ؓ نے سیکے بعد دیگر ہے دومرتبہا سپنے رشتہ داروں کو کھانے پر مدعو کیااور آخر میں ان سے فرمایا:

''جودین میں تمہارے لئے لے کرآیا ہوں ،اس میں تمہاری دنیااور آخرت دونوں کی مجلائی ہے،لہذامیری بات مانواوراللہ کے دین کو قبول کر داورمیراساتھ دو۔

⁽⁾ الجر: ٩٣ (٢) الشعراء: ١١٣

⁽٣) ولقد أخفت في الله مايخاف احد (اين ماجد النان وأفي ورمديث:١٥١)

واقعه ہجرت دعوت کابنیا دی محرک

دعوت دین اور واقعہ ہجرت دونوں میں چونی وامن کا ساتھ ہے، واقعہ ہجرت کا اصل محرک دعوت ہی تھا، اس کے کہ مدیند کی طرف ہجرت کا ری کی معاشی مقسد تھا اور دو دوسری کوئی عرض ، مکہ میں مسلمان اگر دین کو چھوڑ دینے اور نبی اگرم کا تیکن پیغام الہی کی تبیغ کا فریضہ آک کر دینے تو این کے لئے مکہ میں ہر طرح کی آسائش تھی، انہیں سرآ تکھوں پر بٹھا یا جاتا، چنا غیریادت کی پیش کش کی گئی، دولت کے ڈھیر لگ نے کا وعدہ کیا مجا، بشر طیکہ دین سے باز آجا ہیں، رمول اکر تا تیکن اس محرکہ کی بت پرست قیادت سے مالی ہوگئے اور آپ کو بیش بی ہوگئے کہ اب یہ گوگئے کے اس امید پر طائف کا دعوتی سفر کیا کہ وہاں کے سر داروں کی مجھیں ہوگئے تو آجائے تو دعوت کے پھیلنے کے امکا نات پیدا ہوجا تیں گے، لیکن جب وہاں سے بھی مالی کہ ہوئی تو آپ ٹائیکن آنے تھے ہوئی تو آپ ٹائیکن نے مکہ کے اطراف واکناف کا دعوتی سے لیکن جب وہاں سے بھی مالیک دوسری سرز مین کا انتخاب ضروری ہے، چنا نے آب کی اس کے ہوئی کے دوسری سرز مین کا انتخاب ضروری ہے، چنا نے آب طالت کا جائزہ لیتے دہے، اتفاق سے دوسری سرز مین کا انتخاب ضروری ہے، چنا نے آب طالت کا جائزہ لیتے دہے، ان طاح مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے اور دین میں ہجرت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت کی اصل بنیاد ہی دعوت سے اور دین میں ہجرت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے دور دین میں ہجرت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے دور دین میں ہجرت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے، دعوت کی اصل بنیاد ہی دعوت سے اور دین میں ہجرت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے دور دین میں ہجرت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے، دعوت کی اصل بنیاد ہی دعوت سے اور دین میں ہجرت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے دور دین میں ہورت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے دور دین میں ہورت کے اس عظیم مقام کا پس منظر بھی کی دعوت سے دور دین میں ہورت کے اس عظر میں مقام کا پس منظر ہی کی دعوت کی دور دین میں ہورت کے اس عظر مور کی کی دعوت کی دور دین میں ہورت کے اس عظر میں کی دعوت کی دور دین میں ہور دی کی دور دین میں ہور دین میں ہور دی کی دور دین میں ہور دی کی دور دین میں ہور دی کی دور دین میں ہور دی میں کی دور دین میں ہور دی کی دور دی ہور دی کی دور دین میں ہور دی کی دور دین میں ہور دی کی دور دی کی دور دین میں ہور دی کی دور دی ہور

واقعہ ہجرت کے دعوتی نکات

ایک داعی کے لئے واقعہ ہجرت ہے بناہ دعوتی نکات کا حامل ہے اور امت مسلمہ کو جس پر بنی ٹاٹیائی کی وفات کے بعد دعوت کاعظیم فریف مائد ہوا ہے اپنے نبی کریم ٹاٹیائی کے دعوتی طریقہ کو جاننے کی سخت ضرورت ہے، اس لئے کہ جس قدر داعی اعظم ٹاٹیائی سے مناسبت ہوگی دعوت کا کام ای قدر بارآور ہوسکتا ہے، رسول اکرم ٹاٹیائی کے اسوہ حمنہ سے ہٹ کرا گڑ دعوتی کام کو جاری رکھا جائے تو مطلوبہ نتائج برآمد ہونا مصرف دھوار بلکہ محال ہے، واقعہ ہجرت جوکہ دعوت دین کی جان اور روح ہے اور جو رسول اکرم ٹاٹیا کی دعوت کی تکنیک کی عکاسی کرتا ہے، ذیل کی سطروں میں اس واقعہ ہجرت کا دعوتی نقطہ نظر سے جائزہ لیا گیا ہے اور چندا یسے پہلوؤں کی نشاندہ ی سطروں میں اسی واقعہ ہجرت کا دعوتی نقطہ نظر سے جائزہ لیا گیا ہے اور چندا یسے پہلوؤں کی نشاندہ کرنے امت مسلمہ آج بھی دعوتی سفر توضیح سمت پر جاری رکھ سکتی ہے۔

اکہ رسول اکرم کالٹیکٹے نے مکہ سے مدینہ فرری ہجرت کا ارادہ نہیں فرمایا، مکہ میں ابتداء، ی سے آپ کو مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، سوائے چندا فراد کے اکثریت آپ کی مخالفت تھی، کچھ لوگ جو مسلمان ہوئے نقے ان کا جینا دو بھر کر دیا گیا، آپ کالٹیکٹے نے فررآ مکہ سے ہجرت کا فیصلہ نہیں کیا بلکہ تیرہ سال کے طویل عرصہ تک شدید مخالفتوں کے باوجو د دعوت کے کام کو جاری رکھا، اس میں ایک داعی کو فررآ مایوس نہیں ہونا چا ہتے، ہوسکتا ہے کہ داعی کو فررآ مایوس نہیں ہونا چا ہتے، ہوسکتا ہے کہ منتقبل میں حالات سازگار ہوجائیں، مخالفتوں کے باوجو د دعوتی جدو جہدجاری رکھنا چاہتے۔

الک ایک ایک ایک ایک ایکی خاصی مدت گزرنے کے بعد اگر داغی کو یقین ہوجائے کہ اب یہاں دعوت کارگر نہیں ہوجائے کہ اب یہاں دعوت کارگر نہیں ہوئے تنگ ہوجائے گا تو فوت کار از ومزید تنگ ہوجائے گا تو فوراً مقام بدکرنے کی صورت میں دعوت کاد از ومزید تنگ ہوجائے گا تو فراً مقام بدلنے کی کوسٹ ش کرنی چاہتے ، اس لئے کہ اگر ایسانہ کیا گا و دعوتی کام کو نقصان ہوگا ، رسول اکرم ٹائٹی نیز کو ایک مرحلہ پر پہنچنے کے بعد جب یہ یقین ہوا کہ مکہ کی سرز مین کسی طرح دعوت دین کے لئے سازگار نہیں ہوتو آپ ٹائٹی نیز ہے مدینہ جرت کا فیصلہ کیا۔

وقعہ جوت سے داعی کے لئے ایک اور نکتہ یہ ملنا ہے کہ عرصہ تک دعوتی مثن جاری رکھنے کے باوجود اگراس کے اچھے اڑات مرتب نہوں تو داعی کو اپنی دعوتی مہم کے سلسلے میں برطن نہیں ہونا چاہئے، اور یہ خیال کرنا چاہئے کہ ہوسکتا ہے کہ میں جس چیز کی دعوت دے رہا ہوں وہ صحیح نہ ہو، قلت وکٹرت کے ماسنے والے صحیح نہ ہو، قلت وکٹرت کے فرق سے بھی ما ایس نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ تن کے ماسنے والے ہمیشہ کم ہی ہوتا ہے، آج اس نکتہ پر بہت کم توجہ دی جمیشہ کم ہی ہوتا ہے، آج اس نکتہ پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے، عموماً دعوت کے ذمہ دار بہت جلد ما ایس کا شکار ہوجاتے ہی اور دھڑ لے فیصلہ کرد سیت بیل کہ اس علاقہ کی اصلاح ممکن نہیں ہے، نتائج واثر ات کا اس قدر عجلت سے انتظار رہتا ہے کہ تھوڑی میں تاخیر ہوجا ہے تو ما ایس کی فضا چھا جاتی واثر ات کا اس قدر عجلت سے انتظار رہتا ہے کہ تھوڑی میں تاخیر ہوجا ہے تو ما ایس کی فضا چھا جاتی ہے، یہ دراصل شیطان کا زبر دست حربہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ

داعی مایوس ہو کرکام سے باز آئے۔

د اعی اعلیٰ صفات کا حامل ہو

حنورا کرم تکنی سنے جب مکہ سے جرت فرمائی تو حضرت علی محواسیے بستر پر آرام فرمانے کا حکم فرمایااور بدایت فرمانی که گھرییں جن لوگوں کی امانتیں کھی ہوئی ہیں ان کو واپس کر دیں اور اِس کام سے فارغ ہو کرخود بھی مدینہ آجا ہیں، عجیب بات ہے کہ جولوگ آپ ٹاٹیالی کی جان کے وحمن تھے انہیں لوگوں نے اپنی امانتی آپ ٹاٹائٹ کے پاس رکھوائی تھیں، اس سے کئی باتیں متر هج ہوتی ہیں، پہلی بات تو یہ کہ داعی کو اعلیٰ صفات کا حامل ہونا جاہئے،اگر داعی کا نحیر کنٹرمخدوش ہوتو وہ بےلاگ دعوت کا فریضہ انجام نہیں د ہے سکتا، رسول اِ کرم ٹاٹیا تھا کا بچپن، پھر جوانی کا زمانہ لوكوں كے سامنے صاحت وشفاعت آكييندكى طرح تھا، آپ تائليك كى زىدگى اس قدر بے واغ تھى كە جب آپ ٹاٹائیل نے تھارِمکہ کے سامنے ان بنول کو برا تجلاکہا اور ان کے آباد واجداد کو بے وقوت تھہرایا تو آپ ٹاٹیائیل کی مخالفت میں وہ سب کچھ کرسکے لیکن انہیں آپ کے اخلاق پرحرف زنی کرنے کی ہمت مہ ہوئی، ظاہر ہے کہ معبود ول کو برا مجلا کہنا ان کے لئے نا قابل برداشت چیز تھی،ایسے میں اگروہ صنور ٹاٹیا کی زندگی میں کوئی جول پاتے تو اس کو ضرورا چھالنے ،ان لوکوں نے آپ کو ساحر کہا، شاعر کہا، مجنون کہا، مگر ذاتی زندگی میں کوئی عیب مذلکال سکے، نبوت سے قبل آپ این وصادق کے نام سے یکارے جاتے تھے، جرت کے وقت ایک طرف سارا مکہ آب الطالط كادتمن بولى المرف ال كى اما تتي آب الطالط كى الم التي الما الله كالطالط كالمرامل المحلى المولى المرف ال اس بے داغ سیرت کا اثر تھا، دعوت میں اثر پیدا کرنے کے لئے داغی کے کر دار کا ہے داغ ہونا ضروری ہے،ورنہ دعوت مطلوبہ نتائج پر منتج نہیں ہوسکتی ،آج دعوتی کارمنوں کی زندگی میں جھول ہے، نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے دعوتی میدان میں گفتار کے غازی تو بے شمار پائے جاتے ہیں مگر کر دار کے غاز یوں کی شدیدِقلت ہے، دوسری طرف بین السطور سے پیحقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ داعی اگر واقعی اپنی دعوت میں تخلص ہوتو لوگ باوجود اس کی ظاہری مخالفت کے اس کے کر دار سے متأثر

ہوتے ہیں، ہی وجہ ہے کہ کفار مکہ شدید مخالفت کے باوجود اپنی امانتوں کے سلسلہ میں صرف بنی اکرم کا ٹیلیٹر کی ذات سے طائن تھے، اس لئے داعی کی اگر ظاہری مخالفت کی جارہی ہوتو اس سے بالکل مایوس ہوکر دعوت سے دستبر دار مدہونا چاہئے بلکہ یہ بات ذہن میں رائخ رہے کہ اس کی پاکیر گی، داست بازی اوراخلاص وخیرخواہی اپنا کام کرکے رہے گی۔

داعی جذبهٔ قربانی سےسرشارہو

حضرت علی است مرتارہ فرما کراپنی جان کوخطرہ میں ڈالا،اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ دعوق کام کاسچانکھ کارکن اپنی زیرگی کو دعوت کے قائد اور رہنما پر پچھا ورکر ویتا ہے اوراس اعتماد پر اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا کہ اگر قائد سلامت رہا تو دعوتی مشن آگے بڑھے گا، قائد کی سلامتی میں دعوت کی سلامتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہا گا کہ اگر قائد سلامت میں دعوت کی رسوائی ہے،میدان دعوت کے ایک سیچ سپاہی کی شان یہ ہوتی جا ہے کہ اسپنے رہنما اور تما نڈر کی حفاظت کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے، جب تک کسی دعوتی قائد کے لئے ایسے چندجال شار افراد مہیا نہ ہول گے وہ اسپنے دعوتی کار میں کامیابی جاسل نہیں کرسکتا، چتا نچہ بڑے بڑے براے سلحین اور عجد دین کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان کے ساتھ ایسے تھی افراد اکھٹا ہو گئے جن کے بیاوث تعاون سے ان کی تحریکیں بتائی ہے کہ ان کے ساتھ ایسے تھی کارکنوں کارکنوں کی دوتے ہیں ایسے تھی کارکنوں کی دوتے ہیں اور تحریکوں میں ایسے تھی کارکنوں کی وقت کرنا چاہئے وہ چیز مفتود ہے۔

داعى اولو العزم ہو

رسول اکرم کاٹیا آغاز اور حضرت ابوبکڑ نے جب غارثور میں پناہ لی تو مکو بوں نے جالا بنا اور محبوری نے انڈے دیئے، جس کے نتیجے میں شمن غار کے قریب آ کربھی اس گمان سے واپس لوٹے کہ اگر یہاں کوئی انسان رہنا تو مکو بول کا جالانہ رہنا، () نیز جب دونوں غارسے نکلے اور

^() حياة العجابة حصداول ص ٢٣٧

سفرشروع کیا تو سراقہ نے جو تعاقب میں نکا تھا دونوں کو پالیا اور جب قریب پہنچا تو اس کے گھوڑ ہے کے پیر دھنساد سئیے گئے، یہ دراصل اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسپینے دین کے داعیوں اور پیغامبروں کو تنہا نہیں چھوڑ تا کہ وہ دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہوجائیں بلکہ ان کی غیبی مدد کرتا ہے اس طرح خدا کا مخلص داعی اللہ تعالیٰ کی عظیم پناہ اور حفاظت میں ہوتا ہے، خداکی حفاظت اوراس کی غیبی مدد کا تصورا یک داعی کو اولو العزم شخص بناد یتا ہے، وہ مخلوق سے بالکل بے حفاظت اوراس کی دعوت دیتا ہے، دنیا کی بڑی سی بڑی طاقت اس کو اپنی ڈگر سے نہیں ہؤاسکتی۔

داعي ميس يقين كامل ہو

محد عربی النظائی اور الوبر و و و فار میں پتاہ گریں ہیں اور تعاقب کرنے والے فار کے دروازے کے قریب ہیں جاتے ہیں، حضرت الوبر کو کو پریٹائی لائ ہوتی ہوتی ہے، فکراپنی ہمیں کہنے گئے، میں جمنورا کرم والنی اس کے مالم میں کہنے گئے، میں جمنورا کرم والنی الیک قدم اٹھا ہیں تو ہمیں دیکھ لیں بارسول اللہ والنی اللہ قریب آس کے ہیں اگر آپ اپنا ایک قدم اٹھا ہیں تو ہمیں دیکھ لیں کے اس وقت صفور والنی نے نہا ہیت پر اعتماد لہجہ میں فرمایا: ''غم نہ کرواللہ ہمارے ساتھ ہے، اے ابوبکراان دوافراد کے بارے میں تہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرااللہ ہے۔'اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دائی دوافراد کے بارے میں تہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرااللہ ہے۔'اس سے ظاہر ہوتا ہے جو ہر کھل کرما منے آتے ہیں، اللہ کی ذات پر منحل اعتماد ہونا چاہئے، ایسے ہی مالات میں تھی دائی لینے پر آمادہ کرتا ہے، شکل مالات میں بھی وہ اپنا دعوتی مشن جاری رکھتا ہے، جب کہ پیشور دوائی کے الیہ محرولی ساماد شدرکا وال میں بھی وہ اپنا دعوتی مشن جاری رکھتا ہے، جب کہ پیشور دوائی فضا کے لئے معمولی ساماد شدرکا وی بیا تامیدی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں مین امید کے چراخ روش کرتا ہے، نامیدی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں مین امید کے چراخ روش کرتا ہے، اس کے برطلاف موجودہ دور کے دعوتی ذمہد داراحیاب بہت بلد تھک جاتے ہیں اور صبر میں بیا ہم بیا ہم ہی ہے۔ اس کے برطلاف موجودہ دور کے دعوتی ذمہد داراحیاب بہت بلد تھک جاتے ہیں اور صبر ہیں باہم بیا ہم میدیا تو میدان ہی سے ہدے جاتے ہیں اور میں بیا ہم براسان کا وجود در ہتا ہے۔

سیرت رسول اوراصلاح معاشره مادی ترقی نے روحانی قدروں کو یا مال کردیا

سائنس اور ککٹالوجی کے اس دور میں مادی ترقی تو بام عروج پر ہے،کیکن روحانی قدریں زوال پذیریں،انسان جیسے جیسے مادی اساب میں اوج ثریا کو پیونچ ریاہے روحانی اوراخلاقی اعتبارے اس قدرانحطاط ویستی کاشکار جوتا جار ہاہے،اسے پر عدول کی طرح جوامیں اڑنا تو آیالیکن انسانوں کی طرح زیبن پر چلنا نہیں آیا ہنعتی انقلاب سے پہلے انسانی معاشرہ دیسی برائیوں کا شکار نہیں تھاجیسی برائیاں مابعدا ثقلاب پیدا ہوئیں ،موجود ہ انسانی معاشرہ برائیوں کے دلدل میں کس قدر پھنس چکا ہے اس کا کچھانداز ہ کرنا ہوتو اخبارات پر ایک اچکی نظر ڈالئے صفحات کے صفحات معاشرتی بگاڑ کی عکاسی کرتے نظر آئیں مے ایسامحوں ہوتا ہے جیسے وہ اخبارات نہیں انسانی برعملیوں کے دفاتر ہیں لوٹ کھسوٹ، ظلم وتشدد بقتل وغارت گری ،جنسی آوار گی ، فحاشی و بدعنوانی الغرض معاشرتی بگاڑ کی کوئی شکل ایسی نہیں جوموجود ہ معاشر ہیں ناسور کی صورت بنه اختیار کرمجئی ہو، شتوں کی حرمت یا مال کی جارہی ہے، بھائی بہن سے مند کالا سرر ہاہے، باپ بیٹی کے ساتھ ملوث ہور یا ہے، بدکاری اس قدر عام ہے کہ چند مکٹوں میں آدمی بآسانی ہوس کی محمیل کرریا ہے،آبروریزی کے واقعات روز کامعمول بن کیے بین کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں ماؤل بهنول کی جاد رعفت تار تاریز هو تی هو،معاملات کابگاژ بھی روز افزول ہے،دھوکہ،فریب،جوٹ،تق تلفی عام ہے، ہرشخص را توں رات مالدار پیننے کے لئے ایڑی چوٹی کا زوراگار ہاہے، حلال وحرام کی تمیز یکسرختم ہو چکی ہے، زمین جائیداد کے لئے عزیزوں کی گردنیں ناپنی جارہی ہیں، قریبی رشة دارول میں قتل کے واقعات اس قدر کھرت سے پیش آرہے میں جیسے زمین پر انسان ہیں بھیڑ ۔۔تیے رہتے ہوں، اخلاق کی مٹی پلید ہور ہی ہے، نوجوان سل انٹر نبیٹ کے سہار سے فحاشی اور جنس بانظی کے دلدل میں گلے تک چھنس چی ہے، چھوٹے برول کی تمیزختم ہوتی جارہی ہے،

موبائل کے آزادانہ استعمال نے نوجوان نزیوں اورلڑیوں کے درمیان سارے حجابات ختم کرد سے بی مسلم او کیاں غیر مسلم اوکوں کے ساتھ شق ریاری ہیں۔

انسانی سماج کی نجات کانبوی نسخه

اس ہمدگیر معاشرتی باکا سے مہم اور انسانی سماج کو کیسے نجات دلائی جائے؟ اس کاعل صرف اور صرف اس مسلح اعظم اور پیغمبر انقلاب کی سیرت میں مل سکتا ہے جس نے ایک ایسے وقت انسانی معاشرہ کی اصلاح کا پیڑا اٹھایا تھا جب فیاد و باگاڑ نے ساری دنیا کو اپنی لپیدٹ میں لے نیا تھا بعث رسول کے وقت دنیا کے انسانیت کی اخلاقی ومعاشرتی صورت عال اس قدر و گرگوں تھی کہ دورد ور تک اصلاح کے آثار نا پید تھے حضرت جعفر طیاز شے شاہ جش کے سامنے زمانہ جا ہلیت کی مالت زار کا جونقشہ کھینچا ہے اس سے بہترتر جمانی نہیں ہو سکتی ، انہول نے شاہی کے رو بروخطاب مالت زار کا جونقشہ کھینچا ہے اس سے بہترتر جمانی نہیں ہو سکتی ، انہول نے شاہ بی کے دو بروخطاب کرتے ہوئے کہا : اے بادشاہ ! ہم جا ہلیت میں مبتلا تھے ، بتو ل کو بوجتے تھے ، نجا ست میں آلود ، نظام سے ایک تھا ، ہم انسانیت اور ایمان داری کا نشان مہمایہ کی رعایت دتھی ، کو کی قاعدہ اور قانون دتھا ، ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بخشہ ہما ہیں حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بخرگ کو میعوث کیا جس کے حب بنس ، سے ایک بخرگ کو میعوث کیا جس مے حب بنس ، سے ایک بخرگ کو میعوث کیا جس می حب بنس ، سے ایک بنتاری ، تقوی اور پا کیزگی سے ہم خوب واقت میں ، اس نے ہم کو تو حید کی دعوت دی ۔ ()

دورجابلیت کے عموی باکا رکا ذکر کرتے ہوتے علامہ بی نعمانی "لکھتے ہیں:

" بتوں پر آدمیوں کی قربانی چردھائی جاتی تھی ،باپ کی منکور پیٹے کو وراشت میں منتی ہے ہوئے کو وراشت میں منتی تھی ، جقیقی بہنوں کے ساتھ شادی جائزتھی ، از دواج کی کوئی مدیقی مقاربازی ،شراب خوری اور زنا کاری کارواج عام تھا، بے حیائی کی پیمالت تھی کہ سب سے بڑا اور نامور شاعر امراً القیس جوشہزاد ہ بھی تھا قصیدہ میں اپنی کیھو پی زاد بہن کے ساتھ اپنی بدکاری کا واقعہ مزے لے کے بیان کرتا

() رحمة للعالمين ا / ۵۵

ہے، اور یہ قصیدہ درکعبہ پر بھی آویز ال کیا جاتا ہے، لڑا تیوں میں لوگول کو زعرہ جلاد بنا مستورات کے پیٹ چاک کردینا عموماً جائز تھا۔'()

ایسے ہمدگیر معاشرتی بگاڑ کے مالات میں نبی رحمت کا ایک بعث سے سرفراز کتے گئے اور
آپ نے ۲۳ / سال کے ایسل عرصہ میں جزیرۃ العرب کی کا یا بلٹ دی ،معاشرہ کی اصلاح کے وہ
گرامتعمال فرماتے کہ انسان نما بھیڑ نے آپس میں شیر وشکر ہو گئے اوراعلی انسانی صفات کے ایسے
کامل نمونے بن گئے کہ رہتی ونیا تک انسانیت ان کا نمونہ پیش نہیں کرسکتی ، ورج فیل سطور میں
اصلاح معاشرہ کے ان نبوی نسخوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے ، جن سے موجودہ بگوے ہوئے انسانی
معاشرہ کی بھر پوراصلاح ہوسکتی ہے ، دور ماضر کے سارے دانشور اور اصحاب قلم اس بات پر متنفق
معاشرہ کی بھر پوراصلاح ہوسکتی ہے ، دور ماضر کے سارے دانشور اور اصحاب قلم اس بات پر متنفق
معاشرہ کا طمرۃ امتیان مجمی جاتی تھیں موجودہ معاشرہ میں بدرجہ اتم بائی جاتی ہیں ایسے میں مصر ماضر
کے معاشرہ کی اگر ٹی اصلاح بھی اسی طریقہ سے ممکن ہے جوطریقہ تصنع اعظم تائی ہیں ایسے میں مصر ماضر
کے بغیر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی ، ہیں وجہ ہے کہ دنیا کے متناف ازم س کو انسانوں نے آز مالیا ہے ،
پوٹی کے سفیوں اور دانشوروں نے محتمدت مالمی متجاویز عالمی قائدین کے سامنے رکھیں لیکن 'مرض
پر ھتا محیا جوں دواکی' کے مصداتی بھاڑ مزید مجرا ہوتا محیا۔

ايمان راسخ اوريقين كامل

بگؤے معاشرے کی اصلاح کے لئے سب سے پہلا قدم جو آپ کاٹی آئے نے اٹھا یا وہ ایمان رائے اور یقین کامل کی محنت ہے، ۱۳ / سالہ کی زندگی میں آپ کاٹی آئے نے حضرات سے ابدے قلوب میں ایمان کو اس طرح رائے کیا کہ ان کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہوگیا، اطاعت وفرمانبرداری پر آخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا حصول اور معصیت ونافر مانی پر اخروی

⁽⁾سيرةالنبي ا: / ٣٩

سزاؤل کا ایسایقین ان پس جاگزی تھا کہ بڑی تی بڑی حقیقت کو جھٹلا سکتے تھے، نیکن بنی ملی اللہ علیہ دسلم کی طرف سے کئے گئے خدائی وعدے اور وعیدوں کے تعلق ذرہ برابر بھی شک بہیں کرتے تھے، حضرات صحابہ کے ایمان کا یہ حال تھا کہ اگروہ جنت وجہنم کو بھی دیکھ لیتے تب بھی ان کے ایمان پس اضافہ نہ ہوتا، بن دیکھے ان کی کیفیت مشاہدہ سے بڑھ کرتی، ایک محابی سے جب ان کے ایمان پس اضافہ نہ ہوتا، بن دیکھے ان کی کیفیت مشاہدہ سے بڑھ کرتی ، ایک محابی سے جب ان اور بائیں جانب جنت ہے اور بائیں جانب جنت ہو انداور رسول کا شیاخ کی نافر مائی سے حد درجہ احتیاط کرتے تھے اور محتا ہوں ، اس ایمان رائح کا متیج تھا کہ وہ کرتے تھے ، ان کے لئے محتا ہوں سے پر پینرمکن ٹبیس تھا صحابہ سے تواول شافہ و نادر ہی حکم عدولی موجی ہوتی تھی ، اور جب کوئی ایما مسئلہ پیش آتا تو جب تک بھی تو برند کر لیتے چین کا سائس نہ لیتے تھے، موجودہ معاشرے میں معاملات و اخلاقیات اور معاشرہ نزیدگی میں جو تکم عدولیاں ہور ہی ہیں موجودہ معاشرے یہ معاملات و اخلاقیات اور معاشرہ نیا کہ وہ مدنی معاشرہ و جو د میں آیا، ہجرت مدید اس کی بنیادی و جدا یمان پر محنت کا متیجہ تھا کہ پاکیوہ مدنی معاشرہ و جو د میں آیا، ہجرت مدید اس کی بنیادی و جدا یمان پر بوشی تھی تو بر سہا ہرس کی شراب ایسی بہائی تھی کہ مدید کی تالیوں کے جد جب نازل ہوئی تھی تو بر سہا ہرس کی شراب ایسی بہائی تھی کہ مدید کی تو بر سہا ہرس کی شراب ایسی بہائی تھی کہ مدید کی نالیوں سے سے بونا بیا ہے۔

احماس جواب دہی

اصلاح معاشرہ کے لئے آپ نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ ہر مسلمان کی تربیت اخروی جواب دیں کی بنیاد پر فرمائی، آپ ٹاٹھایئے نے آسمانی پدایات کی روشنی میں انسانوں کو بتایا کہ دنیاان کے لئے دارالامتحان ہے، یہال کئے جانے والے ہر ہر عمل کا انہیں آخرت میں حساب دیتا ہے، قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال کا دفتر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور اعلان ہوگا" اقو ا

ستابک سفی بنفسک الیوم علیک حسیبا" () تو خود تیرانامه اعمال پاره المان بو گیرا پیمال باره ملف والا ہے: "فیمن بعمل منفال فر ق خیر ا بو مون بعمل منفال فر ق شر ایره " (۲) آخرت میں جواب دہی کا احماس آدمی کو پھونک پھونک کو تر مرکھنے پرمجبور کرتا ہے، دور حاضر میں جرائم میں اضافہ کی بنیادی وجداحماس جواب دہی کی ہے، لوگ دوسرے کی حق تنفی، یادوسرے پرتالم وزیادتی اس لئے کہتے ہیں کہ انہیں یہ احماس نہیں کہ آخرت میں ہرصاحب حق کو اس کا حق دلایا جائے گا، نبی بالی ایک کرتے ہیں کہ انہیں یا فت محاب کا یہ حال تھا کہی ہے مقال میں معمولی جمار سرز دہوجاتا تو جب تک معافی تلافی مذکر لینے سکون سے د بیٹھتے تھے۔

اخوت وبھائی چارگی کی روح

1)166102

() بنی اسرائیل

(٣)بخارىباب لايظلم المسلم المسلم حديث ٢٣٣٢

(٣)بخاري، بابرحمة الناس والبهائم، حديث ١١١١

فرمائی، جوآپی مجبت کوختم کردیتے ہیں، ایک اور موقع پر آپ تا الله اپنی ہیں بغض نہ رکھو، باہم حمد نہ کرو، آپس کے تعلقات نہ تو ڑواور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ () اتنابی نہیں بلکہ اپنے بیڈ وییوں اور اہل قرابت کے ساتھ من سلوک اور قضل واحمان کرنے کی تا تحید فرمائی، حضرت جابر گابیان ہے کہ رسول اللہ تا اللہ گاار شاد ہے : جب تم میں سے کسی کے پاس سالن پکے قو اسے چاہئے کہ شور برزیادہ کرد سے بھراس میں سے کچھ پڑوی کو بھی بھر کر سوجائے کہ اس اس چاہئے کہ شور برزیادہ کرد سے بھراس میں سے کچھ پڑوی کو بھی بھر کر سوجائے کہ اس اس کے پہلو میں رہنے واللہ پڑوی بھو کا اور بیٹ بھر کر سوجائے کہ اس ممالم معاشرہ میں اور تی تعنی کی جو بائی ہو اس کے بہلو میں اور تی تعنی کی جنی شکلیں مسلم معاشرہ میں اور تی تعنی کر سے گا، اس وقت قلم وتعدی قبل وغارت گری اور تی تعنی کی جتی شکلیں معاشرہ میں عام ہیں وہ اسلامی اخوت سے روگردانی کا نتیجہ ہے، غیر تو غیر حقیقی بھائی پر قلم وسم کے بہلو شریع میں عام ہیں وہ اسلامی اخوت سے روگردانی کا نتیجہ ہے، غیر تو غیر حقیقی بھائی پر قلم وسم کے بھائی تر اللہ کی اخوت سے روگردانی کا نتیجہ ہے، غیر تو غیر حقیقی بھائی پر قلم وسم کے بھائی تر اللہ کی اخوت سے روگردانی کا نتیجہ ہے، غیر تو غیر حقیقی بھائی پر قلم وسم کے بھائی تو اللے کا مائی اس میں دور اللہ کی اخوت سے روگردانی کا نتیجہ ہے، غیر تو غیر حقیقی بھائی پر قلم وسم کے بھائی تو اللہ کی اخوت سے دوگردانی کا نتیجہ ہے، غیر تو غیر مقبی کی بھی کی بھی ایک خاندان سے والب تنافراد تک باہم دست وگر بیاں ہیں۔

تربيت اولاد كي

اصلاح معاشرہ کا ایک اہم نبوی اصول تربیت اولاد کی ذمہ داری ہے، جومال باپ پر عائد ہوتی ہے معاشرہ کجوں سے بی شکیل یا تاہے آج کے بیچل کو خاندان کے بڑے بن جاتے ہیں اگر والدین اسپنے بچوں کی تربیت کاروز اول سے اہتمام کریں تو پھرخود بخود صالح معاشرہ وجود میں آئے گا بچوں کی دینی تربیت سے خفلت انہیں بے راہ روی کا شکار بنار بی ہے، آزاد اور بے ملک می دینی تربیت سے خفلت انہیں بے راہ روی کا شکار بنار بی ہے، آزاد اور بے لگام بچے جب جوانی کی دیلیر پر قدم رکھتے ہیں تو خواہ شات کے غلام بن جاتے ہیں اور ہر قسم کی اغلاقی خرابیاں ان میں سرایت کرجاتی ہیں، نبی رحمت کا شکار کی تربیت پر اس قدر زور دیا اغلاقی خرابیاں ان میں سرایت کرجاتی ہیں، نبی رحمت کا شکار کی تربیت پر اس قدر زور دیا

^()أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال (بخارى باب الهجرة، حديث ٢٠٧٣)

⁽٢) فليكثر مرقها (مجمع الزوائد باب ماجاء في الجار حديث ١٣٥٣١)

⁽٣) الذي يشبع و جاره جانع إلى جنبه و هو يعلم به (منداني يعلى مندعبا س،مديث ٢٦٩٩)

کدرشۃ انتخاب کے موقع پر پچوں کے لئے نیک مال کے انتخاب کی تاکید فرمائی تاکہ اس کی گود

میں پلنے والی اولاد نیک وصالح بن سکے، پھر اس کی بھی تاکید فرمائی کہ جب میال ہوی کا ملاپ

ہونے لگے تو اس سے پہلے دعا کا اہتمام کریں جو دراصل ہونے والی اولاد کو جیطانی اڑات سے

محفوظ رکھنے کی درخواست ہے، پھر جب بچہ پیدا ہوجائے تو سب سے پہلے اس کے کا نول میں اللہ کی

مخفوظ رکھنے کی درخواست ہے، پھر جب بچہ پیدا ہوجائے تو سب سے پہلے اس کے کا نول میں اللہ کی

ہڑائی پر مختل اذان وا قامت کے کلمات بلوانے کی تاکید فرمائی، آپ تائیلی اس کے کا نول میں اللہ کی

ہڑائی پر مختل اذان وا قامت کے کلمات بلوانے کی تاکید فرمائی، آپ تائیلی اس کے کا نول میں

ہرائی پر مختل اذان وا قامت کے کلمات بلوانے کی تاکید فرمائی، آپ تائیلی مرتبہ تھر میں پڑا ہوا تھور منصل کی

میں ڈالنے لگا تو آپ نے فرمایا "کلک ہورا کو سیکی ہو پر والدین کو تربیت اولاد اور مائیوں کی

معاشرہ کی اصلاح مطلوب ہے تو تربیت اولاد پر توجد دینی ہوگی جلول اور اصلاتی پروگراموں سے

معاشرہ کی اصلاح مطلوب ہے تو تربیت اولاد پر توجد دینی ہوگی جلول اور اصلاتی پروگراموں سے

معاشرہ کی اصلاح مطلوب ہے تو تربیت اولاد پر توجد دینی ہوگی جلول اور اصلاتی پروگراموں سے

مقتی بلی تو پیدا ہوسکتی ہے نیکن نفوں کام مکن نہیں۔

وتی بلی تو پیدا ہوسکتی ہے نیکن نفوں کام مکن نہیں۔

وتی بلی تو پیدا ہوسکتی ہوسکتی نیکن نفوں کام مکن نہیں۔

وتی بلی تو پیدا ہوسکتی ہوسکتی ہو تی بھوگی جلوں اور اصلاتی پروگراموں سے

وتی بلی تو پیدا ہوسکتی ہوسکتی ہوسکتی ہوسکتی ہوسکتی ہو تو پیلی تو پیدا ہوسکتی ہو تو ہوسکتی ہو

اصلاح خواتنين پرزور

خواتین معاشرہ کا نصف بہتریں اور انسانی معاشرہ پرا اثر انداز ہونے کی غیر معمولی صلاحیت کھتی ہیں کئی بھی معاشرہ کی اصلاح خواتین کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں خواتین کی اصلاح اور فساد دونوں متعدی ہیں ایک خاتون کا بگونا پورے خاندان کا بگونا ہے جب کہ ایک خاتون کے داہ راست پرآنے سے پورامعاشرہ شاہ راہ دین پرگامزن ہوجاتا ہے، خواتین کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی رحمت تالیہ اپنے شروع سے اصلاح خواتین پرزور دیا، آپ تالیہ اپنے ہفتہ میں ایک دن خواتین کی نصیحت کے لئے خص کردیا تھا، عبدین کے موقع پرخواتین سے بھی خطاب فرماتے خواتین کی نصیحت کے لئے خص کردیا تھا، عبدین کے موقع پرخواتین سے بھی خطاب فرماتے تھے، ایک مرتبہ عبدالفطریا عبدالاضی کے موقع پرآپ باٹی ایک قشریف لاتے تو عورتوں کی ایک

⁽⁾ بخاری باب العبد راع فی مال سیده، حدیث ۲۴۰۹

جماعت کے پاس بھی تشریف لے گئے (جونماز کے لئے الگ کوشیس جمع تھیں) اوران کو مخاطب کرکے فرمایا اسے عوتوں کی جماعت! ہم صدقہ خیرات کیا کرو کیوں کہ میں نے اکثر کو دوزخ میں دیکھا ہے (بین کر) عورتوں نے کہا یار مول اللہ کا ٹیٹی اس کا کیا سبب ہے؟ آنحفرت کا ٹیٹی نے فرمایا 'نہ کھور و ن کی نافر مانی و ناشکری کرتی ہو میں نے عقل و دین میں کمزور ہونے کے باوجود ہو ٹیار مرد کو بے وقو ف بناد سینے میں ہم سے بڑھ کرکی کو نہیں دیکھا یہ من کم ور ہونے کے باوجود ہو ٹیار مرد کو بے وقو ف بناد سینے میں ہم سے بڑھ کرکی کو نہیں و کھا یہ من کم ور تو کہ ای آدھے مرد کی گواہی کے برا رفیس ؟ انہوں میں کیا کی ہے؟ آپ سے آٹ نی الم اللہ کا ٹیٹی ہوتا کہ جس وقت عورت کی تھا ہی کہ وری ہے، اور کیا ایس کی وجورت کی عقل کی کمزوری ہے، اور کیا ایس نہوں ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور ندروز و گھتی ہے انہوں سے ہوتا کہ جس وقت عورت مالت جس میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور ندروز و گھتی ہے موجود و معاشرہ میں اصلاحی کو سیستھوں کے باوجود مطلوبہ تنائج عاصل ند ہونے کی بنیادی و جہ اصل حود و تین سے پہلو تی ہے، آپ کا ٹیٹی کی شہر موجود و معاشرہ میں اصلاحی کو سیستھوں کے باوجود مطلوبہ تنائج عاصل ند ہونے کی بنیادی و جہ اصلاح خوا تین سے پہلو تی ہے، ہے بردگی، چست لباس بیش پرستی اور مردول سے اختلاط عام سے جس کے برے اثر ات مرتب ہورہے یہ فرق آئین کوشرم و حیا کا پابند بنا ناضر و دری ہے۔

سنسب جلال کی تا تحید

معاشرہ کی اصلاح کے لئے ایک کلیدی اقد ام معاشرہ کو ترام خوری سے محفوظ رکھنا ہے، ترام فذا کا عادی معاشرہ بھی نیک اور صالح نہیں بن سکتا، قرآن مجید میں پیغمبروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا: "یا ایھا الر سل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا" (المومنون) ائے رسولو! پاکیرہ چیز میں کھاؤ اور نیک عمل کرو ۔ آبت میں صاف اشارہ ہے کہ نیک منتے کے لئے ملال اور پاکیرہ فذا ضروری ہے، ملال کمائی اسی اجمیت کے پیش نظر نبی رحمت تا شیار نے کسب ملال کو فرائض کے بعد ایک ایم فریضہ قرار دیا ہے۔ عصر حاضر میں اصلا می کوسٹ شول کی ناکامی کی ایک و جہ ترام فذا کا جو ناہو و اس پر غور نہیں و جہ ترام فذا کا جو ناہری اولاد کی ہے راہ روی پر فکر مند ہوتے ہیں لیکن و ہ اس پر غور نہیں

^()بخاری باب ترک الحائض الصوم، حدیث۳۰۴

كرتے وہ خود اسپينے بچول كى حرام غذاسے پرورش كررہے ہيں۔

اصول اصلاح کی رعایت

نبوی اصلاح معاشر ، مہم کی کامیانی کی ایک اہم و جداصول اصلاح کی رعایت ہے، اصلاح کے خواہشمندوں کو چاہئے کہ وہ اصول اصلاح کی مکل رعایت کریں آپ کا ٹیکیٹر اصلاح میں تدریج کا لحاظ فرماتے تھے، سارے احکام ایک ہی دفعہ لاکو نہیں کرتے تھے، نیز مخاطب کے حالات اور نفی نیات بھی ملحوظ رکھتے تھے، سارے افراد کو ایک لاٹھی سے نہیں ہا نکتے تھے، ہر ایک کے ساتھ اس کے حسب حال تشکو فرماتے تھے، فر دکی اصلاح جماعت کی موجود گی میں نام لے کرنہیں فرماتے تھے، کرنہیں فرماتے تھے، کتب احادیث میں رسول اکم کا ٹیکٹر نہیت کے نمونے بکثرت پائے جاتے ہیں، حضرت اس سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کا ٹیکٹر نہیت کے نمونے بکٹرت پائے جاتے ہیں ایک انس صحید میں دافل ہوا اور کھڑے ہو کہ پیٹا ب کرنے لاگھ حال سے تھے اس کو پیٹا ب سے مت روکو اس کو چھوڑ دو، لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا بہال کہ وہ فارغ ہو چکا چر آپ کا ٹیکٹر نے اس کو بلا یا اور فرمایا: مسجد بیٹا ب اور عباست کی جگہ نہیں ہے، یہ والڈ کا ذکر نماز اور قر آن کی تلاوت کے لئے ہے پھر ایک شخص کو حکم دیا جو ایک ڈول پائی سے، یہ والد کا ذکر نماز اور قر آن کی تلاوت کے لئے ہے پھر ایک شخص کو حکم دیا جو ایک ڈول پائی ایکٹر ایس کی بہادیا۔ دول پائی اور فرمایا در بہادیا۔ دول کا ک

اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اصلاح کے لئے آپ اشخاص اور زمان ومکان کی بھر پور رمایہ واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اصلاح کے بیالی نابلد تھا تب ہی اس حرکت کا مرتکب ہوا آپ ٹائیڈ نے اس کے طرز ممل سے اس کے دینی معیار کو بھانپ لیا پھر اس کے مطابق اس کے معاشرہ کی مہم لے کرافھنے والے اکثر لوگ اصول اصلاح کی رمایہ نیت نیت اصلاح کی رمایہ اصلاح کی رمایہ نیت نیت اصلاح کی رمایہ نے کہ ایکٹر اسلام کی کو سند تیس کر ایکٹر کرائی ہیں۔

ر سول الله تأثيل مصلح اعظم تصاب ايك كامياب داعي تصر بهت بي مختصر عرصه مين آب تأثيل الله

() "فجأبدلومنماءفشنهعليه" (مسلم باب وجوب غسل البول، حديث٢٨٥)

نے ایسی اصلا تی مہم چلائی کہ دور دور تک اس کے اثرات پہوپنچے اور دور جاہلیت کے فونخوار انسان اخلاق وانسانیت کے اوج ثریا کو پہوپنچ گئے، مولانا عبدالماجد دریابادی آسیے منفرد اسلوب میں اس پر یول روشنی ڈالتے ہیں: ''لکین دنیا میں یہ انقلاب روحانی پیدا کردینا کرگ تک جور ہزن تھے آج وہ ایسے رہبر بی نہیں بلکہ بہترین رہبر بھی ہوجا ہیں، کل تک جن کی زعدگی فن وقور کی فرقی آج وہ بلنج ومقدس مرتبہ پر بہور پنج جائیں کہ صداقت و پا کیرگی کو ان کے اشاب سے شرون حاصل ہوجائے، کل تک جو ہر دہ تھے آج وہ زندہ ہی نہیں بلکہ دوسرول کو زعرہ کرنے والے من جائیں، ایسے آقاب کا طلوع جو ہر ذرہ کو آقاب بناد ہے، ایسے سے کا نزول جومردہ کو تی بناد ہے اس کی نظیر دنیا میں بجر سرورد و مالم کے صحابیول کے، بجر محمد کا انتیان کے فلامول کے اور کہیں بھی مل اس کی نظیر دنیا میں بجر سرورد و مالم کے صحابیول کے، بجر محمد کا انتیان کے فلامول کے اور کہیں بھی مل سکتی ہے؟ نادانوں کا قول ہے کہ خاتم انبیین نے کوئی معجرہ نہیں رکھا مالاں کہ یہ پاک زندگی شروع سے آخرتک خود ایک معجرہ تھی ،اس کا کوئی جزئیدا یہ اندانی کہ یہ پاک زندگی دروع سے آخرتک خود ایک معجرہ تھی ،اس کا کوئی جزئیدا یہ اندانی انتھا جو اپنے اندرایک اعجازی رنگ درکھتا ہوں۔

خاندانی زندگی اوراسوهٔ رسول سلانتیالیم

انسان کودیگر جائدار مخلوقات سے جو چیز ممتاز کرتی ہے، وہ انسان کامدنی الطبع ہوناہے، انسان انس سے بنا ہے، بنی نوع انسانی سے نبیت اور لگاؤ اس کی فطرت میں داخل ہے، کوئی بھی فرد معاشر سے سے کٹ کرتنہا ذیر گئی نہیں گذار سکتا، چاہے عیش وعشرت کے سارے سامان فراہم ہوں، ہیں و جہ ہے کہ سب سے پہلے انسان صرت آدم علیہ انسلام کو جب جنت میں رکھا محیا تو وہ ہر قسم کی نعمتوں کے باوجو دخود کو بے چین و بیا و محموس کرنے گئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں پہلی سے حضرت آدم علیہ السلام کو سکون و قرار حاصل بائیں پہلی سے حضرت تو اعلیہ السلام کو پیدافر مایا جن سے حضرت آدم علیہ السلام کو سکون و قرار حاصل ہوا۔ انسان چاہے کئی بھی خطر کا باشدہ ہواور کئی بھی قوم دمذہ ب سے تعلق رکھتا ہوا ہے نئی اور افراد خاندان اور خاندان کی فطری ضرورت ہے، ہی و جہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاندان ورشہ داری کے نظام کو بطور نعمت کے ذکر فرمایا: ارشاد ربانی ہے:

وهو الذي خلق من الماء بشر افجعله نسباو صهر او كان ربك قدير ا()

وہ ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا تھیا، پھر اسے نسب والا سسسسرالی رشۃ والا کردیا۔بلاشہآپ کا پروردگار(ہرچیزپر) قادرہے۔

خاندان انسانی معاشرہ کے لئے ریڑھ کی پڑی کی جیٹیت رکھتا ہے،اس سے سماج کو استخلام حاصل ہوتا ہے، نسلیں ترقی کی منزلیں طے کرتی ہیں، اخلاق و انسانیت کی اعلی قدرول کا تحفظ ہوتا ہے، جن معاشرول میں خاندانی نظام ٹوٹ بھوٹ کا شکار ہوجا تا ہے، بالعموم وہ انحطاط کی طرف تیزی سے روال دوال ہوجاتے ہیں، مادیت ولاد بینیت کے مغربی رجحان نے مغربی خاندانی نظام کو درہم برہم کرکے رکھ دیا ہے۔ مغربی خاندان تیزی کے ساتھ بکھرتے جارہے ہیں جن پر جوئی کے مغربی دانشورتشویش کا اظہار کررہے ہیں، جہال ہوی اوراولاد اوروالدین کے رشے اپنی معنویت کھوتے جارہے ہیں۔ مغربی معاشرہ کے افراد خاندانی رشتوں کو فرسودہ قراردے کرسال

﴿)الفرقان:٣٥

اسوة رسول ملاطقة بحيثيت ببيثا

انسانی تعلقات میں سب سے گہراتعلق اولاد اور مال باپ کا ہوتا ہے، اولاد پر مال باپ کے حقوق سب سے زیادہ ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جہال کہیں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اس کے فری بعد والدین کے ساتھ حمن سلوک کی تا محید فرمائی ہے۔ اگرچہ دسول اللہ کا اللہ کا اللہ کا پیکن میں ہی افتقال ہوگیا تھا۔ لیکن آپ کا ٹیکٹ نے اسپنے رضاعی والدین، اس طرح اسپنے چھا اور جینچے کا برتاؤ کیا۔ آپ کا ٹیکٹ نے اپنی اسپنے انتہائی سعادت مند پیلے اور جینچے کا برتاؤ کیا۔ آپ کا ٹیکٹ نے اپنی رضاعی مال عیمہ سعدیہ کے ساتھ ایک انتہائی سعادت مند پیلے اور جینچے کا برتاؤ کیا۔ آپ کا ٹیکٹ نے اپنی رضاعی مال عیمہ سعدیہ کے ساتھ مجت وعظمت کے اظہار میں کوئی دقیقہ نمیں چھوڑا۔ عمرہ صدیبیہ کے موقع پر جب آپ کا گذرا سینے اصحاب کے ساتھ مقام ابواء کے پاس سے ہوا تو فر ما یا اللہ تعالیٰ کے موقع پر جب آپ کا گذرا سینے اصحاب کے ساتھ مقام ابواء کے پاس سے ہوا تو فر ما یا اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ موقع پر جب آپ کا گذرا سینے اصحاب کے ساتھ مقام ابواء کے پاس سے ہوا تو فر ما یا اللہ تعالیٰ موقع پر جب آپ کا گذرا سینے اصحاب کے ساتھ مقام ابواء کے پاس سے ہوا تو فر ما یا اللہ تعالیٰ موقع پر جب آپ کا گذرا سے ناصحاب کے ساتھ مقام ابواء کے پاس سے ہوا تو فر ما یا اللہ تھا گ

بحيثيت باپ

ایک باپ کااپنی اولاد کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہئے، اس کانمونہ دیکھنا ہوتو فاطمۃ الزھراءُ کے عظیم باپ کی سیرت پڑھئے۔ باپ کو اولاد سے بے پناہ مجت ہونی چاہئے، باپ کی ذمہ داری ہے کہ جہال وہ اولاد کی دنیوی ضرور یات کی تخمیل کرتا ہے دہیں ان کی دینی واخلاقی تزبیت پر

^()زار النبي ﷺ قبر أمه، فيكي وأبكي من حوله" (مسلم باب استئذان النبي ﴿ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلِهُ عزو جل في زيارة قبر امه، حديث ٢ ٧ ٩)

⁽۲)هاهنانزلت بی امی (بل الهدی والرثاد،الباب الناسع فی عدمه ۱۳۹۳،دارالئتب العلمید پیروت) (۳)"و کان پیعث المی تو بیة مرضعة لصلبه و کسوة" (الشفاء،الصلة و حسن الد ۲۶۱۱) (۴) شعب الایمان،برالوالدین،مدیث ۲۲۲۲

بھر بورتوجہ دے۔

وسرے ہواں کی اس اولاد سے بھی مجت فر ماتے تھے جو آپ ٹاٹیلی سے قبل دوسرے شوہروں سے ہوارہو چک تھیں، جن سے انہیں اولاد بھی تھیں، جو اپنے ددھیال میں رہتی تھی، تھی ان کا اپنی والدہ اور سوتیلے والدمحمد عربی ٹاٹیلی کے ہیاں آتا ہوتا تھا تو آپ ٹاٹیلی ان سے اس قدرمجت فر ماتے تھے کہ وہ مدد رجہ آپ کا ٹاٹیلی سے مانوس ہو بھی تھے۔ ام الموشین صرت ام سلم کے ساتھ ان کے ساتھ اولاد ہوئیں تین حضرت عمروتے ہوئی رسول الدی ٹاٹیلی کے گھر میں دہتے تھے، آپ کوکل سات اولاد ہوئیں تین کوئے اور چارلز کیال، لڑکے بچن می میں انتقال کر گئے، البتہ لڑکیال بڑی ہوئیں، اور ان میں بعض صاحب اولاد بھی ہوئیں۔ آپ ٹاٹیلی کے ایک فرز محضرت ابراہیم مادیہ قبطیہ کے بطن سے بعض صاحب اولاد بھی ہوئیں۔ آپ ٹاٹیلی کے ایک فرز محضرت ابراہیم مادیہ قبطیہ کے بطن سے بیدا ہوتے تھے جب ان کی ولادت کی خوشخبری آپ ٹاٹیلی کو دی گئی تو آپ ٹاٹیلی نے خوشخبری کے بیدا ہوتے تھے جب ان کی ولادت کی خوشخبری آپ ٹاٹیلی کو دی گئی تو آپ ٹاٹیلی نے خوشخبری کے سے والے کوایک فلام عطا کیا۔ (۲)

اولاد کی گلہداشت ان کی پرورش کا حد درجہ اہتمام کی ضروریات فرماتے تھے ان کی درکی گئی ہداشت ان کی پرورش کا حد درجہ اہتمام کی ضروریات فرماتے تھے ان کی درگی کی بے حدف کر کرتے تھے، ایک مرتبہ چندصحابہ نے کچھردوئی اورسالن آپ کے پاس بطور پدیہ کے بھیردوئی کے بھیردوئی کے بھیردوئی کے اس دفت رکھ کرحضرت فاطمہ نے بھیران بھیجا اور فرمایا کہ فاطمہ کے گھروالے بھی آج بھو کے بین ۔ آپ بھی آج بھو کے بین ۔ آپ بھی آج بھو کے بین ۔ آپ بھی آپ بھی آپ بھی ہے۔ بھی آپ بھی آپ بھی آپ بھی ہیں ۔ آپ بھی ہے۔ بھی آپ بھی ہیں ۔ آپ بھی ہے۔ اور فرمایا کہ فاطمہ کے گھروالے بھی آپ بھی ہیں ۔ آپ بھی ہے۔ بھی ہی ہے۔ بھی ہ

^()فاعتقه فتبناه (اسدالغابه ، زيد بن حارثه ٣٥/٢ م)

⁽۲)سبلالهدى والرشادفي سيرة خير العبادفي عدد أو لاده ٢ ١ ١ ١

⁽٣) يا أيوب أبلع بمذا إلى فاطمة لأنما لم تصب مثل هذا منذ أيام (سبل المهدى والرشاد في صد عيشه في الدنيه)

آپ تائی آن کی بڑی صاجزادی حضرت زینب ابوالعاص کے نکاح میں تھیں، آپ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ نہ آسکیں، قریب ڈیڈ ھسال کے بعدان کے شوہرابوالعاص نے ایک معاہدہ کے تخت انہیں مدینہ منورہ روانہ کیااورخود ویل مقیم رہ گئے تھے، فتح مکہ سے قبل وہ قبول اسلام سے مشرون ہوکر مدینہ منورہ آئے تو آپ تائی آئے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کیا، اور اس رات وہ حضور تائی آئے آئے میں اس کیا، اور اس رات وہ حضور تائی آئے آئے میں اس کیا، اور اس رات وہ حضور تائی آئے آئے میں اس کیا، اور اس رات وہ حضور تائی آئے آئے میں اس مقیم رہیں۔ ()

صاجزاد یول کے ساتھ بڑی مجت کرتے تھے۔ دورِ جاہلیت میں لڑ کیول کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ آپ نے اس لعنت کا خاتمہ فر مایا۔ آپ نے ایک موقع پر فر مایالڑ کیول سے نفرت نہ کرویس خودلڑ کیوں کاباب ہول۔ (۲)

اولادکی پیدائش پر اُظہار مسرت فرماتے تھے، حضرت فاطمہ ؓ کو اولاد ہوئی تو آپ ٹاٹائیا ہے۔ نے خود نام رکھا، عقیقہ کیا، اور بیٹی سے فرمایا فاطمہ! ان کے بال اتارو اوران کے ہم وزن جاندی خیرات کرو۔ (۲)

اسی طرح جب صاجزادیال شادی کی عمری پہنجیں تو آپ نے نیک شوہرول کا انتخاب فرما کرشادی کے بندھن میں باندھ دیا۔اولاد کی دینی تربیت پرخصوصی توجہ دیا کرتے تھے،
ایک مرتبہ آپ کی چبیتی بیٹی حضرت فاظمہ "اپنا پار حضرت ہند بنت بھیر کو دکھلارہی تھیں کہ حضور تا تُلَیِّ تشریف لائے ،اور یہ منظر دیکھ کروا پس لوٹ گئے،حضرت فاظمہ "نے حضرت کا ٹھی کو ایس لوٹ گئے،حضرت فاظمہ "نے حضرت کی ایک کا بارد ہے کر بازار بھیجا، انہول نے بارکو چیج کرایک فلام کو آزاد کیا، جب آپ ٹائیلی کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ہے۔حدوش ہوئے۔(۴)

⁽⁾ فاستجار بها (الرض الخانس ۱۳۵۵ ۵۰ دارا حیاءالتراث العربی بیروت) (۲) لاتکو هو ۱۱ لبنات (شعب الایمال، حقوق الاولاد مدیث ۸۳۲۸) (۲) و تصدقی بزنه شعره فضه (ترمذی باب العقیمی مدیث ۱۵۱۹)

^(*) فباعت فاشتوت غلاماً فاعتقه (منداسحات مديث ٢١٠٧)

بحيثيت شوهر

🚭 رسول الله کاللیکالئے نے میاں ہوی میں سے ہرایک کوتلفین فرمائی کہ وہ دوسرے کے حقوق میں کو تاہی نہ کرے، شوہروں سے کہا گلیا کہتم میں بہترین وہ ہے جوابینے اہل کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتاہے، اور بوبوں پرشوہروں کی اطاعت کی تائمید فرمائی۔ جہاں تک خود آپ ٹاٹیالیا کے برتاؤ کا تعلق ہے بتو آپ می ٹالٹے اپنی تمام از دواج کے ساتھ ایسابرتاؤ فرماتے کئی کوشکا بہت کا موقع نہیں ملتا اور ہرز و جہ پیمحسوں کرتیں کہ آپ مجھے زیاد ہ چاہتے ہیں، آپ منصب رسالت پر فائز ہونے کے باوجودازواج کی ناز برداری فرماتے،ان کے ساتھ بے تکافی کامظاہرہ فرماتے تھے، آپ ٹاٹیا کی گھریلوزندگی میں اس قدرتوازن تھا کہ ویسی زندگی ایک پیغمبر ہی سے ممکن ہوسکتی ہے، حضرات بمحابه کرام فرمات بین که رسول الله کاتالیجانے نے تھر میں ایسے اوقات کو تین حسوں میں تقسیم كرركها تھا، ایک حصہ عبادت کے لئے، دوسرا گھریلو ذمہ داریوں کے لئے اور تیسرا حصہ آرام وراحت کے لئے آپ نبوت ورسالت کے منصب جلال پر فائز تھے لیکن لیکن گھر میں داخل ہوتے تو جیره متبسم جوتا، مسکراتے جوتے گھرییں قدم رنجہ ہوتے ،سلام میں پہل کرتے،حضرت عائشہ فرماتی بیں که رسول الله کاٹلیا تھر میں تشریف لاتے تواہل خانہ کے درمیان ایسے لئے ممتاز مقام بہند مذفر ماتے، جب تک گھریں رہتے تھی محسی کام میں مشغول رہتے، آپ باللے آغاز واج مطہرات کی تعلیم وتر ببیت *کو بڑ*ی اہمیت دیا کرتے تھے، اپنی عملی زندگی سے انہیں اصلاح کی طرف متوجہ فرماتے، انسار ومہاجرین کی خواتین از دواجی زندگی کے مسائل لے کر از واج مطہرات سے رجوع كرتيں،اورحنور كاللي اللہ ان اللہ ہوابات مرحمت فرماتے۔ایک طرف ازواج کے حقوق کا ہتمام ہوتا دوسری طرف اللہ اوراس کے دین کامئلہ آتا تو ذرہ برابرزی نہ کرتے ،از واج کے سا نقەشغولىيت آپ ئاتلۇنىچ كوكىي طرح اللەسەغافل يەكرتى تقى ،حضرت عا ئىشە فرماتى بىس كەھنور تاتلۇنىڭ

جب ہم میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہوتے تو اس قدر چاہت اور اپنائیت سے باتیں فرماتے کہ میں خیال تک نڈکٹر تاکہ آپ اولو العزم پیغمبر ہیں مگر جب اذان ہوتی تواذان کے پہلے بول کے ساتھ اس طرح بدل جاتے کہ یوں معلوم ہوتا کہ پہلے سے ختلف آدمی ہیں۔

ائل فاعہ کے ساتھ صدور جدافلا تی اور بے پہلنی کا معاملہ فرماتے بلکہ ان کی ناز برداری فرماتے،

ہولوں کے ساتھ اس طرح اشتراک فرماتے کہ بعض دفعہ ان کا جموطا تک مجست سے تھا لیتے، () اوران

کے درمیان پیش آنے والی با تول میں برابر شریک ہوتے، حضرت مائشہ فرماتی میں کہ ایک مرتبہ میں

نے میں نے ایک فاص قسم کا کھانا تیار کیا اس وقت حضرت مودہ ہیں موجود تھیں، اور سرکار دومالم بائٹیائٹہ دونوں کے درمیان تشریف فرماتھے، بے کالمی کا ماحول تھا، میں نے حضرت مائٹہ نے کھانے کی گذارش کی توانہوں نے انکار کردیا میں نے کہا تھاؤ ور میں اٹھا کرتبہار سے منہ پرمل دول گی، گھر بھی انہوں نے دمانا، تو حضرت مائٹہ نے کھانا لیکر ان کے منہ پر امیوں نے دمانا، تو حضرت مائٹہ نے کھانا لیکر ان کے منہ پر ایس ویا، نبی دیمنہ پرملوتا کہ حماب برابر ہو جائے، چنانچہ مودی تھے کھر حضرت مودہ ہے منہ پر مائٹہ بھی حضرت مائٹہ ہے کہ منہ پر ملوتا کہ حماب برابر ہو جائے، چنانچہ مودہ ہے تھے ایسانی کیا () اس طرح ایک باری مقرد فرمائے تھے آبی میلون میں کی زیاد تی پر اللہ مقرد فرمائے تھے قبی میلان میں کی زیاد تی پر اللہ مقرد فرمائے تھے تھی میلان میں کی زیاد تی پر اللہ تعالی سے بوں دعا فرمائے تھے در مائے تھے تھی میلان میں کی زیاد تی پر اللہ تعالی سے بوں دعا فرمائے تھے کہ پرورد کار جو چیز میرسے اختیار سے باہر ہے اس میں میری پکو د فرمائے تھے اس میں میری پکو د فرمائے تھے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائے تھے اس میں میری پکو د فرمائے تھے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائے تھے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائے قرمائے تھے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائے

⁽۱) كنت اشرب و انا حالض ثم انا وله النبي صلى انه عليه وآله وسلم فيضع فاه على موضع في فيشرب.(صحيحمسلم,بحوالهمشكؤةشريف, ۵۲)

⁽۲) مندا بی بیعلی مندعائش مدیث :۳۳۷ ۱۱ ملامه بیعی فرماتے یں که :اس مدیث کوابو بیعلی نے روایت کیا ہے۔ اوراکے روال سیج کے روال ہیں سوائے محد بن عمر بن علقمہ کے ،ان کی مدیث سے : مجمع الزوائد،باب عشرة النماء مدیث : ۷۹۸۳)

⁽٣)عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقسم بين نسائه فيعدل ويقول اللهم هذه قسمتى فيما أملك فلاتلمني فيما تملك و لا أملاًكُنْكُن الرّمذي ك تأب الن * اح عن رمول كَاثَيْكِمْ باب ما جاء في النّموي * بين الفرائز،مدين ١١٢)

کے بعد مسجد نبوی ٹاٹیائی کی تعمیر سے فراغت ہوئی تواز واج مطہرات کی رہائش کے لئے کمرے تعمیر کئے،ہر کمرولمبائی میں دس ہانتہ اور چوڑائی میں چھسات ہاتھ سے بڑا مذتھا۔ ()

ابندائی زندگی تو عسرت کی تھی، جب فتوحات کاسلد شروع ہوا تو ہر زوجہ محترمہ کے ابندائی زندگی تو عسرت کی تھی، جب فتوحات کاسلد شروع ہوا تو ہر زوجہ محترمہ کے ایسے ۸۰ اون مجوراور ۲۰ وی جو (اناج) سالاند فلہ کے طور پر دیا جا تا جس کا انتظام حضرت بلال فرمایا کرتے تھے۔ (۲) آپ کامعمول تھا کہ عصر کی نماز کے بعد از واج مطہرات سے تشریف نے جاتے اوران کی ضروریات معلوم کرکے بیمیل فرماتے تھے، از واج مطہرات سے بڑی مجبت کرتے تھے، آپ نے امت کے مردول کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنی ہویوں کے سافہ مجبت کرتے ہوگئی آتے، ہوی کو دنیائی سب سے بہتر بن متاع قرار دیا، ساری بی از واج سے مجبت کرتے، کسی زوجہ کی فلمت وشان کے خلاف کوئی بات سننا ہر گڑ کو ارانہ فرماتے گئی نیات سننا ہر گڑ کو ارانہ فرماتے گئی نے مانع دبنتی تھی ، فلا ف شرع کوئی بات سننا ہر گڑ کو ارانہ بیش آتی تو فر آ ٹو فر آ ٹو کوئی بات

بحيثيت داماد

انسانی زندگی میں سسسرائی رشتہ کی بڑی اہمیت ہے، رسول اللہ کا دشتہ کے سلسرالی رشتہ داروں کا سلسلہ طویل تھا بھی رشتہ داروں کے ساتھ اخلاق کا برتاؤ فرماتے، آپ نے اپنی خوش داروں کا سلسلہ طویل تھا بھی رشتہ داروں کے ساتھ اخلاق کا برتاؤ فرماتے، آپ نے اپنی خوش دامن صاحبہ صفرت امرومان (زوجہ حضرت ابوبکٹ) کے تعلق سے فرمایا کہ اگر کوئی دنیا کے اندر حور جیسی عورت کو دیکھ کے دیکھ کو دیکھ کے دیکھ کیکھ کے دیکھ ک

()طبقات أبن معد

 ⁽۲) يعطى كل امرأة من نسائه ثمانين وسقا من تمر كل سنة (دلائل النبوق باب ماجرى لعبد الفتح في الكنز ۱/۲۳ ، دار الكتب العلميه بيروت)

⁽٣)فلينظر إلى ام رومان(مستدرک حاکم، ذکر مناقب عبدالرحمن. ۶۰۰ :)

جب ان کا انتقال ہوا تو قبر میں اتر کر بول دعافر مائی کدا سے اللہ ام رومان نے تیری راہ میں اور تیرے رسول کی خاطر کیا کیا مصیبتیں جھیلی ہیں، تجھے سے پوشیدہ نہیں۔() اسپینے خسر سیدنا ابو بکرصد الت کے تعلق سے فرمایا سوائے ابو بکڑ کے کوئی اور نہیں جس کو میں نے اسلام کی دعوت دی ہو،اوراس نے بغیر تیکئیا ہے کے اسے قبول کرلیا ہو۔(۲)

آپ خسرمحترم کی دلجوئی کابڑا اہتمام کرتے تھے۔اگرکوئی تکلیف دہ بات پیش آتی تو فررا متنبہ فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ صرت سیدنا ابو بکڑ بیمار ہو گئے،تو حضرت عائشڈ کی درخواست پر رسول الله تکٹیلیٹے نے ان کے حق میں دعائے صحت فرمائی۔

آپ کے ایک اورخسر حضرت عمر فاروق ٹی تھے، آپ ٹاٹٹائٹا ان کے ساتھ بھی نہایت شریفانہ برتاؤ فرماتے تھے۔

بحيثيت خسر

ضر کی جنتیت سے اپنے دامادوں کے ساتھ آپ کا روید انتہائی مشفقان تھا،آپ کی چار صاجزادیال تھیں اور چاروں کا نکاح جوا۔آپ کا شاتھ کے سب سے بڑے داماد صفرت ابوالعاص سے جو صاجزادی صفرت سدہ زینب کے شوہر تھے، ابوالعاص کے ساتھ آپ نے بڑا کر یمانہ سلوک فرمایا۔ابوالعاص سے مشعد سے ملک شام سلوک فرمایا۔ابوالعاص سے مساقری ہیں قریش کے کچھولوگوں کے ہمراہ تجارت کے مقصد سے ملک شام گئے تھے،اس وقت شام کی سرصدایک پیاڑی علاقہ پر ابو بھیر اور ابو جندل پناہ گزیں تھے،انہوں نے اس مجارتی قافلہ کے سارے سامان کو ضبط کرلیا سواتے ابوالعاص کا میں ہوگار کرلیا، ابوالعاص مدینہ گئے جہال دختر رسول کا شائے ضرت زینب شنے انہیں پناہ دی ،جب آپ کا شائے کے علم ہواتو آپ نے سے ہم اس کو پناہ دیدو۔ بلکہ صحابہ سے سے مہامیری بیٹی نے جسے پناہ دی ہے بہتر ہے تم بھی اس کو پناہ دیدو۔ بلکہ صحابہ سے سفارش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان پر احمان کرکے ان کا مال کو ٹادو (۲) یہ داماد کے صحابہ سے سفارش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان پر احمان کرکے ان کا مال کو ٹادو (۲) یہ داماد کے

⁽⁾لم يخفعليك مالقيت الهرومان فيك ورسولك (الروض الانف تيرالا قك ٣٣/٤) (٢) السيرة النبويه لابن كثير ١٥ ٣/٢، دار المعرفه بيروت

⁽٢) الروض الانف غروة بدرالكبرى ٢٧ ر٥

حن سلوک کی اعلیٰ مثال تھی ،ان کے علاوہ حضرت عثمان اور حضرت علی مح شرف دامادی حاصل ہوا۔ ان دونوں کے ساتھ پیغمبر اسلام کے حن برتاؤ کے واقعات کتنب سیرت میں بھرے پڑے ہیں، حضرت علی تو آپ سی تھے۔ تکاح کے آغاز سے اختیام تک آپ کی مکل میں، حضرت علی تو آپ سی ایسی کی مکل سر پرستی حاصل تھی ، دامادوں کی اپنی ہویوں کے ساتھ کسی بھی طرح کی ناچاتی پیدا ہوئی تو خوش اسلوبی سے اسے حاصل کر لیتے۔

بحيثيت سريرست خاندان

بحیثیت نانااورسر پرست فائدان کے آپ نے تمام اہل فائدان چھوٹوں اور نواسوں کے ساتھ انتہائی مجست اور شفقت کا معاملہ فرمایا۔ ایک طرف شفقت تھی ، دوسری جانب دین وشریعت کے معاملہ میں تھی تھی ، حضرت فاطمہ انتہائی چینی صاجزادی تھیں ، آپ ان سے بے مدمجست کرتے تھے، لیکن قبیلہ ہو محزوم کی ایک فاتون سے سرز دہوئے سرقہ کے معاملہ میں جب اسامہ بن زید نے آنحضور کا ٹائیل کی خدمت میں سفارش کی توسخت ناراض ہوئے ، چہرة انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ یہ فاطمہ محزومیہ کا معاملہ ہے آگر فاطمہ بنت محمد کا ٹائیل تھی یہ حرکت کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کو ادر بتا۔ ()

اس واقعہ سے سرپرست خاندان کو یہ پیغام ملتا ہے کہ وہ اسپنے افراد خاندان کے ساتھ دین کے معاملہ میں کسی طرح کی رواداری نہ برتے،اس واقعہ میں سفارش کرنے والے صحابی حضرت اسامہ جو آپ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید کے فرزند تھے، آپ کو دونوں سے بے انتہا مجت تھی، اس سے لوگوں نے سفارش کے لئے اسامہ کا انتخاب کیا،اسامہ سے بے پناہ مجت کے باوجود وین کا معاملہ آیا تو آپ تا تا گائے نے بحث برجی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے فرمایا اسامہ! اللہ کی ایک مد کے نعلق سے مفارش کرنے ہوئے ان سے فرمایا اسامہ! اللہ کی ایک مد کے نعلق سے مفارش کرنے آئے ہو؟

آپ سائل بحیثیت نانا نواسول کی تربیت اوران کی تعلیم کابے مدخیال فرماتے تھے، آپ

⁽⁾ لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها (ترمذىباب، هاجاء في كراهية أن يشفع في الحدو، حديث ١٣٣٠)

کے نواسوں میں صرت سدہ فاطمہ الزہراء سے صرت من جمین مام کلثوم وزینب پیدا ہوئے ()

میدہ زینب سے علی بن عاص اور میدہ امامہ پیدا ہوئیں، جبکہ صرت رقیہ کے بطن سے
عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے، آپ کی نواسی امامہ حالت نماز میں آپ کی گردن پر سوار ہوتی تھی۔ (

) نواسوں اورنوا میوں کی پرورش بتغلیم و تربیت اور دیکھ دیکھ کے واقعات کتب میر وحدیث میں
کافی پاتے جاتے ہیں، آپ کے سب سے بڑے نواسے کی بن عاص پیدا ہوئے آ آپ نے عرب
کی عادت کے مطابق رضاعت کے لئے ایک قبیلہ میں چوڑا پھراپینے بہاں رکھ کران کی پرورش
فرمائی، فتح مکہ کے موقع پر بہی نواسے آپ کے ددیف تھے، بلوغ سے قبل ہی و فات پائی۔ (۳)
فرمائی، فتح مکہ کے موقع پر بہی نواسے آپ کے ددیف تھے، بلوغ سے قبل ہی و فات پائی۔ (۳)
فرمائی، فتح مکہ کے موقع پر بہی نواسے آپ کے ددیف تھے، بلوغ سے قبل ہی و فات پائی۔ (۳)
میکون میں سے صدقہ کی ایک تجورا ٹھا کرمنہ میں ڈال لیا، آپ کاٹیا آپ کاٹیا آپ کی طرح معلوم ہے کہ
میکون میں سے صدقہ کی ایک تجورا ٹھا کرمنہ میں ڈال لیا، آپ کاٹیا آپ مارے لئے صدقہ کے جائو
میں ہے۔ (۴)

رشة كے بھائيوں كے ساتھ برتاؤ

آپ کاٹیائے نے اپنے چیجے سے اور رشۃ کے بھائیوں کے ساتھ بھی ایتھے برتاؤ کا نمونہ پیش کیا۔حضرت جعفر طیار آپ کاٹیلی کے چھائی تھے،اولین اسلام قبول کرنے والوں میں تھے،
کیا ہجرت کے موقع پر دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کر گئے تھے، فتح نیبر کے موقع پر جب مدینہ
منورہ واپس ہوئے تو آپ نے ان کا والہانہ استقبال کیا،معانقہ کیا، پیٹانی کا بوسہ نیا اور اور ان کی
آمد پرخوشی کا ظہار کرتے ہوئے فرمایا میں نہیں جانتا کہ جھے جعفر طیار گی آمد کی زیادہ خوش ہے یا فتح

^() ميراعلام النبلاء: ١٢٥، مؤسسسة الرسالة ، بيروت

⁽٢)وحملها في الصلاة (اسدالغابة،أمامةبنتأبي العاص ٢٠٢٠)

⁽٣) لما دخل رسول الله والمستشيوم المفتح اردف عليا خلفه (اردالغلبة على بن العاص ١١٨ ٣)

⁽٢) أما شعرت أنا لانأكل الصدقة (بخارى باب مانذكر في الصدقة حديث ١۴٩١)

خیبر کی؟ پھرآپ نے انہیں اسپے مکان کے قریب رکھا۔ (⁽)

صرت زیبر بن عوام آپ کے بھو پی زاد بھائی تھے، فتح مکہ کے موقع پر جب ان کا قافلہ مکہ میں داخل ہوااور وہ صنور تا ﷺ کی خدمت میں کینچے تو آپ ان کے لئے کھڑے ہوگئے،اوران کے چہرے سے گردوغمبارصاف کرنے لگے۔ (۲)

حضرت بحزہ کی صاجزادی سیدہ عمارہ آپ تاللہ کی چھازاد بہن تھیں ، والد کی شہادت کے بعد مکہ مکرمہ میں اسپنے نفیال میں رہائش پذیرتھیں ہے جہ میں عمرۃ القفاء سے فارغ ہو کر جب آپ مدین لوٹے نفیال میں رہائش پذیرتھیں ہے جہ میں عمرۃ القفاء سے فارغ ہو کر جب آپ مدین لوٹے لئے تو آپ ماللہ آئے تو آپ ماللہ آئے تو آپ ماللہ آئے تو آپ ماللہ کو دیکھ کر پکارتی دوڑئی ہوئی آئیں ، حضرت علی جعفر اور زید بن حارث بھی وہال موجو دیتھے، انہوں نے سیدہ عمارہ کی پرورش کا دعوی پیش کیا۔ صنور تا اللہ اللہ نے حضرت جعفر کی پرورش میں دے دیا کیونکہ ان کی ہوی حضرت اسماء اس بھی کی خالہ میں اور خالہ مال کے برابر ہوتی ہے۔ (۳)

رسول الله تا الله تا الله تا الله عندان زندگی کی یہ چند جھلکیاں ہیں۔ اس سلسله میں ہمارے دفیق محترم مولانا موئ خان عدوی کی وقیع کتاب اسوء نبوی تا تا آل اور خاندانی تعلقات کے نام سے منظر عام پر آپیلی ہے، زیر نظر صفحون میں استفادہ کیا گیا ہے۔ تفسیلی مطالعہ کے خواہشمندا حباب اس کتاب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ الله تعالیٰ نے رسول الله تا تا آلی کو زندگی کے ہر شعبہ کے لئے نمونہ بنایا ہے، معاشرتی و خاندانی تعلقات انسانی زندگی کا ایک اہم ترین شعبہ ہے، فی زمانہ ہیرت رسول کا ایک اہم ترین شعبہ ہے، فی زمانہ ہیرت رسول کا اس پہلو سے مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ زندگی کا حقیقی سکون خوشگوار خاندانی تعلقات کے بغیر ممکن نہیں۔ بدشمتی سے اس وقت سارے عالم پر مغربی تہذیب کا غلبہ ہے، جس کے اثرات بدنے خاندانی ادارہ کو ٹوٹ بھوٹ سے دو چارکر دیا ہے۔

⁽⁾ وماأدرى بأيهما أنا اشد فرحا (اسدالغابه جعفرين ابي طالب ١٧٥٢)

⁽۲) الدالغاليه زبير بن العوام ٢٠٣٠ ٢

⁽٣) السيرة النبويه لابن كثير ذكر خروجه عليه السلام من مكة ٢ ٣٨٣٣، دار المعرفه بيروت

اختتامييه

نَفُس كُم كرده مى آيد جنيدو بايزيداي جا

روضهٔ رسول پرحاضری دیسینے والوں کی قبی کیفیات

روضة اطهر كيابيع؟

یه وه مقدس مقام ہے جہال فرشتے بھی آ کے سلامی دیتے ہیں جہاں کا ہر ذرہ رشک تقدیس حرم ہے اور جو بقول عربت بخاری زیر سمال عرش سے زیادہ نازک مقام ہے۔ ادب گاہے بیست زیر آسمال از عرش نازک تر نفس کم کردہ می آید جنید و بایزیدایں جا جہال تن من میں اجالوں کی بارات اتر تی ہے جس کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ بقول شاعر 'افلاک کو جھکتے ہوئے دیکھا ہے نظرنے 'اور جس کی تعظیم وتقدیس کا یہ عالم ہے کہ کہنے والوں نے یہاں تک کہدیا

> لے مانس بھی آہند یہ دربار بی ہے آ کوچہ حبیب ہے پلکوں سے چل کے آ اس کوچے سے آگے نہ زمال نہ زیس ہے آتے نہ تیرے دل کے دھڑکنے کی صدا بھی او پاؤل رکھنے والے یہ جاچٹم وسرکی ہے جہال پہنچ کرعاشقوں نے اسیع تاثرات کا ظہار یوں کیا

> "جالیوں سے چھن رہے ہیں روشیٰ کے آفاب معلوم یہ ہوتا تھا سرطور چلے ہیں "
> پلک پلک پے سجاؤل مسرتوں کے چراغ منا ہے کہ فررا بحق تسلیم ہوجاؤل معراج کی سی حاصل سجدول میں کیفیت ہے جس کے داستے کے بارے میں کہنے والوں نے کہا:

یہ وہ راسۃ ہے کہ فردوس سے جاملتا ہے
اس کی بلندی کا اعترات کسی نے
زمیس کا انتا شکو اسمال ہے کہ کر کیا تو کسی نے ہا
اس زمین کی خاک پر عرش معلی بھی شار

روضہ اطہر کیا ہے؟ یہ وہ مقام مقدس ہے، بہال ہرروزستر ہزار فرشتے مسے وشام نازل ہو کر درود شریف پڑھتے ہیں، بہال ایک نماز پچاس ہزار نماز ول کا تواب کھتی ہے، ایک نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے، جہال سو میں نوے رخمتیں نازل ہوتی ہیں، جہال کا دربار فیص بار

ہے، جہال شفاعت واجب ہوتی ہے، جہال جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے، جہال تمام افكار وہموم دفع ہوكر دل كو اطميتان حاصل ہوتا ہے،جہاں سلام كرنے سے حضور بذات خو د جواب دیتے ہیں، جہال کاروضہ مبارک عرش معلی ہے بھی افضل ہے، جہال فوت ہونے والا حضور کی شفاعت کامتحق ہوجا تاہے،جہال دل کا گلتان کھل اٹھتا ہے،مرد ہ چیرہ کوروشنی اورقلب کوشکین ملتی ہے،جہال آنسومجت واحترام کے انداز سیکھتے ہیں،جہال دھر کمیں شکر وسیاسی کی صورت اختیار کر کیتی ہیں، قدم رکھ جاتے ہیں ہسر جھک جاتے ہیں ، تاریک دل روثن ہوجاتے ہیں ، زبانیں ندامت گناہ اور احماس خطا سے محنگ ہوجاتی ہے ،زندگی پیشمال ہوجاتی ہے،اعمال نادم اور خطائیں شرمندہ جوجاتی ہیں،روح کی آلانٹیں ختم جوجاتی ہیں،تقدیر بدل جاتی ہے،مقدر جا گ جا تا ہے،التجائیں آنسوؤں کاروپ دھارلیتی ہیں،آسمان سر جھکاتے ہیں، یہاں انوار وتجلیات کی بارش ہوتی ہے، ہرسمت ورفعنا لک ذکرک کی تاثیر وتصویر نظر آتی ہے،'' ہرطرف باادب باملاحظہ ہوشیار "اور'اے رہرواں شوق بیال سرکے بل چلؤ'کی منادی ہوتی ہے، بیبال زمانے کے نامورایل تخنت و تاج اوروقت کے حاکم سربہ خم نظرآتے ہیں ،اورار باب خرد سرگشتہ و جیران ہیں ، شوق ومجبت ہم کتیں ہوجاتا ہے،بصارت بصیرت ہوجاتی ہے،رخ قبلہ کے جانب اور دل سوئے محمر ہوجاتا ہے، جذبہ بے ثار جسم سرایا نیاز ،اور دھر کنیں بے اختیار ہوجاتی ہیں، یہال ذرے ذرے میں ایک خزیمنہ بنہاں ہے، فرش سے عرش تک ضیاوَ س کا مذثو ہے والا سلسلہ ہے، یول محموس ہوتا ہے، جیسے جنت زمین پراتز آئی ہے۔

بے شک وہ روضہ رسول جو مرکز انوار وتجلیات اور مبدأ فیوض و برکات ہے، جوقلب ونظر کی معراج اور نورو کی کا تذکر ہے، جوقلب ونظر کی معراج اور نورو کی کا تذکر ہے، جس کی زیارت سے ایک مومن کو رقت وسوز کی دولت میسر آتی ہے، نگا ہول کا میل دھل جا تا ہے، قلوب کی ، ذہمن مصفیٰ اور باطن منز ہ ہوجا تا ہے، ظاہر ہے ایسے روضہ پاک کی زیارت کے لئے کو ن محروم انقسمت ہوگا جو بے چین مدرہتا ہو، کو ن برنصیب ہوگا اس گنبد باک کی دید کی آرز و مذرکھتا ہو، جس کے لئے آسمان کی بلندیال سرتگوں ہونے کو فیر مجھتی ہیں اور

⁽⁾ الم نشرح: ٣ (٢) مقدمه 'وريار رمالت يين '

جس سے ہمیشہ نور کی شعاعیں چھیلتی اور پھوٹتی نظر آتی ہیں اور روشنی کے دھارے بہتے رہتے ہیں جو تلبِ وروح کی محیف اورنظر کوسرور بخشیج میں، زیارت روضهٔ رسول کی آرز وتو ہر دل میں مجلی رہتی ہے کیکن وہاں عاضری کی تو فین انہی خوش نصیبوں کوملتی ہے جن کی قسمت یاوری کرتی ہے، جولوگ اس تعمت سے بہرہ ورہیں ہوتے وہ بالواسطہ ہی سبی ان خوش نصیبوں کے ما رات سے اسینے دلول کومنور کر لیتے ہیں جہیں یہ دولت نصیب ہوئی ہے، روضہ رسول کی زیارت سے مشرف ہو نے والول پریمیا کیفیت طاری تھیں اورجب و مواجہ شریف میں پہوینچے توان کے بمیاا حمامات تھے، اس كى نفصيلات جاننا اور ان كامطالعه كرنا بھى كچھ كم كيف وسرور اور فرحت وائبساط كا باعث تبيس ہے،ان کے با ثرات پڑھنے سے ایرامحس ہوتا ہے جیسے ہم خود روضہ رسول ٹائٹین کے سامنے كفرس جول آئكھول سے آنسول كى لڑيال روال جوتى بي اور دل ميس زيارت كى تمنا محلف تى ہے،اورقلب میں مجست رمول کی چھاریاں شعلہ جوالہ کی شکل اختیار کرلیتی ہیں، کزشہ ایک صدی کے عرصہ میں برصغیر ہند و پاک سے شعراء، ادباء،مصنفین،علماء اور نامورشخصیات کی ایک بڑی تعداد جج وزیارت سے مشرِف جوئی اورواپسی پرانہوں نے ایسے مآ ٹرات کو الفاظ کا جامہ پہنایا ہیہ تا اڑات ہندویا ک کے مختلف اخبار وجرائد میں شائع ہو تے اور بعض نے تو با قاعدہ سفر جج کمی شکل میں کتاب مرتب فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جناب متین خالدصا حب کو کہ انہوں نے اس قسم کے منتشر تا ژات کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ مختلف اخبارات وجرا تداور کتابوں کی چھان بین كرك انہيں كتابي شكل ميں شائع كيا، ذيل ميں متين خالد صاحب كى كتاب 'ور بار رسالت ميں' سے چندمثا ہیرا قتباسات اس مقصد سے ہدیہ ناظرین کئے جارہے ہیں کہ قارئین میں سے چند نے بھی ان اقتتاسات کو پڑھ کر دل میں عثق رسول کی شمع روش کر لی اوران کے دل میں عثق رسول کی چٹگاری بھڑک اٹھی تو اس مضمون کی قیمت وصول ہے عثق رسول ہی اس امت کے افراد کااصل سرمایة حیات ہے۔

سيدابوالخيرشفي كى كيفيت حاضري

پاکتان کےمعروف ادیب اورمحقق سیدا بوالخیرشفی روضۂ رسول پر صاضری کے وقت ان پر کیا کیفیت طاری تھیں انہیں ان الفاظ میں میر د قرطاس کرتے ہیں : "پہلے دن نماز فحر کے بعد دو ضد مبارک پرجو کچھ بیتی وہ مجھے یاد نہیں اگر یاد بھی ہے تواس کا تعلق حرف و بیان کی دنیا سے نہیں ، سامنائس کا نھا؟ وہ جو قر آن کے حروف مقطعات کے نقاب میں چھپ کربھی کس قد رنمایال ہے، وہ جو اول ہے، اور آخر بھی ، وہ وقت کا معیار ہے اور ازل سے ابد تک سارا مرحلہ اس کی ایک سانس کی مسافت ہے، عصر کی نماز کا دامن نماز ظہر سے بندھ گیا، یہ پوری مدت حرم صطفی میں گذری ، گری کی وجہ سے جب بعض ساتھیوں کو نبیند آئی تو میر سے لب روضة رسول کی جالیوں پر تھے، میری آنھیں بندھیں اور ان بند آنکھوں پر آنسوؤں کی جھالروں کے بیچھے زمان و مکان ، یہ اور دہ سب دم بخود تھے، صدیال گزریش اور حرم صطفی کی خاموثیوں کو کئی آواز مجروح کرنے کی جرآت نہ کرسکی '۔

مولاناا بواثقكم خاموش كے تشأثرات

مولانا ابوالقلم خاموش فتح پوری کے ، آثرات سنتے:

" روضہ کی جا کیوں سے لگ کرسلام پڑھنا شروع کیا تو میرا حال ایما ہوگیا جیسے کسی نے بے خودی فاری کر دی ہو، کچھ ہوش ندر ہا کہ عاصی کیا پڑھ رہاہے، جھے یوں خیال آیا کہ بیس کون ہوں؟ میر سے اعمال کیا بین؟ یہ میں کا در بار ہے جہال بیس حاضر ہوں آنسوؤں کا ایک در یا بہہ نکلا، آواز بلند ہوگئی، پچکیاں بندھ ہوگئیں، کلجہ چا ہتا تھا کہ پبلیوں کو پھاڑ کر باہر نکل جاؤں، دل چا ہتا ہے کہ جھے باہر نکال، میں تؤپ کر نار ہوجاؤں، وہ رونا عجیب کیفیت کارونا تھا، جب جھے جیسے میاہ کاریہ حال ہوا تو النہ والوں اور نیک بندوں پر کیاوار دات گزری ہوگئی'۔

امجد حیدرآبادی کے تناثرات

حیدرآباد کے مشہور شاعرامجد حیدرآبادی اپنا ما تربول بیان کرتے ہیں:

"باب الرحمة سے ہوتے ہوئے جب مسجد نبوی میں حاضر ہوئے نماز ادائی، فیروز صاحب نے کہا: چلئے سلام کے لئے چلئے، وہ ہاتھ پکوے اس طرح کھینچ رہے تھے جیسے کوئی ساہدی کسی سکین مجرم کو شاہی دربار میں لے جاتا ہو، پاؤل من من بھر ہو تکیا ہے، یہ بھاگ سکتے ہیں، مدہو مسکتے ہیں، آنگیں کھی ہوئی میں مگر نظر کچھ نہیں آتا، دل دھک دھک کردہا ہے، اس طرح کثال کثال سر جھکائے گردن ڈالے دونوں ہاتھ پھیلائے قبلہ کے رخ سے پائیں اقدس پر پہونچ کر پاؤل پھر رک گئے، اب تو قدم بالکل نہیں اٹھتا، سوچ رہا ہوں مواجہ شریف میا صورت لے کرجاؤں، یمحسوس ہورہا تھا کہ اب غش کھاکے گراجا تا ہوں، طاقت دیدار رخست ہورہی ہے، دنیا کی خبر یہ مافیہا کی۔

گم ہیں خرد وجواس عنقاء کی طرح دل ہوگیا صاف ان کے کت پاکی طرح گرور گرنور خدا نہیں ہے جلوہ ان کا گرور کیوں مجھے عش آگیا موئ کی طرح کیوں مجھے عش آگیا موئ کی طرح

کل تک تو دل پس ہزاروں تمناؤں کا بچوم، لاکھوں آرزؤں کا محشر تھا، آج ایک بات بھی یاد
نہیں، نہیں معلوم بھول گیایا بھلا دیا گیا، لکا یک بینی طاقت نے مدد فرمائی اور قرآن کریم کی آیات
کریمہ یادآت، ان آیات قرآنی کے اڑسے جسم میں طاقت، دل میں قوانائی آگئ، ڈرتے آتھیں کھولیں، سنہری جالی پر نظریڈی، جالی کے پردے پر کچھ تروف بینے ہوئے معلوم
ہوتے، ان جملوں کی تا شیراور جذب حقیقی نے مقدس جالی کے قریب تو کھینچ لیا، دل پر کمی نے شنڈ ا
ہوتے، ان جملوں کی تا شیراور جذب حقیقی نے مقدس جالی کے قریب تو کھینچ لیا، دل پر کمی نے شنڈ ا
ہوتے، ان جملوں کی تا شیراور جذب حقیقی نے مقدس جالی ہوگیا، دریائے رحمت ہوش و خروش کے ساتھ خفٹگان
ہوئے دکھ دیا، خوف کا اگر دل سے بالکل زائل ہوگیا، دریائے رحمت ہوش و خروش کے ساتھ خفٹگان
ہوئے میں درود کی آواز آر بی تھی مجدر سول اللہ عرش بریں پرجانے والے، روحانیت کے شہنشاہ،
طالبان دید وسکیان کے لئے تنام عینی ولا تنام قبی فرماتے ہوئے اب بھی اس مادی دنیا میں آرام
فرمارہ میں، جالی شریف کا ہرحلقہ صاحبان بھیرت کے حلقہ چشم سے ہم چشمی کر رہا ہے، جذبات کا
کر رہی ہیں، جالی شریف کا ہرحلقہ صاحبان بھیرت کے حلقہ چشم سے ہم چشمی کر رہا ہے، جذبات کا
مال کچھ نوں تھا۔

روضہ پاک کی ججلی ہے طور سینا ہے اسپنے سینے میں سفر حج کا ماحسل ہے یہ کعبہ والا ملا مدینہ ہیں

حافظ افروغ حسن كاتاثر

عافظ افروغ حن اينا تاثر لك<u>صته</u>ين:

" حضور الله الله في المنان كے ايجاد كرد والفاظ وفقرات ميں مدتاب ہے اور دان ميں اتنى وسعت، روح ميان في انسان كے ايجاد كرد والفاظ وفقرات ميں مدتاب ہے اور دان ميں اتنى وسعت، روح محمول كردى تھى كہ جھونا چيز كے سلام كا جواب حضور الله الله الله وحمت سے برابر آر ہاہے، كتا كرم تھا ان كا اپنے گناه گارامتى پر، كتنى عنايت تھى ان كى اپنے خطاكار فلام پر، ان كى نظر مجست سے دل كو حصد مل رہا تھا، نہايت ادب او حترام كے ساتھ دل نے على كيا، حضور! آپ كا فلام آپ كے در پے عاضر ہے، نظر كرم كا متمنى وہ آپ كا ايك نالائق مهمان ہے، مگر بارگاه ايز دى يس آپ كى شفاعت كا اميدوار ہے آپ قاسم جود وعطابيں اس لئے وہ بھى فيض ورحمت كا طلبگار ہے"

بشرى اعجازي كى زيان كا تاثر

روضة رسول کالٹیکیلی پر حاضر کے وقت دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے، بشری اعجازی کی زبانی

رجمی نظرین المحضے کی ہمت مہ پاتی تھیں ہر درجبوب کوسلامی دے رہا تھا، وجودخود سے آتا ہو چکا تھا، نہ جانے نظرین المحضے کی ہمت مہ پاتی تک اسے بیان کرنے کے لئے نظر ہیں مل سکے بفظوں کی دنیا میں جیسے کال پڑھیا ہو، پھر سوچتی ہوں کہ الفاظ کی قسمت میں اتنی رسائی کہاں کہ وہ اس کی دنیا میں جیسے کال پڑھیا ہو، کھر سوچتی ہوں کہ الفاظ کی قسمت میں اتنی رسائی کہاں کہ وہ اس کی دنیا میں کی دنیا میں ہور ہے سکی ہور ہے سے میں اور مرف اور سرف محسوں کرنے کی کیفیت، وہ مرف اور سرف اور مرف اور میں کرنے کی کیفیت، وہ ماضی، حال ، اور منظم کی نام ہیں ہمگر وہ زندگی کی سب سے بڑی سے بائی ہے، اس کھوجانے والی کیفیت، اس کیفیت کا کوئی نام ہیں ہمگر وہ زندگی کی سب سے بڑی سے بائی ہے، اس کیفیت نے اس قدر جکوا کہ اس بیاس سے قطعی بے خبر ہوگئی، دراسل میں کمول میں یوں دنگی کہ

زیست کے تمام رنگ بھیکے پڑ گئے، زندگی زندگی سے یوں گلے ملی کہ تمام جسم وروح کی تھکن مٹنے لنگی بن کے سب آلام فتا ہو گئے'

حافظ خالدلد حيانوي كي منظرتثي

مافط لدهیانوی روضه پرکی منظری یول کرتے ہیں:

"حرم نبوی میں داخل ہوتے ہی خوشہوؤل کا ایک تیز جمونکا آیا، جس سے سارا جسم معطر ہوگیا، یہ مقدس جگہ کا نتات کے جمال کا مرکز ہے، خانہ کعید کے بعد کو نین میں اس سے افضل جگہ کوئی نہیں ۔۔۔۔ بہی وہ روضہ اطہر ہے جس پرستر ہزار فرشتوں کا نزول طلوع آفاب کے وقت ہوتا ہے، ستر ہزار ملائکہ غروب آفاب کے وقت ہوتا ہے، ستر ہزار ملائکہ غروب آفاب کے وقت حاضری دیتے ہیں، ہبی وہ در بارہے جس کی سخاوت کا نتات پر محیط ہے، ہبی وہ چشمہ نور ہے جس کے جلوؤل سے سارا بہال روشن ہے، ہبی وہ مہر نبوت ہے جس کی کرنول سے دنیا کے للمت کدے منور ہوئے، ہبی وہ آنتا نہ ہے جو دلول کو سرور، نگا ہول کو کیفیت مضور بخشاہے، ہبی وہ در بارہے جہال منگنول کی جموالیاں بھری جاتی ہیں"۔

عافظ لدهیانوی جب گنیدخضری کادیدار کرتے بین توان کا قلم یون کویا ہوتاہے:

"یہ وہ گنبد خضری ہے جس کی یاد دلول کے آبگینول میں آنسو بن کر چاکئی ہے، ہی گنبد مبارک، ایک عالم کی تمناؤل کامر کز، ذوق و شوق کا آئینداور بے تابی اوراضطراب کامظہر ہے، اس مبارک، ایک عالم کی تمناؤل کامر کز، ذوق و شوق کا آئینداور بے تابی اوراضطراب کامظہر ہے، اس گنبد خضریٰ کی حسرت دید میں شعرائے عرب و جم نے دلول کے ولولول، روحول کے اشتیاق کی ترجمانی کی ہے، ان کی فکر کی بلندی اور تخیل کی پرواز نے اسے ہزارا تداز سے بیان کیا ہے، اوراس جاوراس مباری کی فکر کے بین پیرا ہے میں ایماسجایا کہ پڑھنے والا عالم خیال میں روضة اطہر کی عاضری کا لطف لینے لئی ہے، اس کے ذکر سے کیسی کیسی تمنادل کے نہاں خانے میں حسرت بن کر پھیل عالی ہے، اس کے ذکر سے کیسی کیسی تمنادل کے نہاں خانے میں حسرت بن کر پھیل عالی ہے، اس کے ذکر سے کیسی کیسی تمنادل کے نہاں خانے میں حسرت بن کر پھیل عالی ہے۔ کشتے آنسود عالی صورت اختیار کر لینتے ہیں ۔ (*)

() دربار رمالت میں: ۲۲

ریاض حن چو د حری کی حاضری

اور عاشق رسول کاٹلیائی ریاض حن چو دھری کو دیکھتے، جب وہ مدینہ النبی میں داخل ہوتے، اور پوانہ وارکلیوں میں آگے بڑھ رہے تھے توان پرکیسی کیفیت طاری تھی ، کھتے ہیں:

"ان گنت تمناؤل ، آرز وؤل ،حسرتول اورخوا ہشول کی خلعت فاخرہ میں لیٹا ہواایک روشن اورمنور دن، کلیول کی شرماہٹ کا تابندہ احساس لیتے ہوئے، ایک جھلملا تا ہوا بدن ،میری حیات مستعار کے نا قابل فراموش اور باد گارلمحات کا حامل قلبی کیفیات میں ڈو با ہوا ایک شگفت اورگدا ز دن ایک عجیب سائیت ایک عجیب ساسروراورایک عجیب سانشدگ وید پس سرایت کرر با تفها، مدنظرتك پھيلا ہواايك دلنواز اور د لآويزمنظر مجھےمير سے سفر كااحساس د سے رہا تھا، اورميري کائنات شعورکونمس ا ثبات سیے جمکنار کرر ہاتھا، جارول طرف انوارات سرمدی کی بارش ہور ہی تھی ،نور كاباد ابث رہا تھا عمرہ كى ادائيكى اور حرم كى سرزيين پرسجدة بندگى اداكرنے كے بعديس مدينة النبي کی خاکب شفا کواپنی آ تکھول کا سرمہ بنانے کی سعادت حاصل کررہا تھا، ایک دیواندا سینے سریانے غلامی کی زنجیر دکھ کرسونے والا دیوانداپنی آنکھول میں جیرتوں کے سمندرچھیا ہے ہوئے، ہونٹوں پر درود وسلام کے تجرے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پرعثق مصطفی کے چراغ جلائے دیوانہ وارشہر حضور تا تلیالی معطرومعنبر اورمقدس محیوں میں آگے بڑھر ہاتھا،اس کے ڈیمکاتے قدم آہنتہ آہنتہ مسجد نبوی کی جانب اٹھ رہے تھے،احساس ندامت قدم قدم پر دامن گیرتھا،ماتھے پرعرق انفعال کے جمکتے ہوئے قطرے خطاؤں اور گناہوں کی ایک طویل دامتان بیان کررہے تھے، یہ روز روز عیدتھا، پلکوں پراشکوں کامیلہ سالگا ہوا تھا، یہ عیدمیرے لئے اربوں، کروڑ وں عیدوں سے بڑھ کر ایک ایسی عبیر تھی کہ جس کے دامن میں روز اول سے میرے سلگتے ہوئے آنسو جذب ہورہے تھے، اور میں نے وادی خیال میں پیدا ہونے والے جلال وجمال کی تمام تر رعنائیاں جس عید کے انتظار میں پلکوں کی دبلیز پر نثار کردی تھیں، آنکھوں نے پلکوں پر آنسوؤں کی میاری سی لگاد ئیے تھے، حریم دیدہ ودل میں چراغال ہور ہاتھا، دھنک کے ساتویں رنگ ادب واحترام کی قندیل تھاہے آہستہ آہستہ اتر ہے تھے، کشت آرز و میں باد بہاری چل رہی تھی تیمیم خلد مدینہ جاروں طرف

محوخرام تھی، قرید جال کسی دور دراز محوشہ سے ایک کمزورسی آواز بھری اس کمزورسی آواز نے میر ہے پورے وجود کو ہلا کر دکھر دیا، ریاض! تنہارے نامہ اعمال میں رسوائیوں اور بداعمالیوں کے سوا کچھ تجی نہیں، تیری فر د جرم بڑی طویل ہے، تیری دونول چھیلیوں پراس فر د جرم کے اوراق دھرے ہوتے میں اوراس میں تیرے ایک ایک جرم کی تفصیل درج ہے، ریاض! تیرا سینہ منافقانہ ساعتول کی آماجگاہ بنا ہواہے، تیرے من میں لذتوں کالاواکھول رہاہے، تیرے ظاہرو باطن میں ہر طرف کٹافت اور قلاظت کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں،تمہاری یہ ہمت کہ والی کون ومکان کے در بارگھربار میں مطے آتے ہو بحیامند لے كرحضور فاللي الله كى بارگاہ بے س بناہ میں جارہے ہو؟ بندة كتّ خ رک جاؤ ، میں سہم گیا، قدم رک گئے، ذہن میں یہ خیال بجلی کی طرح کوئن گیا کہ میں لا کھربراسہی البکن بچر بھی ایپے شفین اورمہر بان نبی کاامتی ہوں ،میر سے آقا پیکرعفو و کرم بیں ،سب کے زخمول پر مرہم رکھنے والے حضور مجھے بھی رحمت کی شال عطا کریں ہے دل نے پھرایک بارٹو کاریاض! سنجل کر قدم دکه، بيسرزين مجوب خداكى ب، دريادل كابرمنظر كتورروح كابر بيكر كيف حنورى يس ووب كيا، ہرموتے بدن حرف سیاس بن محیا بظرین آسمان کی طرف المرکسیں ، اور ماتھ د عاکے لئے پھیل گئے، اسے قادرمطلق ،ایسے بنجرزمینوں کی طرف کالی گھٹاؤں کو حکم دیسنے والے رب میرے پلکوں ہے جھلملانے والے تشکر کے آنسول قبول فرما، اسے میری سانسوں کے مالک! میں تیرے مجبوب کے دربار میں ماضری کے آداب سے واقت نہیں ہول ہمیرے ذوق اورمیرے شوق کو مداد ب میں رکھ،میرے اضطراب کوخو ونے مل عطا کر، دل نے آہند سر کوشی کی ' بہال سانس بھی آہند ہے، یہ شہر نبی ہے'' دیکھ حضور تاکشائیل انہی فضاؤں میں سانس لیا کرتے تھے،ان کی مقدس سانسوں کی خوشبوآج بھی ان فضاؤں میں رچی بسی ہے،ساری عمراراد سے باعد هتار ہا کہ صنور تاثیر کئی ہارگاہ بے کس پناه میں پہونچ کراپنی ساری تمنا ئیں طشت دیدہ ودل میں سجا کرپیش کردوں گا،عرض کروں گا کہ آتا آپ کے غلاموں کے وطن کا ایک باز وٹوٹ گیا ہے جنسور تاٹیاتی میرامشرقی یا کتان شازشوں کے بھنور میں ڈوب محیاہے، آقا می ایٹانی افرار اول کا آشیارہ شاخ نازک پرلرز ریاہے جنور شرمهار ہول کہ اب میرے وطن سے آپ کو ٹھنڈی ہوائیں نہیں آتیں، ہم آپ کی تعلیمات کو بھول ہے

ہیں، تارک قرآن ہو کر در در رکی تھو کریں تھارہے ہیں، ہم نے اخلاق کا جنازہ اسپینے محندھوں پر اٹھا رکھاہے، اپنی ثقافتی افدار کو مملی زعد گی میں نافذ کرنے کے بجائے انہیں ہم نے عجا سب کھرول کے شفاف شوكيسول ميس سجار كھاہيے جھنور مهم اپني تاريخ ہي نہيں ايپنے جغرافيه کے بھی قاتل ہيں منم خانے ہماری سوچوں کے نگر میں آباد بیں ، کتور دبیرہ ودل میں دصول اڑر ہی ہے، ہر زاویہ نگاہ تشکیک کی گرد میں لیٹا ہوا ہے، ہم نے اسپنے ذہن میں جبوٹی انا کی گمراہیوں کی مسند بھمارتھی ہے،ہم نے تاج ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے عاصیوں کو اسپنے دامن میں چھیارکھا ہے،ہم وہ بدیخت میں جو مسلین ، بوسنیا اور دیگر مما لک کی پیٹیوں کے سر پر شخفظ کی ردانہ و کے سکے، ان کی مصمتیں سربازالٹتی رہیں کیکن ہماری غیرت ایمانی پرسلسل برٹ گرتی رہی جضور ہم آپ کے عجرم ہیں جعنور ہم آپ کے عجرم ہیں ،موجا تھا حضور تاٹیا کی خدمت اقدس میں وطن کی جواؤں کا سلام مير ع كھرانے كاليك ايك بچه باتير المحاكر ملام كهدر باتحاب صور اللي الله كى كنيزي كلاب كى سرخ پتیاں لے کر دست بستہ تھوری تھیں، آقا! غلام زاد ہے سرتا یا حرف سیاس بن کرسلام پیش تنہائیوں کا ساتھی ،حضور اُ ہم دونول مل کے آپ کی مجت کے چراغ جلالا یا کرتے تھے،حضور اُاس الوثے بوت قلم كويس اسين ساتھ لايا ہوں ورق ورق يرسجد ب لاانے والا تلم بحضور إسلام عرض سرتايدليكن تمام منائيس اورآرز وئيس بيل اشك ميس بهركيس ممكن بياعالم بيع فودى ميس زبان حال سے یہ سب گزارشات حضور کا ٹیا ہے کوش کذار بھی کردی ہول کیکن محسوس ہی ہور ہا تھا جیسے زبان پرتالے پڑ گئے ہیں، نفظ لر تھڑارہے ہیں، جذبات کی بیسا کھیاب ٹوٹ رہی ہیں جملے آنسوؤ ل میں تحلیل ہورہے ہیں آوازملق میں اٹک کررہ گئی ،اوررویتے رویتے پیچکی بندھ گئی''۔

فېرست مآخد

	القرآن انكريم	1
عماد الدين أبي الفد اء إسماعيل بن ك ثير الدستقي	تغییراین کثیر	۲
محمودش ﷺ ريالألوسي البغدادي	تفيرروح البيان	٧
محدین اسماعیل بخاری	صحيح بخارى	٨٠
مسلم بن حجاج بن مسلم بیشا پوری	متحيح مسلم	۵
سيمان بن اشعث سجتاني	سنن ابود اَ وَ د	ч
اسماعيل بن عمرالد شقى	الفصول في سيرة الرسول	
اسماعيل بن عمرالد شقى	البدايدوالنهايد	^
أبوعيس * محمد بن عيس * التر مذي	سنن الترمذي	9
أحمد بن شعيب النسائي	سنن النسائي الس×ير *	1-
محمد بن يريد بن ماج % القزوميني	سنن ابن ماج **	##
ا بوعبدالله احمد بن محمد بن منبل	منداحمد	It
محمر بن عبدالله حائم نيها يوري	منتدرك حائم	سوا
ابوانحن نورالدين على بن ابي بحريبتمي	موار دانظمان الى زائدا بن حبان	١٢٢
مال * بن أنس بن مال * بن عامرالأمسحي	موطأ الامام مأل **	10
علي بن أي ب * رال * يعثمي نورالدين اميم	مجمع الزوائد متبع الفوائد	14
عبدالعظيم بن عبدالقوى المنذري	الترغيب والترتيب	14
محمد بن عبدالله خطیب تبریزی	مشكوة المصانيح	ÍΛ
علاءالدين على المتنقى بن حسام الدين الهندي	كنزالعمال	19

	منداني هريه "	۲٠
عبدالو ہاب الشعرانی		41
امام اسحاق بن ابراهيم بن راجويد	منداسحاق بن راهوید	۲۲
أيوالقاسم ليمان بن أحمد الطبر اني	المعجم الآوسط	۲۳
أحمد بن الحسين بن علي بن موس * السي * قي	الجامع لنتعب الايما ن	۲۴
أحمد بن الحسين بن علي بن موس * الدي * قي	سنن السي * قي ال * بر *	ra
سليمان بن أحمدالطبر اني	المعجم ال×بير	۲ 4
عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي		۲۷
ﷺ علام * علي بن سلطان محمد القاري	مرقا المفاتيح شرح مش 18 المصا	۲۸
عبدالرحمن بن أي ب * ر، جلال الدين السيوطي	الجامع السعنير	19
محمد بن اسحاق بن يسار بن خيار المدني	میرت ابن اسحاق	۳.
أبوب * رأحمد بن عمر والبرار	مندالبرار	۱۳۱
عجلدبن يوست الصالحي الثامي	مبل ال %د % والرشاد في سير % فيمر ا	٣٢
عبدالرحمن بن عبدالله المأل بي	الروض الأنف	ساسا
أبوالحن علي بن أي ال بنزرم ابن الاهير المراحن علي بن أي ال	أبدالغاب ¾ في معرف ※ السحاب ※	٣٨
إسماعيل بن محدين الفضل التميي الأسب بذاني	دلائل النبو **	۵۳
عبدالملك بن مشام الحميري	سیرت این هشام	٣٧
شيخ الاسلام حافظ ابن ججر متقلاني "	الاصابه في تمبييز الصحابه	٣4
أحمد بن علي بن جمر العسقلاني	فتح الباري بشرح فيح البخاري	٣٨

·	وسو
السيرةالنبوية	۴.
حاشية السندي على البخاري	۱۳
جلاءالا فيهام	۲۳
الصادم المسلول على ﴿ شاتم الرسول	٣٣
مدادج السال * يتن	44
إعلام الموعين عن رب العالمين	۵۳
خلق أكمسلم	۲۲
سيرأعلام الشبلاء	٣4
صليمة الأولمياء	1 " A
الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع	79
م * ارم الأخلاق	۵۰
المقاصدالحن **	۱۵
الأدب المقرد	۵۲
الاح * ام في أصول الأح * ام	۵۳
حقوق النسي صل ※ الله علي ※ وسلم ال	۲۵
سيرة حلييه	۵۵
سيرة النبي	۲۵
حياةالصحاب	۵۷
أدب الاختلاف في الاسلام	۵۸
	السيرة النبوية حاشية المندي على البخاري جلاء الافهام المسادم المسلول السيخة الرسول المسادم المسلول السيخة الرسول إعلام الموقعين عن رب العالمين مني أعلام المنبلاء صير أعلام المنبلاء حلية الاولياء م الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع المقاصد المحن ** المالم خلاق الراوي وآداب السامع المقاصد المحن ** المقاصد المحن ** المارة المنفرد حقوق النبي صل ** الشعلي ** وسلم ل خياة السحاب

4.5

محمدقاسم ه ندوشا 💥 استرآبادی	تاریخ فرشت **	۵9
الشيخ الشعراد **	معجزةالقرآن	4.
فضيل * الشيخ محد بن صالح المتيمين	مجموع ف آو % ورسائل	£
قاضي محمر سليمان منصور پوري	رحمة للعالمين	44
شاه عبدالعزيز محدث د ېلوي ت	فآوی عزیزیه	44
مولاناا بوالكلام آزادٌ	رسول رحمت ملطقيلين	44
محدا دریس کا عرصلوی	سيرت مصطفي	Q.Y
مولاناسيدمنا ظراحن ميلاني	النبى الخاتم فأثليك	Į
علامه سيدسيمان ندوي	خطبات مدراس	46
جر جی زیدان	تاریخ تمدن اسلام	77
حضرت مولا ناحكيم اختر صاحب ٌ	آداب عشقِ رسول مَنْ لِيَالِينَ	44
سیدواضح رشیر حسنی عمروی	محمن انسانیت	۷-
	اغلاق نبوی واقعات کے آئینہ میں	41
یم تا پندره فروری ۱۲۰۱۳ء	خبر د ارجدید د _ی لی	۷٢